تاریخِ غلافِ کعبہ

تفصیلی حالات، تاریخی واقعات کے ساتھ

علی شبیر

Marfat.com

Marfat.com

تاریخِ غلافِ کعبہ

تفصیلی حالات، تاریخی واقعات کے ساتھ

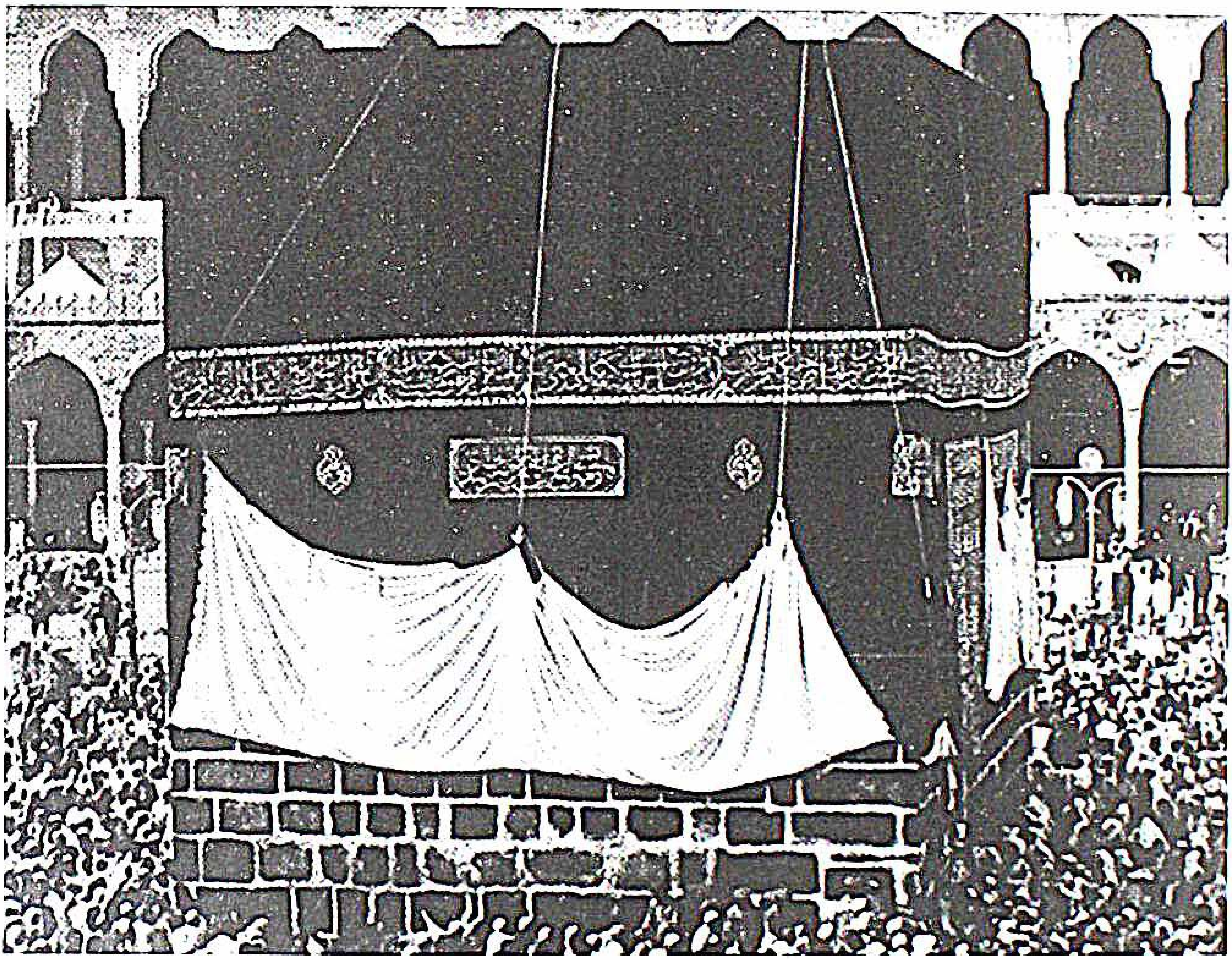

علی شبیر

فیکٹ پبلیکیشنز
web site: www.factpublications.com
Email:factpublications@fact.com.pk

Marfat.com

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

کتاب : تاریخ غلاف کعبہ

مصنف : علی شبیر

ایڈیٹر : ایم ارشد

لیگل ایڈوائزر : تیموری لاء ایسوسی ایٹس 13 فین روڈ لاہور

قیمت : /400 روپے

297.35

۱۴۱۴۹۵

Find us Fact.Publications

FACT PUBLICATIONS

14/B علی پلازہ سیکنڈ فلور ٹیمپل روڈ لاہور

فون: 042-36374538, 0333-4538489

Marfat.com

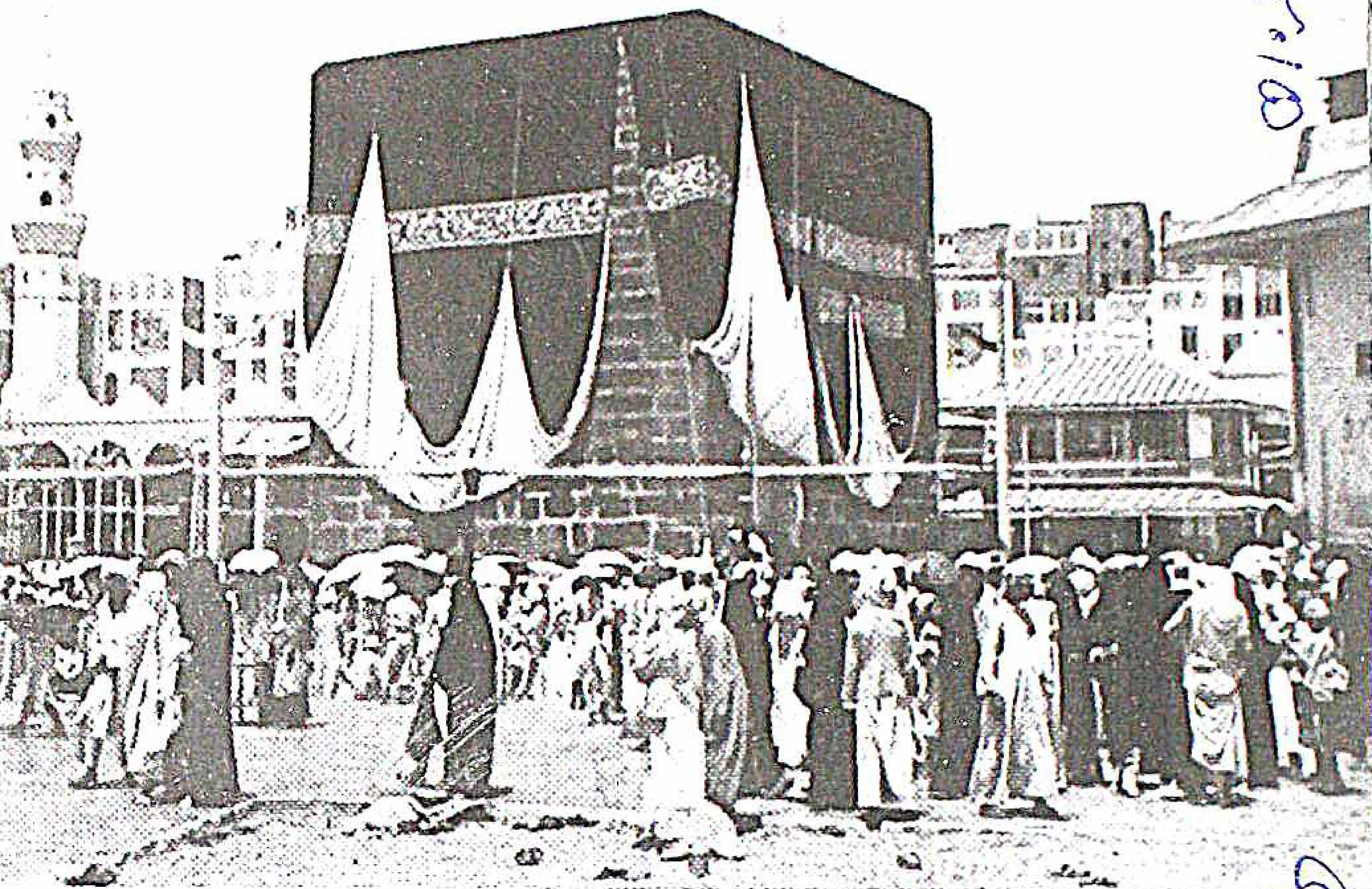

زمانہ قدیم میں کعبہ پر غلاف چڑھانے کا منظر

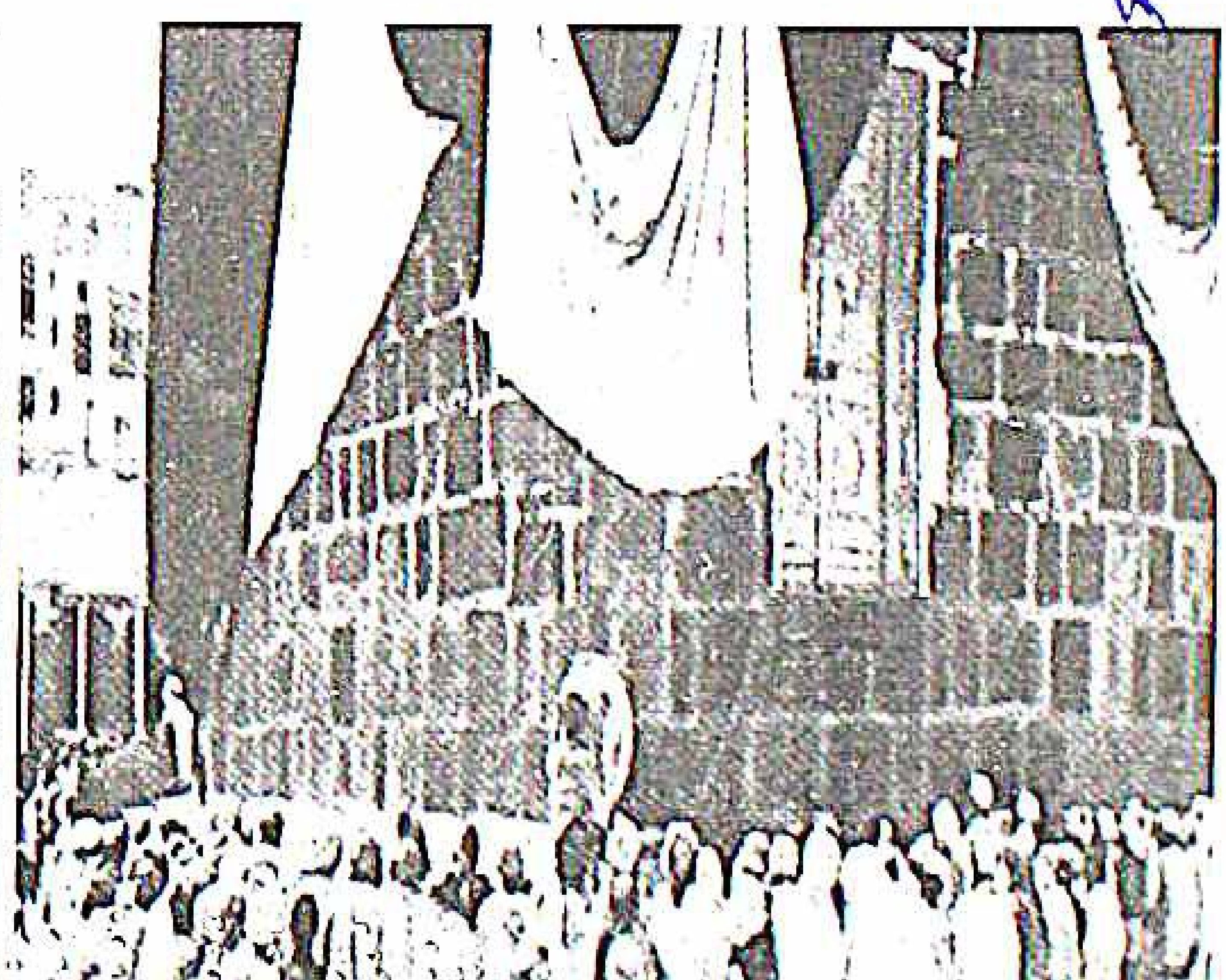

زمانہ قدیم میں غلاف کعبہ چڑھانے کے سلسلے میں منعقدہ تقریب کا منظر

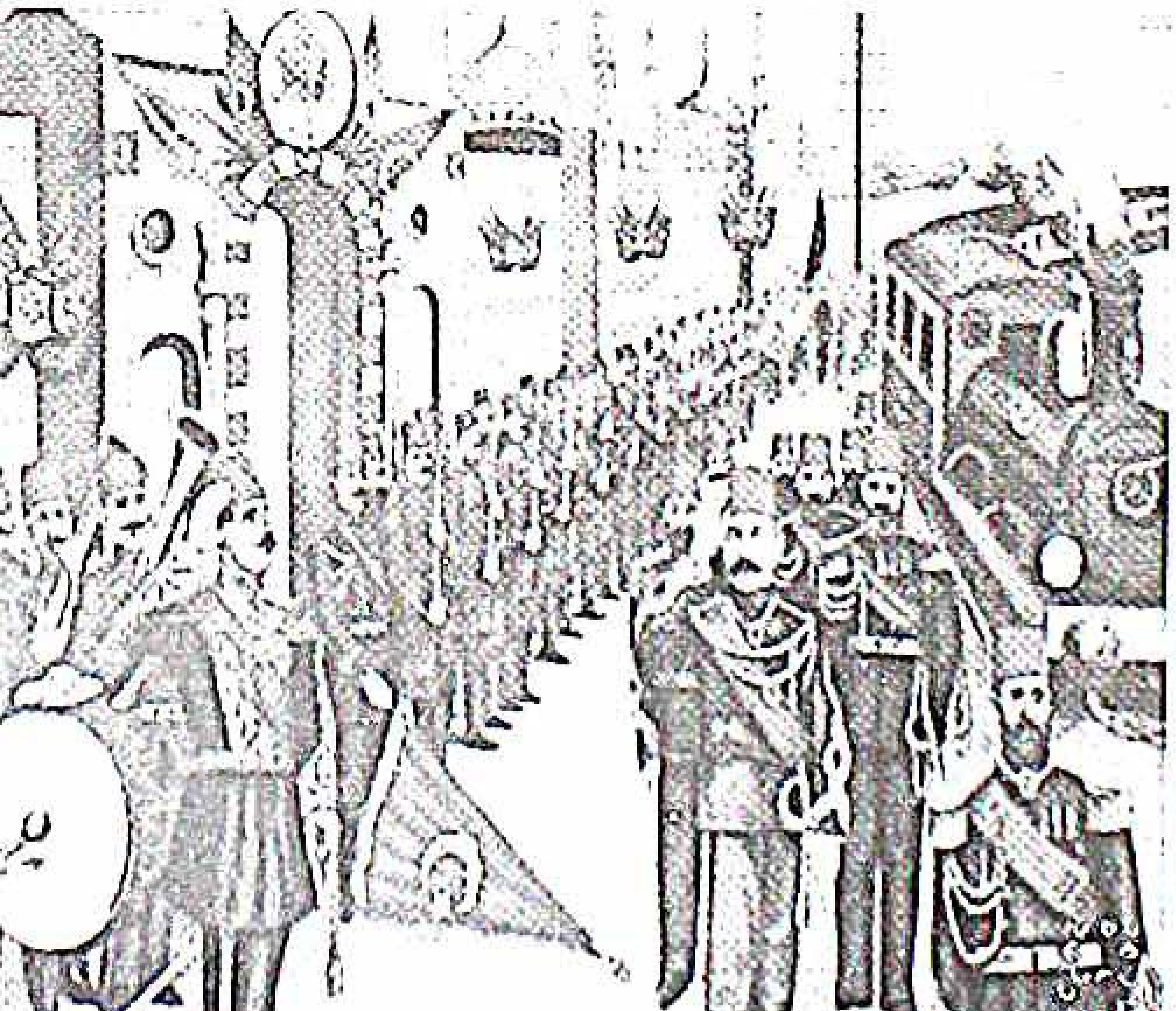

مدینہ، 1910 میں مصر کے بادشاہ کی طرف سے غلاف کعبہ بھیجے جانے کے جلوس کا منظر

Marfat.com

خانہ کعبہ پر چڑھائے جانے والا غلاف مبارک مکہ کی ''کسوئی فیکٹری'' میں تیار کیا جاتا ہے جو 74 سال قبل خادم الحرمین الشریفین شاہ عبدالعزیز رحمتہ اللہ نے قائم کی تھی۔ اس سے قبل خانہ خدا پر چڑھایا جانے والا غلاف مبارک (کسوئی) مختلف اسلامی ممالک میں تیار کیا جاتا تھا۔ اس وقت سے آج تک کسوئی فیکٹری ہی خانہ کعبہ کیلئے کسوئی (غلاف) بنانے کے فرائض انجام دے رہی ہے۔ فیکٹری میں کام کرنے والے تمام 200 افراد سعودی عرب سے ہی تعلق رکھتے ہیں۔ کسوئی فیکٹری میں دنیا کی جدید ترین سلائی مشینیں، کڑھائی کرنے کے آلات اور دھاگہ بننے والی مشینیں نصب ہیں۔ ہر سال غلاف کعبہ پر ایک کروڑ 68 لاکھ سعودی ریال کے اخراجات آتے ہیں۔

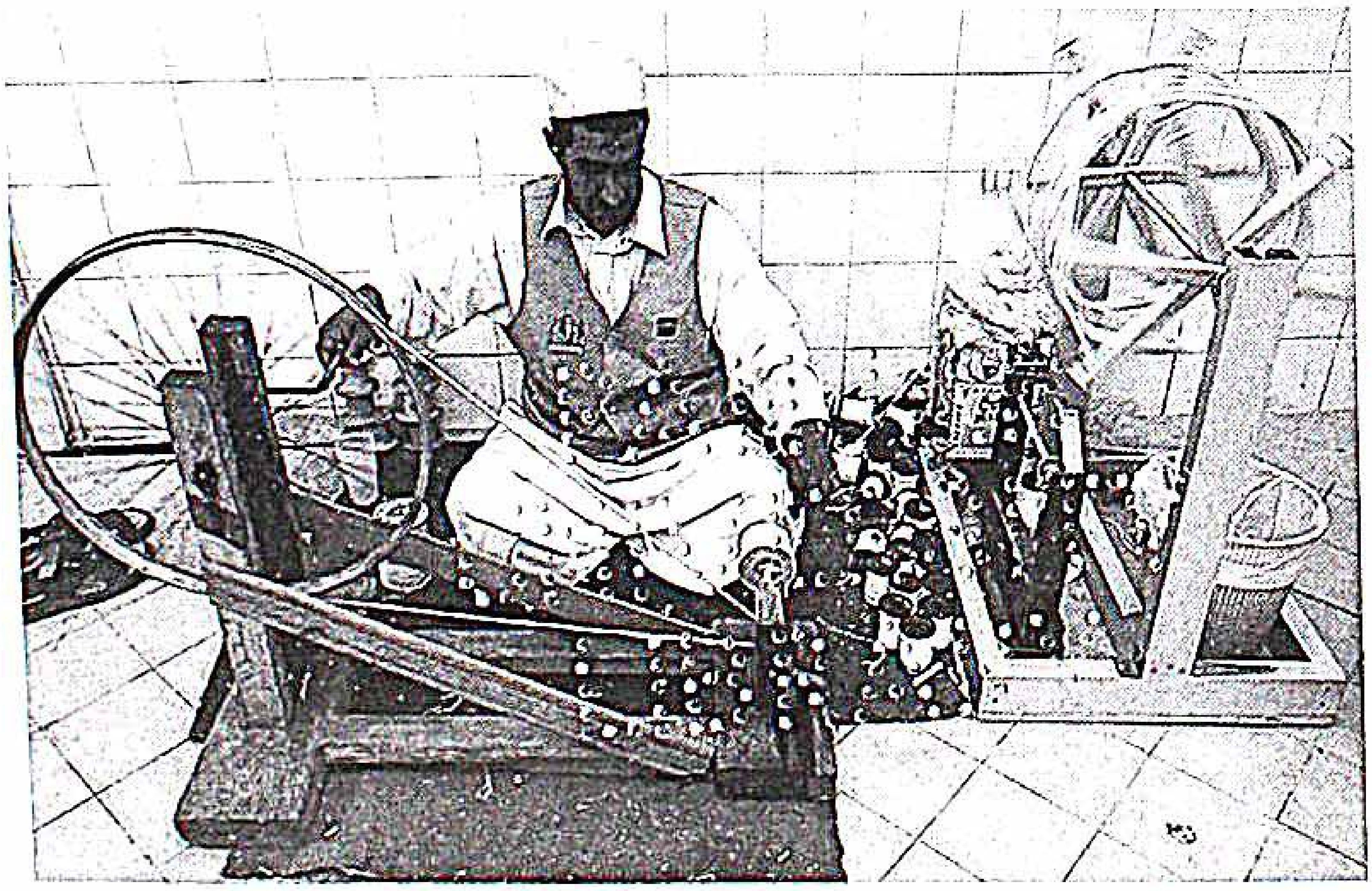

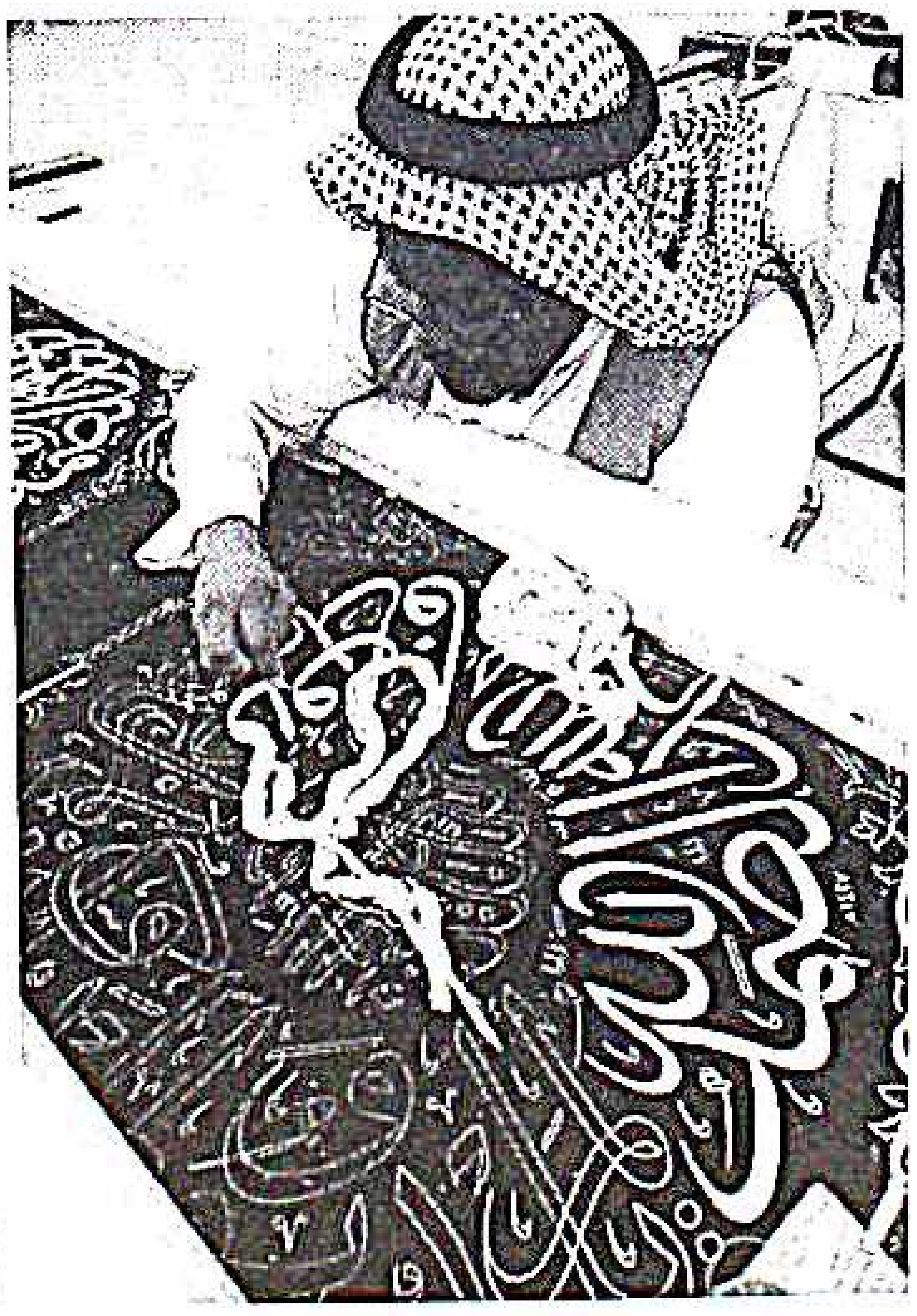

Marfat.com

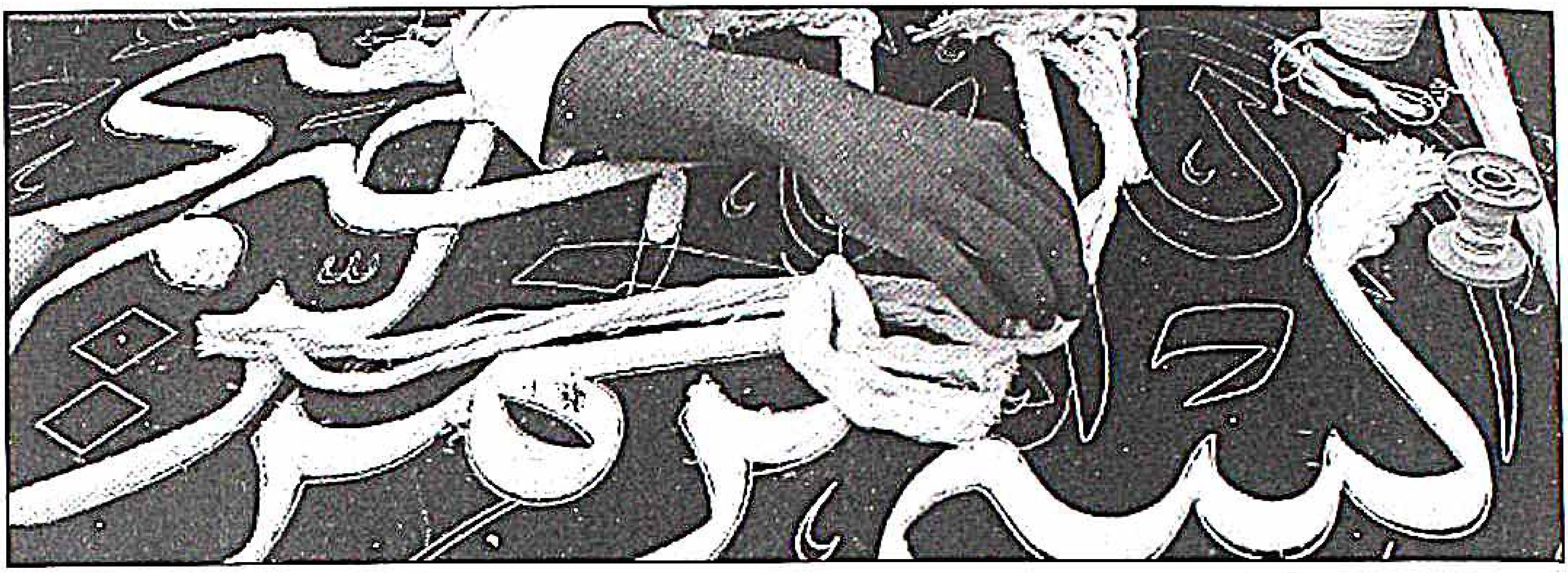

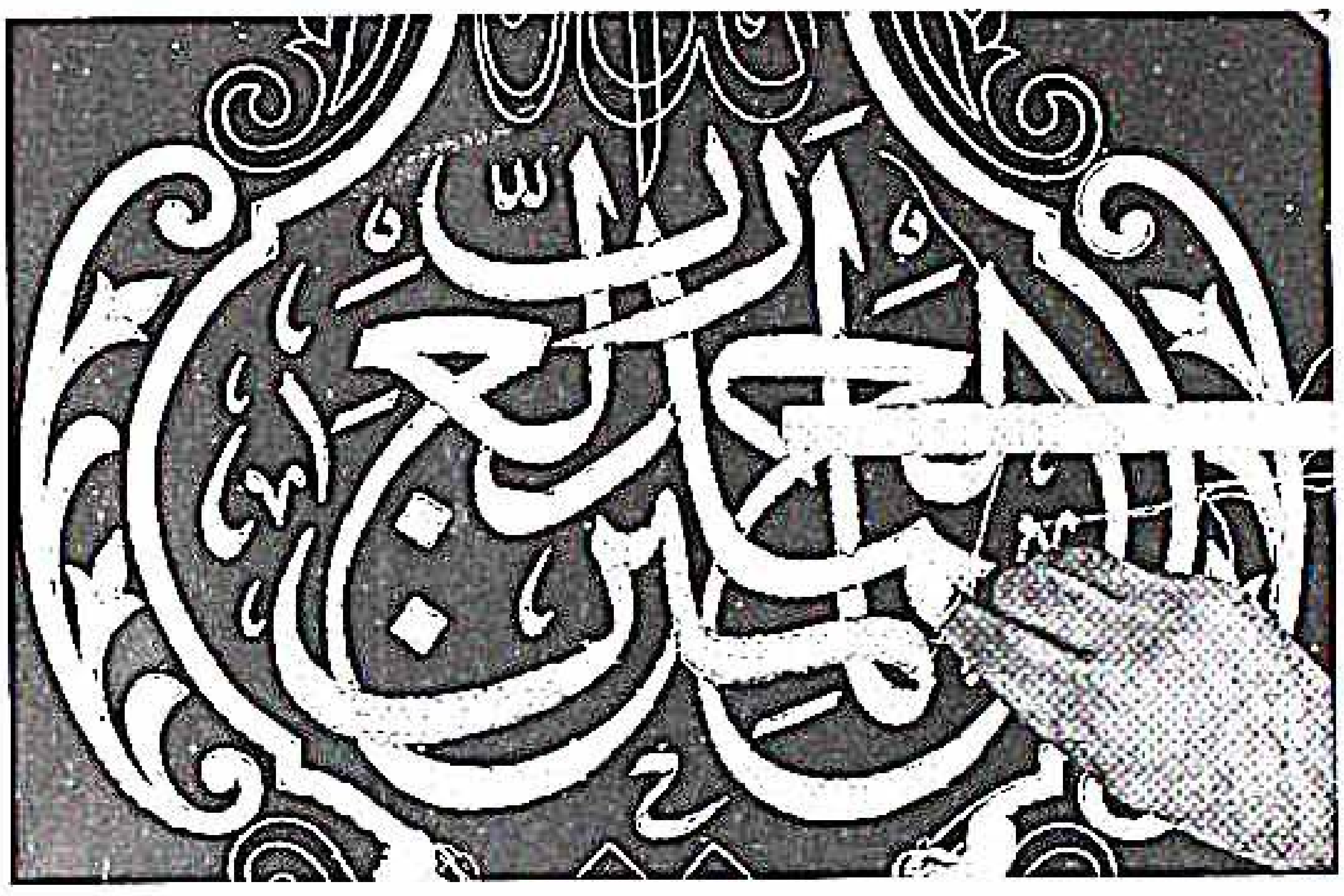

خانہ کعبہ پر چڑھانے کیلیئے تیار کیئے جانے والے کالے رنگ کے غلاف مبارک میں 670 کلو گرام خالص ریشم استعمال ہوتی ہے جبکہ اس پر لکھی گئی قرآنی آیات کو سونے اور چاندی کے تاروں میں بند کرنے کے لئے 150 کلو گرام خالص سونا اور چاندی استعمال ہوتی ہے۔ غلاف کی مکمل لمبائی چوڑائی 658 مربع میٹر ہوتی ہے اور اسے بنانے کے لئے خالص کالے ریشم کے 47 بڑے ٹکڑوں کو جوڑا جاتا ہے، جس میں سے ہر ٹکڑا 14 میٹر لمبا اور 95 سینٹی میٹر چوڑا ہوتا ہے۔ کسوئی فیکٹری کی انتظامیہ تقریباً 45 لاکھ ڈالر کے اخراجات برداشت کرتی ہے۔

Marfat.com

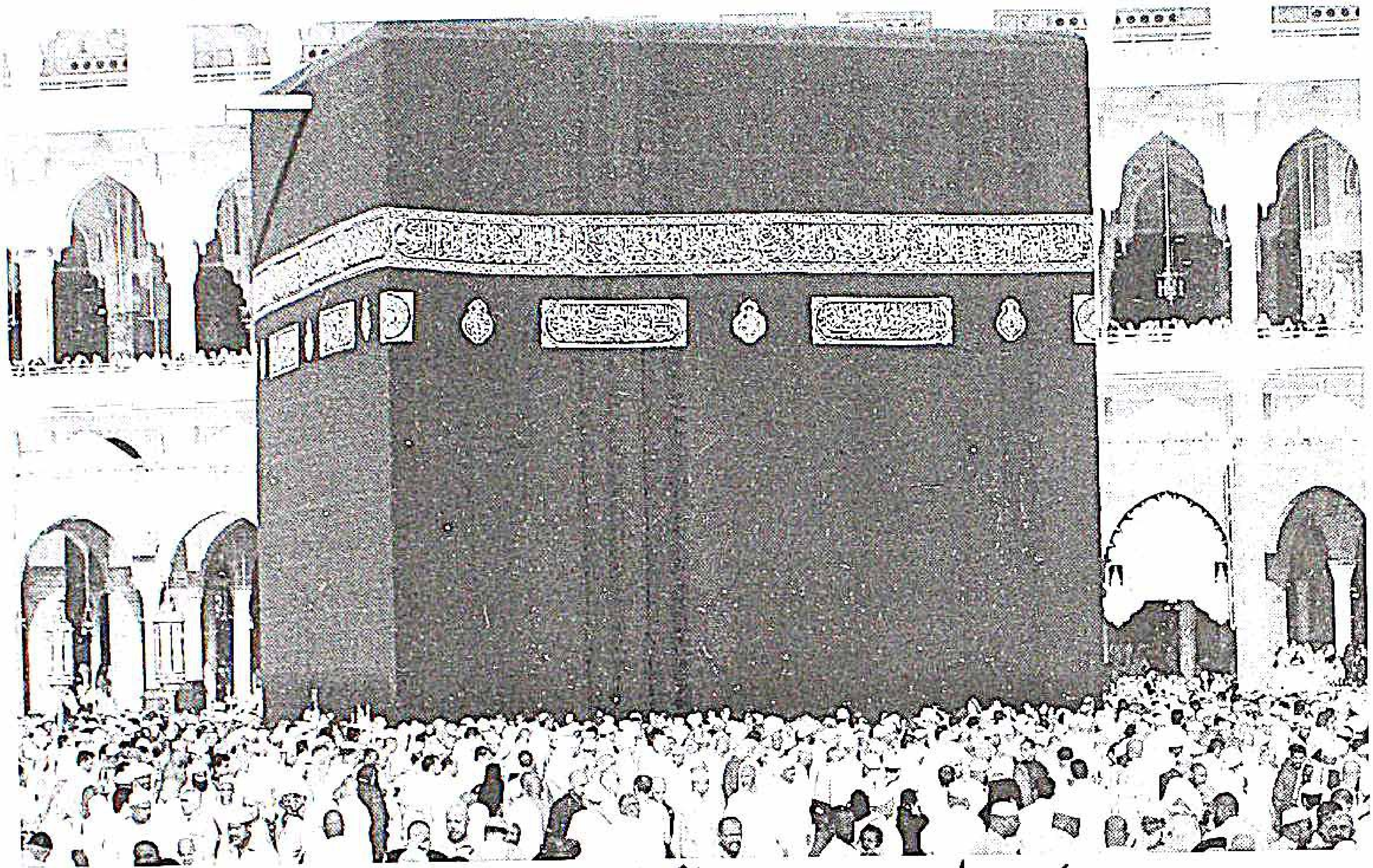

خانہ کعبہ کے غلاف کی تبدیلی کے لئے حرمین شریفین کی انتظامیہ کی جانب سے باقاعدہ تقاریب منعقد کی جاتی ہیں۔ آٹھ ذی الحجہ کو جب حجاج کرام منیٰ کی جانب روانہ ہوجاتے ہیں تو خانہ کعبہ پر موجود پرانے غلاف (کسوئی) کو اتار دیا جاتا ہے۔

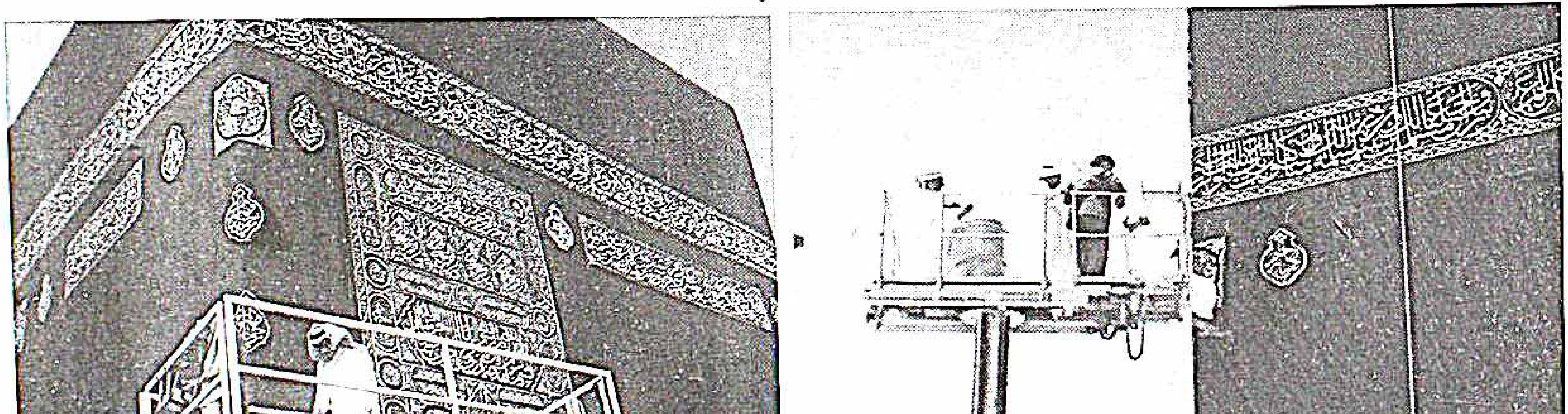

غلاف کی تبدیلی کے سلسلے میں ہونے والی تقریب کی ابتداء میں حرمین شریفین سے متعلق امور کے شعبے کے سربراہ شیخ صالح بن عبدالرحمٰن ایک معاہدے پر دستخط کرتے ہیں۔ اس کے بعد باقاعدہ تقاریب کا آغاز ہوجاتا ہے جس میں غلاف کی تبدیلی کے علاوہ مختلف بڑے بڑے علماء تقاریر و بیانات میں خانہ کعبہ کی عظمت، تاریخ اور مسلمانوں کے لئے اس کی اہمیت کو اجاگر کرتے ہیں۔

Marfat.com

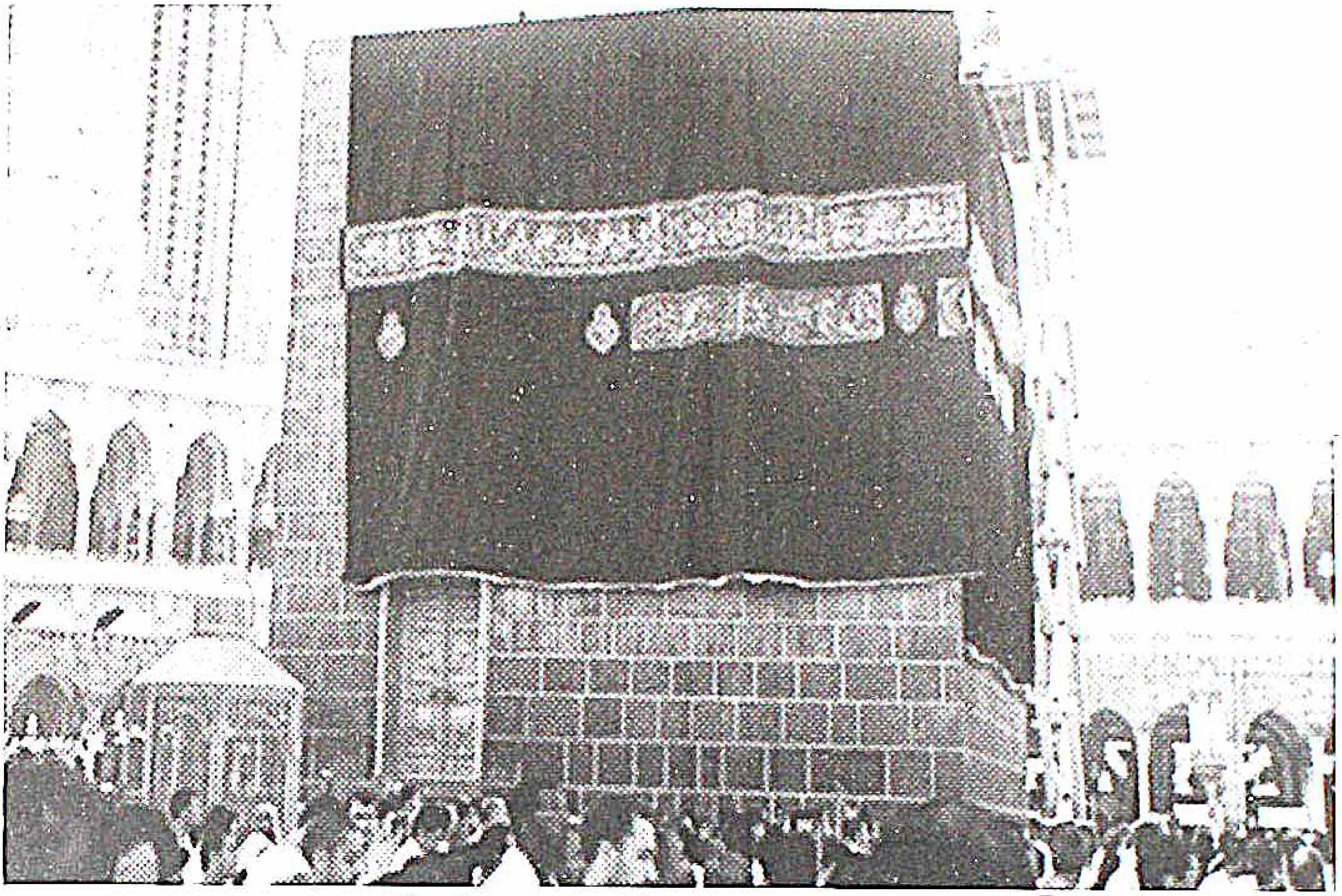

حج کے ایام میں غلاف مبارک کو عام حالات کے برعکس زمین سے کم از کم نو فٹ بلند کھا جاتا ہے تا کہ دسویں ذی الحج کے بعد کعبہ کی طرف بے پناہ ہجوم کی صورت میں آنے والے حجاج کرام عقیدت میں غلاف کو خراب نہ کرسکیں۔ حجاج کرام اور زائرین کی کوشش ہوتی ہے کہ وہ غلاف سے لپٹ کر یا کعبۃ اللہ کے دروازے سے چمٹ کر اپنے رب سے راز و نیاز کریں لیکن اس صورت میں غلاف کے خراب ہونے کا اندیشہ رہتا ہے۔ اس لئے غلاف زمین سے بلند رکھا جاتا ہے۔

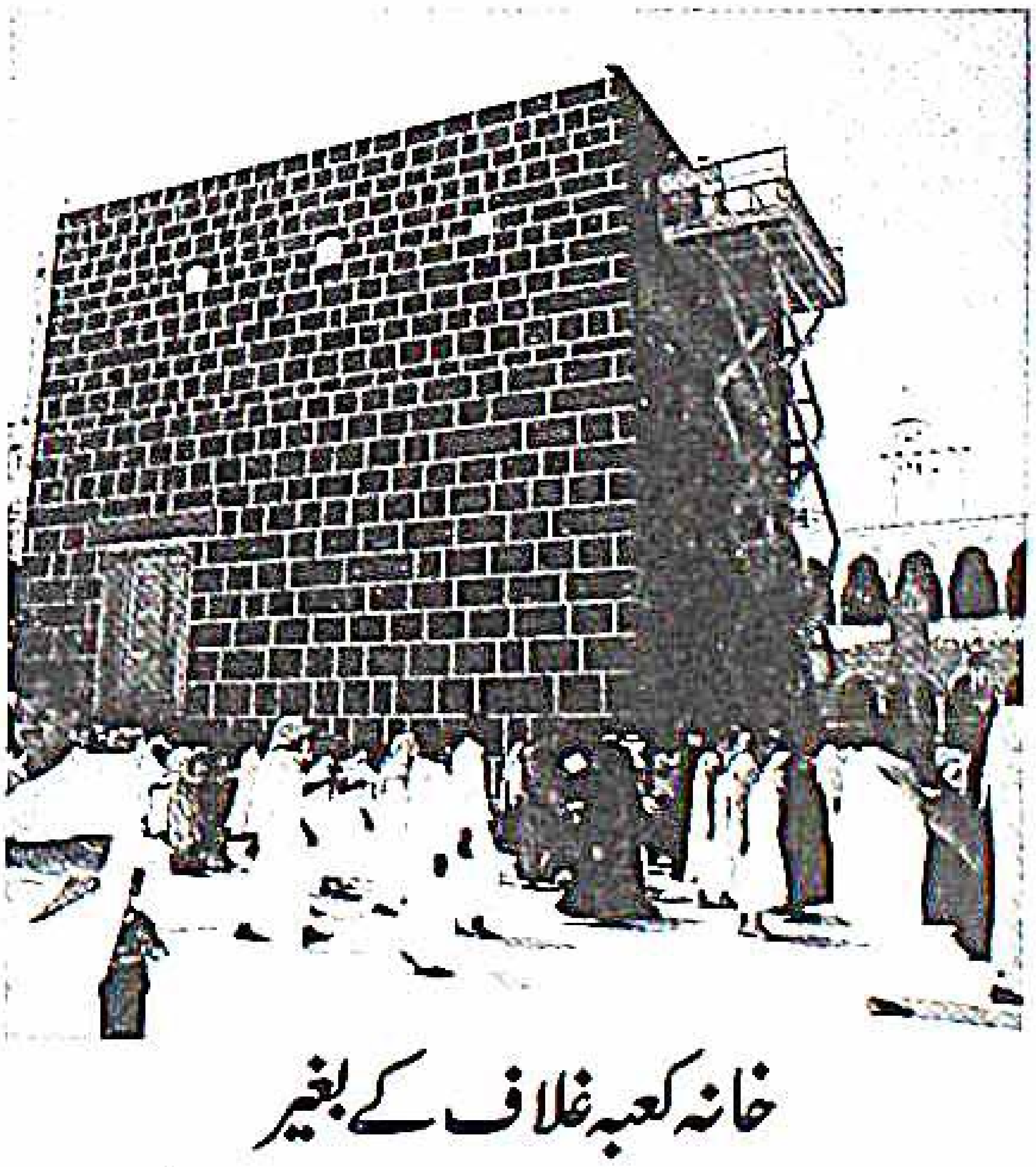

خانہ کعبہ غلاف کے بغیر

خانہ کعبہ کا دروازہ

Marfat.com

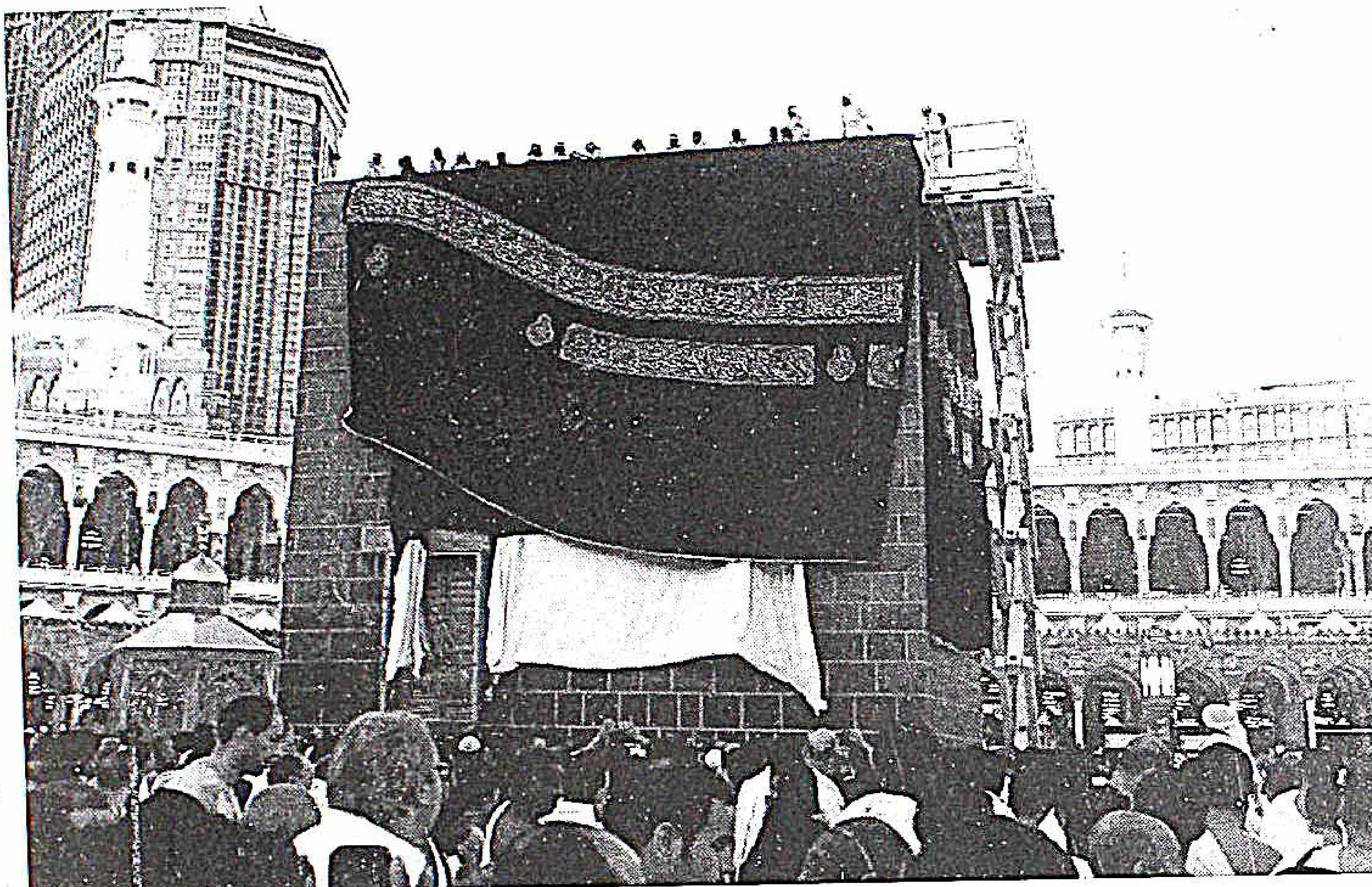

خانہ کعبہ کا غلاف تبدیل کرنے کی تقریبات یکم ذی الحجہ سے شروع ہوتی ہیں، ہر سال نیا پہنایا جانے والا غلاف یکم ذی الحجہ خانہ خدا کے قدیم ترین متولی خاندان کے موجودہ فرزندار جمند کے حوالے کر دیا جاتا ہے۔ 9 ذوالحج کو غلاف کعبہ تبدیل کیا جاتا ہے۔ یہ عمل برسہا برس سے جاری ہے۔

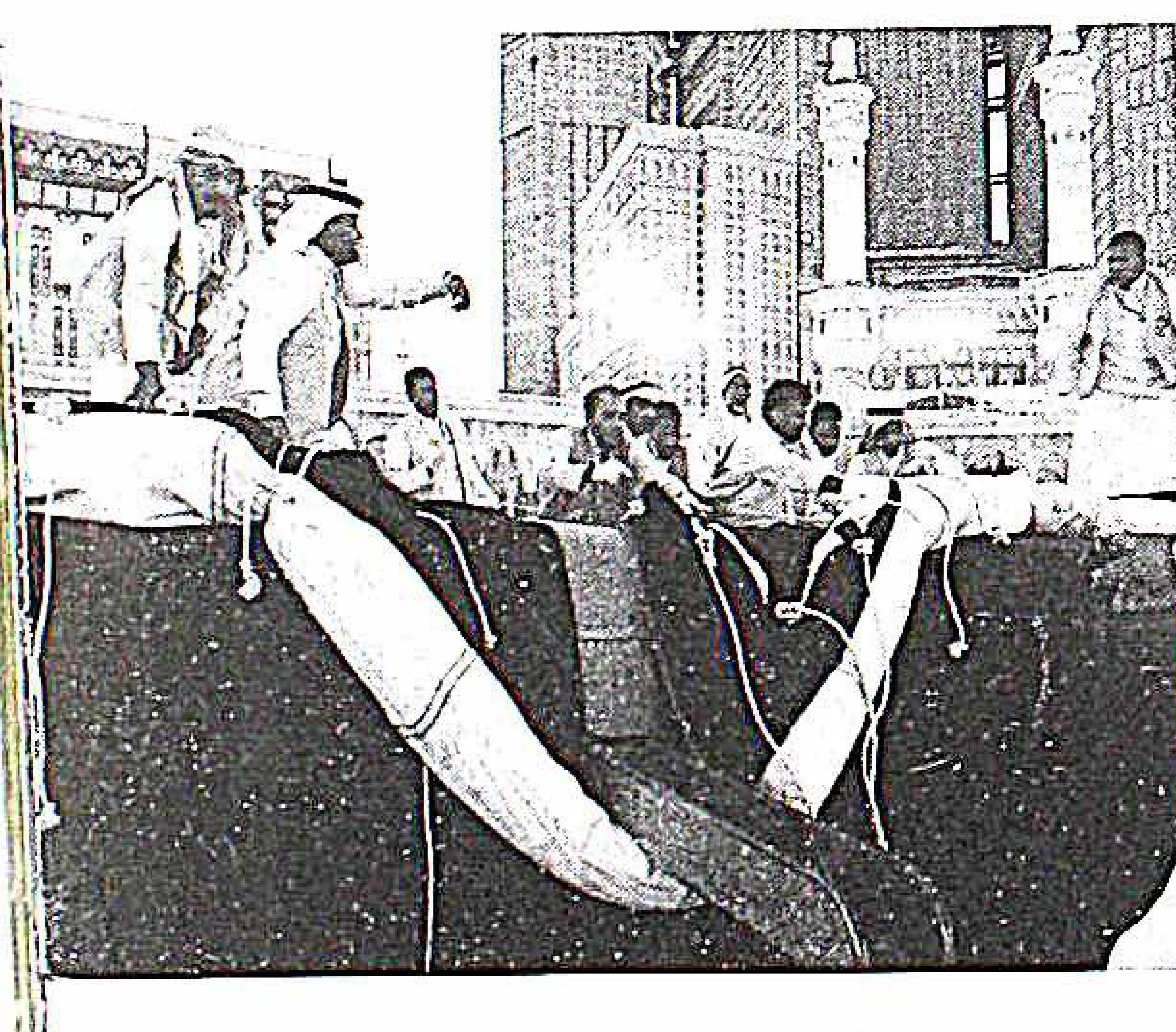

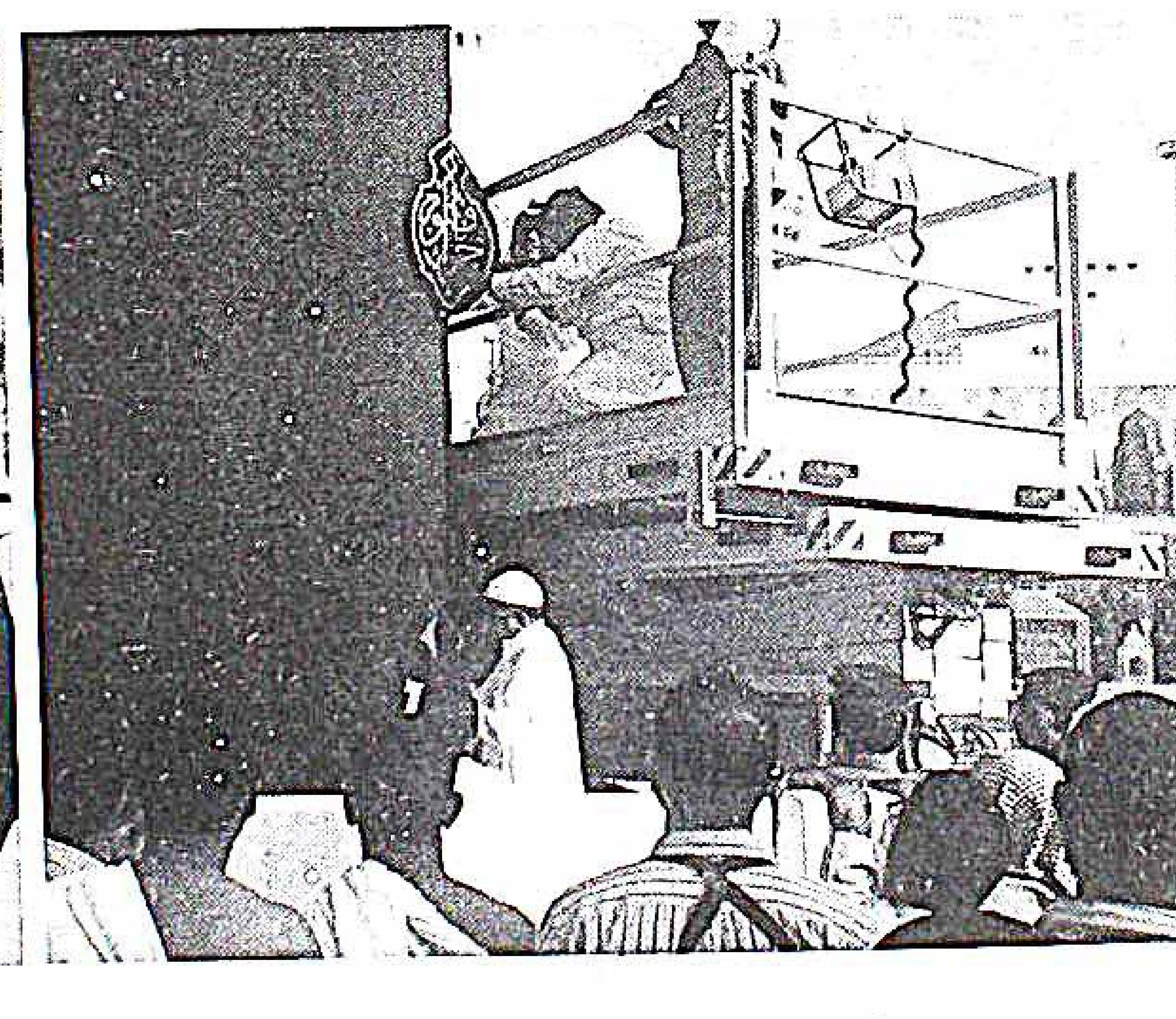

خانہ کعبہ کو سال میں دو مرتبہ اندرونی جانب سے دھویا جاتا ہے۔ پہلی مرتبہ رمضان کی آمد کے سلسلے میں شوال کے مہینے میں کعبۃ اللہ کی صفائی کی جاتی ہے، جب کہ دوسری مرتبہ ذی الحجہ کے ماہ میں کعبۃ اللہ کی صفائی کے ساتھ ساتھ اس پر غلاف مبارک بھی چڑھایا جاتا ہے۔

Marfat.com

فہرست

نمبر شمار	عنوان	صفحہ نمبر
☜	سبب تالیف	21
باب 1	غلاف کعبہ، زمانہ جاہلیت کے غلاف	25
☜	غلاف کعبہ کی ایجاد	25
☜	غلاف پہنانے کی وجہ	27
☜	زمانہ جاہلیت میں کعبہ کا غلاف	27
☜	کعبے کو سب سے پہلے غلاف کس نے پہنایا؟	29
☜	زمانہ جاہلیت میں نذر کے غلاف	31
☜	زمانہ جاہلیت میں غلاف ڈالنے کی تاریخ	31
☜	زمانہ جاہلیت کے کہنہ غلاف	32
☜	زمانہ قریش میں غلاف کی آتشزدگی	32
باب 2	آغاز اسلام میں غلاف کعبہ	33
☜	اسلام نے غلاف کعبہ کو کیوں جائز رکھا؟	33
☜	غلاف کعبہ آنحضرتِ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے زمانہ میں	34

Marfat.com

	خلفائے راشدین کے زمانہ میں غلاف	35
	قربانی کی جھولیں بطور غلاف کعبہ	36
باب 3	خلافت بنی امیہ میں غلاف کعبہ	37
	عبداللہ ابن زبیر کا غلاف کعبہ	38
باب 4	خلافت عباسیہ میں غلاف کعبہ	39
	خلیفہ مہدی کا غلاف	39
	ہارون الرشید کا غلاف کعبہ	40
	مامون الرشید کا غلاف کعبہ	41
	خلیفہ جعفر متوکل علی اللہ کا غلاف	41
	خلیفہ مقتفی لامر اللہ کے غلاف کعبہ	42
	ناصر الدین اللہ کا غلاف کعبہ	42
	عہد عباسی میں بعض سلاطین و امراء کے غلاف	43
	فضل بن سہل اور طاہر بن حسین کا غلاف کعبہ	44
	ابوالسرایا کا غلاف کعبہ	44
	علی بن محمد الصلیحی کا غلاف	46
	محمود سبکتگین غزنوی کا غلاف کعبہ	46
	ابونصر استرابادی کا غلاف	46
	ابوالقاسم رامشت کا غلاف کعبہ	46

Marfat.com

	منصور بن ربیع کا غلاف کعبہ	47
	ملک المجاہد کا غلاف کعبہ	47
	سلطان شاہرخ مرزا کا غلاف کعبہ	47
	بعض دیگر امراء وسلاطین کے غلاف	47
	غلاف کعبہ کی لوٹ مار	47
باب 5	قرامطہ اور غلاف کعبہ	49
باب 6	مصر کے اسماعیلی خلفاء کا غلاف کعبہ	52
باب 7	مصری سلاطین ایوبیہ کا غلاف کعبہ	56
	پانچویں چھٹی صدی میں غلاف کعبہ کا سفر	57
باب 8	مملوک سلاطین مصر کا غلاف کعبہ	59
باب 9	غلاف کعبہ سلاطین عثمانی کے زمانہ میں	63
	غلاف کعبہ کے اجزاء اور کتبے	64
	اصل غلاف	65
	حزام	66
	غلاف کعبہ پر کیا لکھا ہوتا ہے؟	67
	پہلی پٹی	67
	دوسری پٹی	68
	سمت مغربی پہلی پٹی	68

Marfat.com

☞	سمت مغرب دوسری پٹی	68
☞	سمت شمالی پہلی پٹی:	69
☞	سمت شمالی دوسری پٹی	69
☞	سمت جنوبی پہلی پٹی	69
☞	سمت جنوبی دوسری پٹی	69
☞	رنوکات یعنی دائرے	70
☞	برقع کعبہ	70
☞	مصر میں غلاف کعبہ کے جلوس کی روانگی	74
☞	تیرہویں صدی ہجری میں غلاف کعبہ کا جلوس	78
☞	تیرہویں صدی کے بعد غلاف کعبہ کا جلوس	78
☞	غلاف کعبہ کا سفر قاہرہ سے مکے تک	81
☞	غلاف کعبہ کا ورود مکہ میں!	85
☞	غلاف کعبہ کے مصارف	86
باب 10	وہابیوں کی پہلی فتوحات حجاز اور ان کا غلاف	90
باب 11	ترکوں کا حجاز پر دوبارہ قبضہ اور مصر سے غلاف کی دوبارہ آمد	93
باب 12	بارہویں فصل شریف مکہ کا غلاف کعبہ	94
باب 13	سلاطین مصر کا غلاف کعبہ	96
☞	مصر و حجاز کا تنازعہ غلاف کعبہ کی واپسی	97

Marfat.com

باب 14	حجاز پر اہل نجد کا قبضہ	99
☜	سلطان عبدالعزیز ابن عبدالرحمٰن ابن سعود کا پہلا غلاف کعبہ	101
☜	سلطان ابن سعود کے حکم سے مصری غلاف کے نمونے کی مکہ میں تیاری	103
باب 15	پرانا غلاف اور اس کی حالت	107
☜	غلاف کعبہ اور حرم کے کبوتر	108
☜	کعبے سے پرانے غلاف کی علیحدگی	109
☜	غسل کعبہ	110
☜	احرام کعبہ	110
☜	غلاف کعبہ کی تقسیم و فروخت	111
☜	مصنوعی غلاف کعبہ	113
☜	غلاف کعبہ کی تقسیم و فروخت کی نسبت علماء کی رائے	114
☜	غلاف کعبہ بطور تبرک	115
☜	غلاف کعبہ کا اہم حصہ، حزام	116
باب 16	کعبے پر نیا غلاف چڑھانا	119
☜	نئے غلاف کی حفاظت:	120
☜	نئے غلاف کے بعد کعبے کی خوشنمائی	121
☜	کعبے کی خوشنمائی کی نسبت ایک فرنگی کا خیال	122
باب 17	کعبے کا اندرونی غلاف	125

Marfat.com

باب 18	محمل کی ایجاد	127
باب 19	غلاف کعبہ سے محمل مصری کا تعلق	130
☜	محمل مصری کی وضع قطع	131
باب 20	محمل مصری کے ملازمین و مصارف	134
☜	امیر الحاج	134
☜	امین الصرہ	134
☜	سپہ سالار فوج محمل	135
☜	محمل کے عام ملازمین	135
☜	محمل کی تخفیف شدہ خدمات	136
☜	محمل مصری کے مصارف	136
☜	محمل کے اونٹ کا فدیہ	140
باب 21	رروانگی محمل کا جلوس قاہرہ میں!	142
☜	جلوس محمل کی ایجاد	142
☜	محمل کے ایک قدیم جلوس کا منظر	143
☜	1249 ہجری کے بعد کا جلوس محمل	145
☜	1315 ہجری میں جلوس محمل کا نظارہ	146
باب 22	محمل کا سفر قاہرہ سے سویز تک	148
☜	جدے میں محمل کا ورود	149

Marfat.com

☞	محمل مصری مکے میں	149
☞	منیٰ اور عرفات میں محمل	151
☞	مکے میں محمل کی روانگی کا جلسہ	152
☞	مکے سے مدینے	152
☞	محمل کی طریق سلطانی کی منزلیں	153
☞	وادی فاطمہ	153
☞	عسفان	153
☞	خُلیص	153
☞	رابغ	154
☞	بیر الشیخ	154
☞	بیر حصانی	155
☞	الحمرا	155
☞	جدیدہ	155
☞	بیر عباس	155
☞	بیر درویش	156
☞	آبار علی	156
☞	مدینہ منورہ	156
☞	محمل کی طریق فرعی کی منزلیں	156

Marfat.com

رابغ سے وادی حرشان	157
بیر رضوان	157
ابوضباع یا ام ضباع	157
الریاض۔ یا وادی ریاں	157
عذیر	157
بیر الماشی	157
ابار علی	157
مدینہ منورہ	157
محمل کی طریق شرقی کی منزلیں	157
مکے سے بیر البرود	158
وادی لیموں	158
خریبہ	158
الحفائر	158
برکتہ سمرہ	158
برکتہ المسلح	158
الحبیط	158
سفینہ	158
السویرجیہ	159

Marfat.com

☜	الجریہ	159
☜	غرابہ	159
☜	عذیر	159
☜	سیدنا حمزہ	159
☜	مدینہ منورہ	159
☜	مدینہ منورہ میں محمل مصری	161
☜	مدینے سے محمل کی واپسی	162
☜	مدینے سے قاہرہ تک محمل کی منزلیں	162
☜	بیر عثمان	163.
☜	انطیعنی	163
☜	الملالیح	163
☜	قصر عبلہ	163
☜	آبار الحلو	163
☜	الحفائر	163
☜	الفقیر	163
☜	العقلہ	164
☜	الناضوع یا المطر	164
☜	الحفر تلہ	164

Marfat.com

☜	الوجہ	164
☜	طور	164
☜	سویز	164
☜	قاہرہ	165
باب 23	محمل کی واپسی پر قاہرہ میں جلوس	166
باب 24	محمل کی تعظیم	169
باب 25	محمل کے حادثات	172
☜	محمل مصری کی غرقابی	172
☜	محمل مصری کا نذر آتش ہونا	172
☜	اہل نجد اور ہمرایان محمل مصری کا تصادم	173
باب 26	مختلف ممالک کے محمل	174
☜	عراقی محمل	174
☜	محمل یمنی	174
☜	نجدی محمل	175
☜	حلب کا محمل	176
☜	سوڈان کا محمل	176
☜	محمل شامی	177
☜	فہرست ماخذ تاریخ غلاف کعبہ	179

Marfat.com

دیباچہ

جب یہ تالیف شائع ہوئی تو اہل علم نے اس پر اظہار پسندیدگی فرما کر میری بے پناہ ہمت افزائی فرمائی۔ سعودی عرب میں بھی اس کی خاصی شہرت ہوگئی۔ یہاں تک کہ جلالتہ الملک سلطان عبدالعزیز ابن عبدالرحمٰن آل فیصل ابن سعود کے حکم سے اس کے اقتباس اُس تقریب میں پڑھے گئے جو مکہ معظمہ میں غلاف کعبہ تیار ہونے کی تقریب میں 1356ھ میں مکہ منعقد ہوئی تھی۔

اگرچہ یہ کتاب پہلے بھی بہ حیثیت مجموعی مکمل تھی مگر بعد میں غلاف کعبہ کی نسبت کچھ نئی معلومات مجھے حاصل ہوئیں اور تاریخ غلاف کعبہ میں جو کچھ انقلابات ہوئے ان کے لحاظ سے ضرورت اس بات کی تھی کہ اس نظرثانی کر کے اس کو کامل تر بنا دیا جائے۔ الحمد للہ، خدا نے میرا یہ ارادہ بھی پورا کر دیا۔ اس میں غلاف کعبہ کی ضروری تصاویر بھی شامل کر دی گئی ہیں۔ اس طرح مشتاقان جمال کعبہ کے لئے آنکھوں میں لوز اور دل میں سرور پیدا کرنے کا سامان ہوگیا۔

یہ کتاب اپنی نوعیت میں اس موضوع پر پہلی کتاب ہے۔ اس کے ملاحظہ کے بعد غلاف کعبہ کے متعلق کسی کتاب کے دیکھنے کی حاجت باقی نہیں رہے گی۔ ویسے تو بہت سے باتیں ہیں جو اس منفرد اور دلچسپ کتاب کی بابت کہی جا سکتی ہیں لیکن اس کتاب کی صحت کی نسبت صرف اس قدر عرض کر دینا کافی ہے کہ اس میں وہی لکھا ہے جو کچھ میں نے:

Marfat.com

(الف) معتبر کتابوں میں پڑھا۔

(ب) معتبر لوگوں سے سنا۔

(ج) چشم عبرت سے دیکھا۔

میرا یہ اعتقاد ہے کہ مجھے اپنی اس تصنیف کی نسبت خدا کو جواب دینا ہے۔

علی شبیر

سعودی عرب

Marfat.com

سبب تالیف

مکے میں وہ محمل مصری کا منظر دلفریب

وہ غلاف پاک کعبہ پر ہجوم عاشقاں

ہر مسلمان کا دل طائر قبلہ نما کی طرح مکہ معظمہ و کعبہ کی جانب فطری طور پر مائل ہے۔ وہاں کے شجرہ جو میں ایک ایسی مقناطیسی قوت موجود ہے جو ہمیشہ ہمارے قلوب کو جذب کرتی رہتی ہے۔ مسلمانوں کو ہوش سنبھالتے ہی جب وہ نماز سیکھ لیتے ہیں یا اس سے بھی قبل جب وہ اپنے بڑوں کو کعبے کی طرف منہ کر کے نماز پڑھتے دیکھتے ہیں، کعبے کے نام سے واقفیت اور کعبے سے ایک خاص محبت ہو جاتی ہے۔ اس گنہگار کے یہ اشعار جو کسی وقت غلبہ شوق میں زبان سے نکلے ہیں، مسلمان اُن کو مبالغہ آمیز ہرگز نہیں کر سکتے۔

سبزہ غلطاں مرے پاؤں میں اب چبھنے لگا
آ رہے ہیں یاد صحرائے عرب یگ رواں
نکہت باد بہاری سے مرا دل پھر گیا
ہے کدھر باد سموم اور عالم فصل خزاں
دامن دل کھینچتے ہیں دشت بطحا کے ببول
پنجہ فار مغیلاں میں پھنسا ہے دستِ جاں [1]

---

[1] یہ مصنف کے قصیدہ اشتیاق حرمین کے اشعار ہیں جس کا مطلع یہ ہے۔

آئے ہیں یثرب سے واپس حاجیوں کے کاروان
رشک میرے دل میں کیا کیا لے رہا ہے چٹکیاں

Marfat.com

حقیقت یہ ہے کہ مکہ ہمارا اصلی مرجع اور کعبہ ہمارا حقیقی مرکز ہے۔ وہاں کی بنجر زمین خشک پہاڑ اور بے آب و گیاہ گھاٹیوں میں ہمیں وہ دلکش منظر دکھائی دیتے ہیں جو دنیا کے خوشنما ترین ملک زرخیز ترین خطے اور شاداب ترین مقام میں بھی نظر نہیں آتے۔ مکے کے در و دیوار بلکہ وہاں کا ایک ایک پتھر ہماری مذہبی و قومی تاریخوں کے ایسے اوراق ہمارے سامنے پیش کرتا ہے جن کے مطالعہ سے تصورات کا ایک دلکش موقع اور تخیلات کا ایک گلزار پر بہار پیش نظر ہو جاتا ہے۔ یہ وہ سرزمین ہے جن کی ایک مٹھی بھر خاک نے انگریزی کے مشہور شاعر لونگ فیلو ① کی قوت متخیلہ میں ایک لہر پیدا کر دی تھی اور شیشہ ساعت یعنی ریت گھڑی کو دیکھ کر وہ کہنے لگا تھا۔

"کیا عجب ہے کہ فرزندان یعقوبؑ جب وہ کنعان سے یوسفؑ کو بیچنے کے لئے مصر لے جا رہے تھے اس خاک پر سے گزرے ہوں۔ ممکن ہے اس پر سے فرعون کی سنہری گاڑیاں موسیٰ کا تعاقب کرتے وقت دوڑی ہوں۔"

جب ایک عیسائی اس ارض مقدس کی خاک سے اس قدر متاثر ہو گیا تو ہم مسلمانوں کے دلوں میں کے ذرہ ذرہ سے خیالات کا کیا کیا تموج و تلاطم نہ ہوتا ہوگا؟ اور حضرت ابراہیم، اسماعیل کے مبارک عہد اور جناب سرور کائنات کے زمانہ خیر القرون سے لیکر اب تک کیا کیا واقعات اور کیا کیا داستانیں ہم پر آئینہ ہو جاتی ہونگی؟ اللہ اکبر۔

یسے دلکش مقام اور ایسی دلفریب زمین کے چپے چپے کے حالات اگر تحریر کئے جاتے اور خانہ عبہ کی ایک ایک اینٹ کے سوانح و واقعات پر اگر کتابیں لکھی جاتی تو غالباً مسلمانوں کے اشتیاق انتنا ہی کی تسکین ہو جاتی مگر حیرت ہے کہ سوائے ایک خلاصۂ تواریخ مکہ ② اور کوئی تاریخ مکہ

① ہنری لونگ فیلو ۱۸۰۷ء میں پیدا ہوا اور ۱۸۸۳ء میں فوت ہوا۔ اس کی نظم "سینڈ ان این آور گلاس" یعنی "ریگ شیشہ ساعت" کے بعض اشعار کا خلاصہ اس مقام پر لکھا گیا ہے۔ ② یہ کتاب ۱۲۶۸ء میں حسب فرمان سراج الدین محمد بہادر شاہ ظفر بادشاہ دہلی لکھی گئی تھی۔ اس کی عبارت نفلی ترجمہ کے طور پر ہے اور تاریخ قطب الدین وغیرہ کا نا مکمل خلاصہ نہایت ہی اختصار کے ساتھ کیا گیا ہے۔ اس کا حجم ساٹھ صفحے ہے۔ اس کے مولف مولوی فخر الدین حسین دہلوی ہیں۔

141495

Marfat.com

معظمہ کی اردو میں نہیں لکھی گئی۔ فارسی میں بھی کوئی مستقل تاریخ خاص مکہ معظمہ کی نہیں ہے۔ البتہ عربی میں اس قسم کی کئی تاریخیں لکھی گئی ہیں جنہیں ازرقی ① کی تاریخ اخبار مکہ اور قطب الدین مکی ② کی تاریخ الاعلام باعلام بیت اللہ الحرام نہایت مشہور ہیں مگر یہ دونوں کتابیں بھی تقریباً نایاب ہیں۔ اگر یورپ والے ان کو طبع نہ کراتے تو شاید یہ بھی نہ ہوتیں۔ کیا غضب ہے جس ملک میں اٹھارہ، انیس کروڑ مسلمان رہتے ہوں وہاں ان کے مقدس ترین شہر کی تاریخی حالات کے متعلق ایک کتاب بھی نہیں ملتی۔

اس درویش کو زمانہ طفولیت سے مکہ معظمہ و بیت اللہ کے حالات معلوم کرنے کا ایک خاص شوق رہا ہے اور ایک نامعلوم کشش اس کے دل کو ہمیشہ کعبہ کی طرف کھینچتی رہتی ہے۔

میں نے اسی شوق تحقیقات کے دوران میں غلاف کعبہ کے متعلق تفصیلی حالات و واقعات گزشتہ وحالیہ معلوم کرنے چاہے مگر عربی، فارسی، اردو اور انگریزی کی کوئی کتاب ایسی نظر سے نہیں گزری جس سے کچھ معلومات ملتیں۔ البتہ مختلف ذرائع وتواریخ وسفرنامہ جات اور دیگر علوم وفنون کی تقریباً ایک سو کتابوں کی الٹ پلٹ کے بعد غلاف کعبہ کے متعلق مجھے اس قدر حالات معلوم ہو گئے کہ ان کو اگر ایک جگہ کر دیا جائے تو مشتاقان حریم کعبے کے لئے باعث تفریح ہو سکتے ہیں چنانچہ اسی خیال سے ان کو مرتب کر دیا گیا۔ بہ ظاہر یہ چھوٹی سی تالیف ایک معمولی مضمون کی حیثیت رکھتی ہے مگر اسی تیاری میں مجھے محنت شاقہ اٹھانی پڑی۔ بعض اوقات پانچ سو صفحات کی کتابوں کے مطالعہ کے بعد کچھ بھی حاصل نہیں ہوا یا کوئی ایک آدھ بات ہاتھ آئی جو کوہ کندن کاہ برآوردن کے مصداق تھی۔ سب سے زیادہ مایوسی مجھے اُن نامور سیاحوں ③ کے سفرنامے دیکھ کر ہوئی جنہوں نے مصر کا سفر کیا مگر غلاف کعبہ کی تیاری اور روانگی اور جلوس کسوۃ کعبہ وجلوس محمل مصری کے

---

① ابی الولید محمد بن عبدالکریم ازرقی کی کتاب اخبار مکہ سب سے پہلی تاریخ مکہ ہے اس میں ۲۴۴ء تک کے حالات درج ہیں۔ ② قطب الدین مکی کی تاریخ مکہ الاعلام باعلام بیت اللہ الحرام نہایت مستند کتاب ہے اس میں ۹۹۰ء تک کے حالات درج ہیں۔ ③ سفرنامہ مولوی شبلی نعمانی، سفرنامہ خواجہ غلام الثقلین مرحوم سفرنامہ حافظ عبدالرحمن امرتسری، سفرنامہ مولوی حاجی عبدالرحیم بنگلوری، سفرنامہ مولوی خواجہ حسن نظامی وغیرہ۔

Marfat.com

متعلق ایک لفظ بھی نہیں لکھا حالانکہ یہ دونوں جلوس مصر کے بڑے میلے اور دینی و دنیوی تقاریب میں تھے۔امید تھی کہ ان کتابوں سے مجھے سفید معلومات ملتیں مگر:

تشنہ بودم زوم تیغ تو آبم داد ند
وز جواب لب لعل توجو ابم دارند

میں نے اس تالیف میں حتی الامکان ہر ایک واقعہ نہایت تحقیق سے لکھا ہے پھر بھی اگر کوئی سہو یا غلطی ہو تو ناقارئین براہ مہربانی مجھے اس سے مطلع فرمائیں تاکہ آئندہ اس کی اصلاح کر دی جائے۔صاحبان علم اور حاجیان بیت اللہ سے میری استدعا ہے کہ غلاف کعبہ کی نسبت اگر ان کو کوئی ایسے حالات معلوم ہوں جو اس مضمون میں درج کرنے سے رہ گئے ہیں تو از راہ الطاف بزرگانہ ان سے آگاہی بخشیں تاکہ آئندہ تحریر کر دیئے جائیں۔

علی شبیر

Marfat.com

باب 1

غلاف کعبہ

زمانہ جاہلیت کے غلاف

غلاف کعبہ کی ایجاد:

عبادت و معاشرت کے متعلق بہت سی رسمیں مختلف ملکوں کے مختلف مذاہب میں اس قدر ملتی جلتی ہیں کہ اُن کے موجد کا پتہ لگانا سخت دشوار ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ جس زمانہ میں حضرت آدم کا مختصر کعبہ کسی ایک ہی مقام پر بستا تھا اس وقت جو رسمیں رائج ہو گئیں وہ اس کے منتشر متفرق ہو جانے کے بعد بھی اولاد آدم کے ساتھ ساتھ ہزاروں کوس کے فاصلہ پر پہنچ گئیں مثلاً جانوروں کی قربانی کی رسم دنیا کے تمام سچے اور جھوٹے مذاہب اور مہذب و غیر مہذب اقوام میں پائی جاتی ہے۔ قبروں پر غلاف ڈالنے کا دستور بھی اسی قبیل سے معلوم ہوتا ہے۔ مصر کے بت پرست اہرام مصر کو جو شاہان مصر کی قبریں ہیں ①، سر سے پاؤں تک چمکتی جھلکتی نسبتی اطلس اُڑھایا کرتے تھے۔ یہودیوں کی قبروں پر غلاف ڈالنے کا دستور بھی سالہائے دراز سے چلا آ رہا ہے مولانا روم کے اس

---

① یہ مصر کے قدیم مینار ہیں جن کی نسبت خیال کیا جاتا ہے کہ پانچ ہزار سال قبل تعمیر ہوئے تھے ان کا شمار دنیا کے عجائبات میں ہے۔ یہ مصر کے قدیم بادشاہوں کے مقبرے ہیں جن کی لاشیں سالا لگا کر ان میں محفوظ کی گئی تھیں۔ بہت سے اہرام کھود کر اُن کی لاشیں لندن و پیرس و قسطنطنیہ کے عجائب خانوں میں پہنچا دی گئیں ہیں، اس صرف سات اہرام رہ گئے ہیں۔ یہ مثلث مخروطی شکل میں تعمیر کئے گئے ہیں۔ سب سے بڑے اہرام کا ہر ضلع جڑ کے قریب ۷۴۶ فٹ ہے۔ جو بتدریج اوپر کی جانب گھٹتا چلا گیا ہے۔ (بقیہ اگلے صفحہ پر)

Marfat.com

شعر میں اسی کی طرف اشارہ ہے:

از برون چوں گور کافر پر حلل
وزدرون قہر خدائے عزوجل

کعبہ زمانہ قدیم میں مختلف اہل مذاہب کی عبادت گاہوں کا مرکز رہا ہے۔ یہودی، بت پرست، صابی ①، پارسی اور موحد سب آستانہ کعبہ پر جبین عقیدت رگڑتے تھے۔ منتیں مانتے تھے اور نذریں چڑھاتے تھے۔ اس لئے اس بات کا پتہ لگانا دشوار ہے کہ غلاف کعبہ کی ایجاد کا سہرا کس کے سر ہے۔ تاریخ جامع اللطیف میں ہے کہ سب سے پہلے حضرت اسماعیل نے کعبے پر غلاف ڈالا تھا۔ اگر یہ روایت صحیح ہے تو غلاف کعبہ کا موجد محض ایک موحد ہی نہیں بلکہ ایک پیغمبر ہے مگر اس کے ساتھ یہ امر تشنہ رہتا ہے کہ آیا اس سے قبل بھی عبادت گاہوں پر غلاف ڈالے جاتے تھے یا نہیں۔ کعبے پر سب سے پہلے غلاف ڈالنے والا عام طور پر یمن کا بادشاہ تبع اسعد حمیری ② تسلیم کیا جاتا

(پچھلے صفحہ کا باقی حصہ) اس کی بلندی ۴۵۱ فٹ ہے اس کی ۲۰۶ منزلیں ہیں۔ لوگ اس کے اوپر تک پہنچ سکتے ہیں۔ ان میناروں میں ہزار ہزار من کے پتھر ایسی صفائی سے جوڑے گئے ہیں کہ اُن کے جوڑ میں سوئی تک نہیں داخل ہو سکتی۔ اُن کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ زمانہ قدیم میں مصریوں کو فن تعمیر جو مہارت حاصل تھی۔ ان میناروں پر کچھ کتبے بھی ہیں اور بعض کے نیچے تہہ خانے ہیں جو مشعل کی مدد سے دیکھے جا سکتے ہیں۔ یہ اہرام قاہرہ سے کوئی دس میل کے فاصلہ پر واقع ہیں اور بذریعہ ٹرین ان کو دیکھنے کے لئے سیکڑوں سیاح روزانہ آتے جاتے ہیں۔

① بعض لوگ ان کو خدا پرست کہتے ہیں۔ بعض ستارہ پرست۔ حضرت یحیٰ علیہ السلام کی تعظیم کے خیال سے بعض ان کو حضرت یحیٰ علیہ السلام کی امت کہتے ہیں۔ مگر ان کے عمل سے زیادہ تر ان کا ستارہ پرست ہونا ثابت ہوتا ہے۔ قرآن شریف میں بھی ان کا ذکر آیا ہے جس سے اس کا پتہ چلتا ہے کہ یہ لوگ خدا اور قیامت پر ایمان رکھتے ہیں۔ اس زمانہ میں یہ لوگ عراق میں پائے جاتے ہیں۔ بہت سے صابی بغداد میں سکونت رکھتے ہیں اور زرگری کا پیشہ کرتے ہیں۔ یہ لوگ اپنے عقائد کو بے حد چھپاتے ہیں۔ ان کی عبادت کے خاص دن مقرر ہیں اور دریائے دجلہ کے کنارے عارضی عبادت گاہیں بنا کر پرستش کرتے ہیں۔ بحیثیت مجموعی ان کا مذہب عیسائیت، ستارہ پرستی اور توحید کا مجموعہ ہے۔ ② تبع شاہان یمن کا لقب تھا۔ حمیر من سے متصل ایک علاقے کا نام ہے۔ جو بادشاہ یمن و حمیر پر حکمراں کرتا تھا اس کو تبع کہتے تھے۔ تبع کے لغوی معنی پیروی کرنے والوں کے ہیں اور یہ اس کی جمع تابع کی ہے۔

Marfat.com

ہے۔ یہ یہودی مذہب رکھتا تھا۔ بعض روایات سے اس کا موحد ہونا بھی ثابت ہے۔ بعض نے اس کو ستارہ پرست یعنی صابی خیال کیا ہے۔ اس کا مذہب کچھ بھی ہو مگر یہ سوال باقی رہتا ہے کہ آیا یہ پہلا غلاف تھا جو خدا کے گھر پر ڈالا گیا یا اس سے پیشتر بھی عبادت خانوں اور بت خانوں پر غلاف ڈالے جایا کرتے تھے۔

غلاف پہنانے کی وجہ:

کعبے پر غلاف ڈالنے کی وجہ بہ ظاہر یہ معلوم ہوتی ہے کہ جب کوئی نفیس چیز یا کوئی تبرک انسان کے ہاتھ لگ جاتا ہے تو وہ اسے سات پردوں میں اس طرح چھپا کر رکھتا ہے کہ ہوا نہ لگے۔ یہی وجہ ہے کہ تبرکات اور خوشنما چیزوں کو گرد وغبار سے محفوظ کھنے کے لئے طرح طرح کے صندوقچوں، غلافوں اور کیسوں میں رکھا جاتا ہے۔ بیت اللہ کو بھی جو ایک زبردست واجب التعظیم عبادت گاہ ہے غالباً خارجی اثرات ہوا، خاک، پانی، دھوپ وغیرہ سے بچانے کے لئے اور ظاہری زیب و زینت کے واسطے غلاف لباس یا کسوۃ پہناتے تھے۔ اس بات کا پتہ چلتا ہے کہ زمانہ جاہلیت کے بت پرست عرب کعبے کو بت یا ایسی جاندار شے تصور کرتے ہوں جس کو انسان کی طرح لباس کی ضرورت ہوتی ہے۔

زمانہ جاہلیت میں کعبہ کا غلاف:

مقریزی کہتا ہے کہ ابتدا میں کعبے کا لباس ٹاٹ اور چمڑے [1] کا بنایا جاتا تھا۔ اسعد حمیری اور دوسرے شاہان یمن کے غلاف عموماً موٹے کپڑے کے ہوتے تھے۔ ان کو ٹاٹ تصور کیا جاسکتا ہے ، چمڑے کا غلاف بھی ہوتا تھا۔ قطب الدین ''تاریخ مکہ'' میں لکھتے ہیں کہ قبل ظہور سرور عالم اطراف وجوانب کے امراء کعبے کو برد یمانی اور نمط کے جو ایک نفیس کپڑا ہوتا تھا، غلاف اوڑھایا کرتے تھے اور مختلف قسم کے ہدیئے اور تحفے کعبے کے لئے بھیجا کرتے تھے جن میں غلاف کعبہ بھی

[1] ابتدائی زمانہ میں انسانوں کا لباس بھی چمڑے کا ہوا کرتا تھا۔ توریت میں ہے کہ حضرت آدم علیہ اسلام کو سب سے پہلا لباس انجیر کے پتوں کا دیا گیا تھا۔ اس کے بعد چمڑے کا لباس عنایت ہوا۔

Marfat.com

ہوتا تھا۔ ازرقی کہتا ہے کہ لوگ زمانہ جاہلیت میں کعبے کو مختلف قسم کے کپڑوں کا لباس پہناتے تھے اور قربانی کے جانوروں پر کمبلوں، چادروں اور یمن کے کپڑوں کی جھولیں ڈالتے تھے جو کعبے پر چڑھادی جاتی تھیں اور ان کے علاوہ اور بھی ریشمی اور ادنیٰ کپڑے ہدیئے کے طور پر بھیجتے تھے جب لباس کعبہ میں کوئی چیز پرانی ہو جاتی تھی یا پھٹ جاتی تو اس کی جگہ پیوند لگا دیتے تھے مگر ان پھٹی پرانی چیزوں میں سے کوئی چیز علیحدہ نہیں کرتے تھے۔ قریش مکہ سبز و زرد خز ① کا، شقاق ② کے چمڑے کو یمن کی دھاری دار چادروں کا بن کر جن کو جرات کہتے تھے ③ اور کمل کی قسم کے ایک کپڑے کا جسے مارق العراقیہ کہا کرتے تھے اور نماط کا ④ جو تو شکین بنانے کے کام آتا تھا، غلاف اوڑھایا کرتے تھے۔ اس زمانہ کے کپڑوں کے جو نام بتائے گئے ہیں ان سے ظاہر ہے کہ وہ عموماً موٹے ہوا کرتے تھے اور کعبے کے غلاف کے لئے موٹا کپڑا ہی موزوں ہوسکتا ہے۔ باریک کپڑا ہوا اور بارش کی وجہ سے ٹک نہیں سکتا۔

ابوالفرج اصفہانی اپنی کتاب ''اغانی'' میں لکھتا ہے کہ زمانہ جاہلیت میں قریش چندہ کر کے سال میں ایک بار کعبے کو پوشش کرتے تھے اور یہ طریقہ قصی ⑤ کے زمانہ سے چلا آرہا تھا یہاں تک کہ بحرین ابوربیعہ جس نے تجارت سے بہت دولت پیدا کر لی تھی، ایک سال وہ اور ایک سال قریش غلاف پہنانے لگے۔ اسی وجہ سے قریش اس کو العدل کہنے لگے تھے یعنی غلاف پہنانے میں وہ اکیلا تمام قریش کی برابری کیا کرتا تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا نام اس کی صفات کی مناسبت سے عبداللہ رکھا تھا اور اس کی اولاد بنو العدل کہلانے لگی تھی۔ قریش اپنے غلاف میں عطر بھی لگایا کرتے تھے۔

---

① خز ایک قسم کا ریشمی کپڑا ہے۔ ② شقاق جمع ہے، شقہ ایک قسم کا باریک کپڑا ہوتا تھا۔ ③ جرات جمع ہے جرکی۔ ④ نماط جمع ہے مظ کی۔ ⑤ قصیٰ بن کلاب مکے کا بادشاہ اور کعبے کا متولی تھا۔ قصیٰ کے معنی وطن سے بچھڑے ہوئے کے ہیں۔ بچپن میں یہ گھر سے نکل گیا تھا اس وجہ سے اس کا یہ نام پڑ گیا۔ اپنے باپ کے مرنے کے بعد جب وہ مکہ واپس آیا تو اس کی قوم نے اس کو پہچان کر بڑی عزت کی۔ اس نے کلید بردار کعبہ سے خانہ کعبہ کی کنجی مشکیزہ شراب کے بدلے میں حاصل کی تھی اس طرح کعبے کا متولی ہو گیا اور مکے کا بادشاہ بن گیا۔ حضرت ابراہیم کی تعمیر کے بعد تیسری مرتبہ خانہ کعبہ کی تعمیر اسی نے کی تھی۔

Marfat.com

کعبے کو سب سے پہلے غلاف کس نے پہنایا؟

جار اللہ مکی لکھتے ہیں کہ کعبہ تیار کرنے کے بعد حضرت اسماعیل نے غلاف ڈالا اور یہ سب سے پہلا غلاف تھا جو کعبے پر ڈالا گیا۔(جامع اللطیف صفحہ 105) لیکن عام طور پر مورخین مکہ جس روایت پر متفق ہیں وہ یہ ہے کہ سب سے پہلے جس شخص نے کعبہ پر خلاف ڈالا اور اس کے دروازہ کے کواڑ اور قفل کنجی بنوائی وہ یمن کا بادشاہ تبع ابوکرب اسعد حمیری تھا۔اس نے خواب دیکھا تھا کہ وہ کعبے کو غلاف پہناتا ہے۔اس خواب کی تعبیر پر وہ غلاف لیکر مکے پہنچا مگر جب اہل مکہ اس کے استقبال کے لئے نہ گئے اور اس کی تعظیم نہ کی تو اس نے یہ سوچ کر کہ مکے والوں کا سارا غرور اس کعبے کی وجہ سے ہے، اسے گرا دینا چاہئے۔چنانچہ اس نے کعبے کو مسمار کرنے کا ارادہ کیا۔لیکن اس اثناء میں وہ ایسا سخت بیمار ہو گیا کہ طبیب اس کے علاج سے عاجز آ گئے۔آخر کسی پیر جہان دیدہ نے یا بقول زرقی بعض اہل کتاب نے جو اس کے ساتھ تھے، اسے آگاہ کیا کہ اس بیماری کا اصلی سبب تیری وہ نیت ہے جو کعبے کو گرا دینے کے لئے تو نے کی ہے۔اگر تو اس ارادے سے باز آ جائے تو تیری بیماری دور ہو جائے گی۔جب اسعد نے اپنے خیال سے توبہ کی وہ ٹھیک ہو گیا اور کعبے کو بیش قیمت لباس پہنایا۔یہ واقعہ ہجرت سے تخمیناً دو سو یا سوا دو سو برس قبل کا ہے۔ازرقی نے اس بارے میں اسعد حمیری کے حسب ذیل اشعار لکھے ہیں:

وکسونا البیت الذی حرم

اللہ ملاء معصداو بر ودا

واقمنا من الشہر عشراً

وجعلنا لبا بہ اقلیدا

ثم طغفنا البیت سبعاً

وسجدنا عند المقام سجودا

وخرجنا منہ نوم سہیلا

ورفعنا لواء نا معقودا

Marfat.com

مطلب ان اشعار کا یہ ہے کہ ہم نے اس مکان کو جسے اللہ تعالیٰ نے بزرگی دی ہے، چھینٹ کا لباس پہنایا اور چادریں اڑھائیں۔ ہم یہاں دس روز مقیم رہے اور ہم نے اس کے دروازے کیلئے کنجی بنائی۔ پھر ہم نے بیت اللہ کا سات مرتبہ طواف کیا اور مقام ابراہیم کے پاس سجدہ کیا۔ ہم سہیل ستارے کو اپنا رہنما بنا کر یہاں سے روانہ ہوئے اور اپنے جھنڈے کو ہم نے لپٹا ہوا بلند کیا۔

مولوی عبدالسلام ندوی نے بھی اپنی کتاب تاریخ حرمین میں جو عباس علمی پاشا خدیو مصر کے سفرنامہ حجاز کا ترجمہ ہے، اشعار مذکورہ تھوڑے سے ردوبدل کے ساتھ لکھے ہیں۔ مثلاً دوسرے شعر کے دوسرے مصروں میں ''لبابہ'' کی بجائے انہوں نے ''لنابہ'' تحریر فرمایا ہے اور اس مصرعہ کا ترجمہ کیا ہے کہ ''ہم نے اپنے واسطے اس کے لئے'' کنجی بنائی''۔ اس درویش کے خیال میں اس جگہ ''لبابہ'' زیادہ مناسب ہے جس کے اعتبار سے ترجمہ یہ ہوگا کہ ''ہم نے اس کے دروازے کے لئے ''کنجی بنائی۔''

تاریخ سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ اسعد حمیری اور اس کے جانشین سال کے سال کعبے کو غلاف اوڑھاتے رہے اور اس مقصد کے لئے کبھی حنیف ① معافر ② ملا ③ وصائل ④ عصب ⑤ مسوح ⑥ انطاع ⑦ پردو ⑧ وغیرہ کپڑے استعمال کرتے رہے۔

ازرقی نے اسعد حمیری کے ہمراہیوں کو اہل کتاب لکھا ہے اور بعض دوسرے مورخ کہتے ہیں کہ یمن کے بادشاہوں میں سے سب سے پہلے اسعد حمیری نے یہودی مذہب اختیار کیا تھا۔ اس لحاظ سے قیاس کیا جاتا ہے کہ اسعد بھی یہودی تھا اس کے ساتھ ازرقی کا بیان ہے کہ اسعد حمیری کو برا کہنے کی حدیث میں ممانعت آئی ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ موحد تھا اور اللہ تعالیٰ پر ایمان رکھتا تھا جیسا کہ اس کے پہلے شعر سے ظاہر ہے مگر جار اللہ کہتے ہیں کہ آخری شعر اس کے ستارہ پرست ہونے کی دلیل دیتا ہے۔ میرے خیال میں دو شعر اس کی ستارہ پرستی کا کافی ثبوت نہیں ہیں۔ عرب اب

① موٹا کپڑا۔ ② موضع معافر کا بنا ہوا کپڑا۔ ③ باریک کپڑا۔ ④ وصیلہ کی جمع یعنی یمن کا دھاری دار سرخ کپڑا۔
⑤ یمن کا رنگین کپڑا۔ ⑥ مسح کی جمع ہے، بالوں کا موٹا کپڑا۔ ⑦ نطع کی جمع ہے، چمڑے کا لباس۔
⑧ بردو جمع ہے بردکی۔ دھاری دار چادریں

Marfat.com

تک ستاروں کے شمار سے راستہ چلتے ہیں اور قطب نما کا کام وہ ستاروں ہی سے لیتے ہیں۔ اسعد حمیری نے سہیل ستارے کو جو اپنا امام کہا ہے اس سے مراد رہنما یا راستہ بتانے والا ہے۔

زمانہ جاہلیت میں نذر کے غلاف:

جاہلیت بلکہ آغاز اسلام میں بھی کعبہ کو پورا لباس پہنانے کے علاوہ بعض اشخاص نذریں مان کر قربانی کے جانوروں کی کھالیں بھی کعبے پر ڈالا کرتے تھے اور چمڑے کے لباس یعنی پوستینوں اور تکیوں وغیرہ سے بھی کعبے کو آراستہ کیا کرتے تھے۔ تاریخ ازرقی میں عمرو بن الحکم السلمی سے مروی ہے کہ اس کی ماں نے نذر مانی تھی کہ وہ بیت اللہ کے نزدیک ایک اونٹ کی قربانی کرے گی اور اس اونٹ کو بھیڑ کے بالوں کے کپڑے اور اونٹ کے بالوں کے کپڑے کے دو ٹکڑوں سے سجائے گی۔ چنانچہ اس نے اونٹ ذبح کیا اور اس کی جھول کے دونوں ٹکڑے کعبے پر ڈالے اس روز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مکہ میں تشریف فرما تھے، ابھی ہجرت نہیں فرمائی تھی۔ راوی کہتا ہے کہ اس نے اسی روز کعبے [41] کو دیکھا کہ اس پر مختلف قسم کے کپڑوں کے ٹکڑے، چرمی بچھونے اونی لباس اور تکیے موجود تھے۔

زمانہ جاہلیت میں غلاف ڈالنے کی تاریخ:

ازرقی کے مطابق زمانہ جاہلیت میں کعبے کو عاشورے کے دن غلاف پہنایا کرتے تھے یعنی مکہ معظمہ سے حاجیوں کے چلے جانے کے بعد تا کہ حاجی نئے غلاف کو چھو کر اور چوم کر خراب نہ کریں۔ جب بنی ہاشم کعبے کے متولی ہوئے تو آٹھ ذو الحج کو کعبہ پر دیبا کی قمیض اور عاشورے کے دن ازار لٹکانے لگے۔ غلاف کا اوپر کا حصہ قمیض کہلاتا ہے اور نیچے کا حصہ ازار، ازرقی نے ایک حدیث بھی بیان کی ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ عاشورہ کے دن اعمال بلند کئے جاتے ہیں۔ کعبے پر غلاف ڈالا جاتا ہے، اس دن کا روزہ اگرچہ فرض نہیں ہے مگر جو چاہے روزہ رکھ سکتا ہے۔

---

[41] حجاز میں اب بھی تکیے بطور آرائش وزیبائش استعمال کئے جاتے ہیں۔ ایک اوسط درجہ کے حجازی کے دیوان خانے میں جگہ جگہ تکیے رکھے ہوئے دکھائی دیتے ہیں جو لوگ دیوار سے ٹیک لگا کر بیٹھتے ہیں ان کے علاوہ بیچ میں بیٹھنے والوں کے لئے بھی ادھر اُدھر کئی تکیے چھوٹے بڑے، دبیز، پتلے رکھے رہتے ہیں۔

Marfat.com

زمانہ جاہلیت کے کہنہ غلاف:

زمانہ جاہلیت میں عرب کعبے کے غلافوں کو اتارتے بھی نہ تھے، پھٹی پرانی کسوتیں بھی نئی کسوتوں کے ساتھ لٹکی رہا کرتی تھیں مگر اس بات کا پتہ نہیں چلتا کہ آخر ان پرانے غلافوں کا کیا حشر ہوا کرتا تھا۔ ممکن ہے یہ دھجیاں ہوا میں اڑتی اور بارش کے پانی میں بہتی پھرتی ہوں یا مفلس و قلاش عرب ان کو بھی اپنی تن پوشی کے کام میں لے آتے ہوں۔

زمانہ قریش میں غلاف کی آتشزدگی:

آنحضرت کے جدامجد حضرت عبدالمطلب کے زمانہ تولیت میں ایک عورت غلاف کعبہ کو عود کی دھونی دے رہی تھی جس سے غلاف کعبہ جل گیا اور اس سے کعبے کی دیواروں اور چھت کو بھی نقصان پہنچا۔ قریش نے چندہ کر کے کعبہ تعمیر کیا۔ اس تعمیر میں آنحضرت ﷺ بھی شریک تھے اور حجر اسود کے نصب کرنے کے متعلق مختلف قبائل میں جو فساد اس وقت برپا ہوا تھا وہ آنحضرت کے حکیمانہ فیصلہ ہی سے ختم ہوا تھا۔ اس وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا سن مبارک بہ اختلاف روایت پندرہ یا پچیس سال کا تھا۔

Marfat.com

باب 2

آغاز اسلام میں غلاف کعبہ

اسلام نے غلاف کعبہ کو کیوں جائز رکھا؟

اگر غلاف کعبہ کا موجد حضرت اسماعیل یا ایک موحد یہودی تبع اسعد حمیری بادشاہ یمن کو تسلیم کیا جائے تو یہ رسم مشرکانہ تصور نہیں کی جا سکتی۔ اگر اس کا موجد عرب کے بت پرستوں کو تصور کیا جائے تو بھی اس میں کسی قسم کا شرک مضمر نہیں ہے۔ کعبہ کو عرب کے بت پرست بھی بت نہیں سمجھتے تھے۔ اسلام سے پہلے بھی دین ابراہیمی کے اصول سے کعبے کی تعظیم کی جاتی تھی جو توحید پر مبنی تھی مگر استدادِ زمانہ کے باعث مناسک حج کے ساتھ کفر و شرک کی رسمیں بھی مل گئی تھیں۔ کعبے میں ایک طوفان بے تمیزی برپا ہونے لگا تھا۔

جب آفتاب رسالت چمکا، کعبے کے بت ڈھا دیئے گئے اور در و دیوار سے صدائے لا الا اللہ ھو کی آواز سنائی دینے لگی تو حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کفر کی ان تمام رسموں کو جو مخرب اخلاق تھیں یا جن سے ایمان میں خلل آتا تھا، قلع قمع کر دیا اور صرف ایسی رسموں کو جن سے مذہب و اخلاق پر کوئی برا اثر نہیں پڑتا تھا، بدستور قائم رکھا۔ چنانچہ غلاف کعبہ یا کسوت کعبہ بھی انہیں رسموں میں سے ہے جو اگرچہ زمانہ جاہلیت کے عربوں میں بھی رائج تھی مگر جائز سمجھی گئی۔

کعبہ چونکہ سب سے پہلا عبادت خانہ ہے جو خدائے واحد کی عبادت کے لئے زمین کے پردہ پر بنایا گیا ہے اس لئے بانی اسلام نے بھی آرائش و زیبائش کے واسطے صرف کعبے ہی پر غلاف ڈالنے کو جائز قرار دیا۔ کسی دوسری مسجد یہاں تک کہ اپنی مسجد مدینہ منورہ کے لئے بھی اس کو مناسب نہ سمجھا۔

Marfat.com

یہ ملحوظ رہے کہ غلاف پہنانے سے نہ تو کعبہ کی پرستش مقصود ہے اور نہ غلاف کی اور جو مسلمان غلاف کعبہ کو تبرک سمجھ کر آنکھوں سے لگاتے ہیں اس سے دراصل رب کعبہ کی تعظیم مقصود ہوتی ہے۔ غلاف کعبہ کو عزیز سمجھنا حقیقت میں خدا سے محبت کرنا ہے۔ غلاف کو حاجت روا خیال نہیں کیا جاتا اور نہ اس کے ریشم کی چمک یا اس کے سنہری کام کی وجہ سے اس کو چومنے کے قابل سمجھتے ہیں۔

اس بارے میں علماء کا یہ فتویٰ ہے:

ماھذا التعبد لکعبتہ التحسینہا۔ فالاول کفر علیٰ مذھب الاسلام و الثانی۔

یعنی یہ دیکھنا چاہئے کہ کعبے پر غلاف کس نیت سے ڈالا جاتا ہے، آیا کعبے کی پرستش کے لئے یا اس کی آرائش کے لئے؟ اگر عبادت و پرستش کی نیت سے ڈالا جاتا ہے تو مذہب اسلام کی رو سے کفر ہے اور اگر زینت کے واسطے کعبے کو غلاف پہناتے ہیں تو اس میں کوئی ہرج نہیں ہے۔

پس یہ ہر مسلمان جانتا ہے کہ کعبے کو لباس پہنانا محض اس کی زینت و آرائش کے خیال سے ہے نہ کہ اس کی عبادت کے واسطے۔

غلاف کعبہ آنحضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے زمانہ میں:

مورخین کہتے ہیں کہ 9 ہجری میں جب مکہ معظمہ فتح ہو گیا اور خانہ کعبہ بلا شرکت غیرے مسلمانوں کا معبد بن گیا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے کعبے پر یمن کے دھاری دار باریک کپڑے کا جسے جرہ کہتے تھے، غلاف ڈالا۔ سرسید احمد خاں مرحوم کو اس روایت سے اختلاف ہے وہ فرماتے ہیں:

> اگرچہ کتابوں میں روایتیں ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اور ان کے بعد ابوبکر صدیقؓ و عمرؓ و عثمانؓ نے کعبے پر غلاف چڑھایا مگر جہاں تک شبہ ہے وہ رسول خدا صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے فعل کی نسبت شبہ ہے کیونکہ جو روایتیں اس باب میں ہیں وہ درجہ ثبوت کو نہیں پہنچیں۔"

آنحضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے زمانہ میں حسب دستور قدیم عاشورہ کے دن غلاف ڈالا

Marfat.com

کرتے تھے۔

خلفائے راشدین کے زمانہ میں غلاف:

حضرت ابوبکرؓ نے بھی بیت المال سے جریمانی کا غلاف چڑھایا تھا۔ حضرت عمرؓ اپنے عہد خلافت میں موضع قبطیہ واقع مصر کے بنے ہوئے سن کے کپڑے کا غلاف ڈالنے لگے۔ جسے قباطی کہتے تھے۔

حضرت عثمانؓ کے زمانہ میں سال میں دوبار کعبے پر غلاف ڈالا جاتا تھا۔ ایک مرتبہ سردیوں میں اور ایک مرتبہ گرمیوں میں۔ گرمیوں میں عمدہ سن کے کپڑے کا جوڑا چڑھایا جاتا تھا اور جاڑوں میں دیبا کی قمیض معہ ایک ازار اور برقع کے پہنائی جاتی تھی۔ غلاف کعبہ کا بالائی حصہ قمیض کہلاتا ہے اور نیچے کا حصہ ازار۔ باب کعبہ کے پردے کو برقع کہتے ہیں۔ ان کی تفصیل آگے آئے گی۔

حضرت عمرؓ ہر سال ایک نیا غلاف ڈال کر پرانا غلاف حاجیوں میں تقسیم کر دیا کرتے تھے۔ حضرت عثمانؓ نے بھی کچھ دن تک یہی عمل جاری رکھا لیکن ایک مرتبہ غلاف کعبہ کا ٹکڑا کسی ناپاک عورت کے پاس دیکھ کر اس خیال سے کہ ہر کس و ناکس کو غلاف تقسیم کر دینے سے غلاف کی بے حرمتی ہوتی ہے، غلاف کے دفن کر دینے کا حکم دیا لیکن ام المومنین حضرت عائشہؓ کے اس فتویٰ پر کہ:

> "غلاف جب کعبے سے علیحدہ کر دیا گیا تو ہر پاک و ناپاک اس کو چھو سکتا ہے اور دفن کر دینے سے بہتر یہ ہے کہ اس کو فروخت کر کے اس کی قیمت غریب حاجیوں میں تقسیم کر دی جایا کرے۔"

(الاعلام باعلام بیت اللہ الحرم عربی مطبوعہ مکہ معظمہ)

حضرت عثمانؓ نے غلاف کا دفن کر دینا موقوف کر دیا اور اس کو فروخت کر کے قیمت غریبوں میں تقسیم ہونے لگی۔ مورخین کے مطابق بعد میں یہ روایت چلی کہ کعبہ سے اس کے پرانے غلاف علیحدہ بھی نہیں کئے جاتے تھے۔ حضرت عثمانؓ وہ پہلے شخص ہیں جنوں نے صرف دو پرانی کسوتیں باقی رکھ کر تمام غلاف علیحدہ کرا دیئے۔ اس کے بعد پرانے غلاف تھوڑے تھوڑے علیحدہ کئے جانے لگے۔ تاہم قدیم غلافوں کو اتارا نہ جاتا تھا۔ یہ سلسلہ کافی عرصہ تک جای رہا۔ ازرقی کہتا ہے کہ

Marfat.com

200 ہجری سے 242 ہجری تک یعنی بیالیس برس میں جو غلاف کعبے پر ڈالے گئے ان کی تعداد 170 تھی۔ اس تعداد کے بارے میں اختلاف پایا جاتا ہے، لیکن تاریخی کتب سے جو حوالے دستیاب ہیں، ان کے مطابق یہ تعداد 170 ہی بنتی ہے۔

قربانی کی جھولیں بطور غلاف کعبہ:

تاریخ ازرقی میں ہے کہ عبداللہ بن عمرؓ ① فرماتے ہیں کہ عرفہ ② کے دن لوگ جب احرام ③ باندھتے تو قربانی کے جانوروں پر قباطی اور دوسری قسم کے کپڑے ڈالتے اور قربانی ④ کے دن وہ کپڑے علیحدہ کر کے شیبہ بن عثمان ⑤ کلید بردار کعبہ کے پاس کعبے پر ڈالنے کے لئے بھیج دیا کرتے تھے۔

---

① عبداللہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فرزند ہیں۔ اہل سنت کی کتب احادیث میں دو ہزار سے زائد حدیثیں ان سے روایت کی گئی ہیں۔ ۷۴ء میں حجاج بن یوسف کے اشارہ سے کسی شخص نے ان کو زہر آلودہ خنجر سے زخمی کیا تھا جس سے یہ جان بر نہ ہو سکے اور چوراسی برس کی عمر میں بمقام مکہ معظمہ وفات پائی۔ ② عرفہ یعنی عرفات میں قیام کا دن جو نویں ذلحجہ ہے۔ عرفات مکہ معظمہ سے نو کوس دور ایک پہاڑ ہے۔ نویں ذلحجہ کو حاجی اس کے دامن میں اور اس پہاڑ پر نزول آفتاب کے بعد سے مغرب تک قیام کر کے توبہ واستغفار کرتے رہتے ہیں۔ عرفات کے پہاڑ پر خطبہ بھی ہوتا ہے جو کوئی ساڑھے تین بجے شروع ہو کر مغرب کے وقت ختم ہوتا ہے۔ ③ احرام کے لغوی معنی حرم میں داخل ہونے کے ہیں۔ شرعی اصطلاح میں ابراہم ان دو چادروں کو کہتے ہیں جو حدود حرم میں داخل ہونے سے قبل حاجی ایک بطور تہمت باندھ لیتے ہیں اور ایک اوڑھ لیتے ہیں اور بعض حلال چیزیں مثلاً سلے ہوئے کپڑے، عطر، حجامت، ٹوپی عمامہ وغیرہ اپنے پر حرام قرار دیتے ہیں۔ حج کے بعد احرام کھول دیا جاتا ہے غرض اس سے اپنے نفس پر قابو حاصل کرنا اور اُمیروں غریبوں میں مساوات قائم کرنا ہے۔ تاکہ سب ایک حالت میں ننگے سر خدا کے دربار میں حاضر ہو کر اپنے گناہوں کی معافی مانگیں۔ ④ قربانی کا دن بالخصوص دسویں ذلحجہ ہے۔ قربانی یوں تو بارہویں تک ہوتی رہتی ہے۔ قربانی منیٰ میں کی جاتی ہے جو مکہ معظمہ سے چار میل کے فاصلہ پر ہے۔ حاجی یہاں دسویں سے بارہویں تک تین دن قیام کرتے ہیں اور دسویں کو قربانی کے بعد طواف کے لئے مکہ معظمہ آ کر پھر منا چلے جاتے ہیں۔ ⑤ آنحضرتؐ نے فتح مکہ کے بعد کعبے کی کنجی ہمیشہ ہمیشہ کے لئے عثمان بن طلحہ کے سپرد فرمائی تھی۔ ان کے فرزند شیبہ بن عثمان تھے جو امیر معاویہ کے زمانہ میں کلید بردار کعبہ تھے۔ کعبے کی کنجی اب تک انہیں کی اولاد میں چلی آ رہی ہے۔ یہ لوگ بنی شیبہ کہلاتے ہیں مختصراً ان کو شیبی بھی کہتے ہیں۔

Marfat.com

باب 3

خلافت بنی امیہ میں غلاف کعبہ

خاندان بنی امیہ ➊ کے پہلے خلیفہ امیر معاویہ نے اولاً کئی سال تک قباطی اور مصری سن کے کپڑے کا غلاف بھیجا، بعد میں برویمانی کا غلاف بھیجا جانے لگا۔ ان کے زمانہ میں عموماً سال میں دو غلاف چڑھائے جاتے تھے، ایک عاشورہ کے دن یعنی دسویں محرم کو دیبا کا دوسرا 29 رمضان کو قباطی کا۔ قطب الدین مکی کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ امیر معاویہ نے دیباؤ قباطی اور یمن کی دھاری دار چادروں کی کسوت بھیج کر کلید بردار کعبہ شیبہ بن عثمان کو حکم دیا کہ کعبہ کا پرانا غلاف اتار کر اس کی دیواروں کو عطر وغیرہ سے معطر کرے اور پھر نیا غلاف ڈالے، چنانچہ ایسا ہی کیا گیا۔

امیر معاویہ کے بعد یزید نے اپنے عہد حکومت میں دیبا کا غلاف ڈالا تھا۔ اس کے بعد دوسرے خلفائے بنی امیہ کے زمانہ میں دو غلاف ڈالے جاتے تھے، ایک دسویں محرم کو، دوسرا 29 رمضان کو اور اُس زمانہ میں یہ بھی دستور تھا کہ ترویہ کے دن یعنی 8 ذلحجہ کو اس خیال سے کہ سب لوگ عرفات چلے جاتے ہیں ➋ ، غلاف کو کوئی پھاڑ نہ لے اصل غلاف نکال کر سفید کپڑے کا سادہ

➊ اُمیہ بن عبدالشمس آنحضرتؐ کے پردادا حضرت ہاشم کا بھتیجا تھا اس کی اولاد بنی اُمیہ کھلاتی ہے۔ اس خاندان میں ۴۱ء سے ۱۳۲ء تک ۹۱ برس خلافت رہی اور کل ۱۴ خلیفہ یا بادشاہ ہوئے۔ اُن کا پایہ تخت دمشق تھا۔ ➋ نویں ذلحجہ کو میدان عرفات یا جبل عرفات پر حاجیوں کا قیام حج کا بڑا رکن ہے جس کے لئے آٹھویں ذلحجہ کو تمام حاجی اور بہت سے مکے والے منے روزانہ ہو جاتے ہیں اور رات بھر وہاں ٹھہر کر صبح دس گیارہ بجے تک عرفات پہنچ جاتے ہیں بعض حاجی منے میں بغیر ٹھہرے آٹھویں تاریخ ہی کو عرفات چلے جاتے ہیں مگر سنت منے کا قیام ہے۔ ان تاریخوں میں چونکہ مکہ تقریباً خالی ہو جاتا ہے اس وجہ سے غلاف بیت اللہ کی کافی حفاظت نہیں ہو سکتی۔

Marfat.com

غلاف ڈال دیا جاتا تھا۔ پھر دسویں ذلحجہ کو اصل غلاف اوڑھا دیتے تھے۔ اس کے بعد غلاف کا اوپر کا حصہ جسے قمیض کہتے ہیں اور نیچے کا حصہ جو ازار کہلاتا ہے دونوں سی دیئے جاتے تھے۔ دیبا کا غلاف آخر رمضان تک رہتا تھا۔ پھر عید کے لئے 29 رمضان کو قباطی کا غلاف ڈالتے تھے۔ عبدالملک بن مروان جو 66 ہجری سے 87 ہجری تک حکمران رہا۔ دیبا کا غلاف ڈالا کرتا تھا۔ خلافت بنی امیہ میں کبھی کبھی خلیفہ وقت کے علاوہ دوسرے لوگ بھی نذر مان کر غلاف ڈالا کرتے تھے۔

عبداللہ ابن زبیر کا غلاف کعبہ:

63ھ میں یزید نے مکہ فتح کرنے اور عبداللہ بن زبیر ① کو مطیع کرنے کے لئے حصین بن نمیر کی ماتحتی میں ایک فوج مکے بھیجی۔ عبداللہ بیت اللہ میں پناہ گزین ہوئے۔ حصین نے کوہ ابوقبیس ② پر منجیق نصب کی جس سے پتھر اور جلتی ہوئی راکھ کعبے تک پہنچی اور کعبے کی لکڑیاں اور غلاف جل گیا۔ یزید کے مرنے کی خبر سن کر جب حصین واپس گیا تو عبداللہ بن زبیر نے بنیاد ابراہیم علیہ السلام پر از سر نو کعبہ تعمیر کیا اور جب یہ عمارت بن کر تیار ہو گئی تو 27 رجب کو مشک و عنبر سے کعبے کی دیواروں کو اندر باہر سے لیپ کر کے دیبا کا غلاف ڈال دیا۔ بعض مورخ کہتے ہیں کہ سب سے پہلے انہی نے کعبے پر دیبا کا غلاف ڈالا تھا۔

① عبداللہ کے والد زبیر آنحضرتؐ کے پھوپی زاد بھائی تھے۔ ان کی والدہ اسماء بنت ابوبکرؓ اور خالہ حضرت عائشہؓ تھیں۔ معرکہ کربلا کے بعد یہ مدینے سے مکہ معظمہ چلے گئے تھے اور اہل حجاز و یمن و عراق نے ان کو خلیفہ تسلیم کر لیا تھا۔ یزید کے مرنے کے بعد جب سلطنت آل مروان میں منتقل ہوئی تو عبدالملک بن مروان کو ان پر حسد ہوا جس کی وجہ یہ تھی کہ اہل شام جو حج کے لئے آیا کرتے تھے وہ اکثر عبداللہ بن زبیر کی بیعت کر لیا کرتے تھے۔ اس لئے اس نے شامیوں کے لئے حج کی ممانعت کر دی اور اس کی تلافی کے لئے دمشق کی مسجد اموی میں کعبے کا جواب تعمیر کیا جس کے طواف کے فضائل طواف کعبہ کے برابر بیان کئے گئے۔ بالآخر جب اس سے بھی غرض پوری طرح حاصل نہ ہوئی تو ۷۳ ہجری میں دمشق سے ایک فوج حجاج بن یوسف کی ماتحتی میں مکہ معظمہ بھیجی جس نے کعبے کا محاصرہ کیا اور سخت لڑائی کی بعد عبداللہ بن زبیر بہتر برس کی عمر میں دس گیارہ برس کی پُر آشوب خلافت کے بعد بڑی شجاعت کے ساتھ میدان جنگ میں مارے گئے۔ ② ابوقبیں مکہ معظمہ میں بیت اللہ سے متصل ایک پہاڑ ہے۔ بیت اللہ سے چوٹی تک کوئی ایک میل ہو گا۔ یہاں سے خانہ کعبہ کی چھت پوری نظر آتی ہے۔ کہتے ہیں کہ معجزہ شق القمر اسی پہاڑ پر ہوا تھا۔ آج کل اس پہاڑ کی کیفیت ایک محلے کی سی ہے اس پر بہت سے مکان بنے ہوئے ہیں۔

Marfat.com

باب 4

خلافت عباسیہ میں غلاف کعبہ

ملک حجاز بنی امیہ کے بعد عباس ① کے زیر نگیں آیا اور 132 ہجری سے 656 ہجری تک حرمین الشریفین پر کوئی سوا پانچ سو سال تک ان کی حکومت رہی۔ خلافت عباسی کا پایہ تخت بغداد تھا۔ جب تک خلفائے عباسی کا اثر واقتدار حجاز پر باقی رہا۔ یہ برابر غلاف بھیجتے رہے۔ ان کے زوال و کمزوری کے زمانہ میں بعض اوقات سلاطین مصر بھی غلاف بھیج دیتے تھے۔ کبھی یمن سے بھی آ جاتا تھا۔ اوائل سلطنت عباسی میں سال میں کئی کئی بار بھی کعبے کو غلاف چڑھایا جاتا تھا اور پرانے غلافوں کو پابندی کے ساتھ سال کے سال کعبے سے اتارا بھی نہ جاتا تھا۔ چنانچہ 160 ہجری میں ابو عبداللہ مہدی ② خلیفہ بغداد کو جب کلید برادران کعبہ نے اس کی اطلاع دی اور وہ خود حج کو آیا تو اس نے یہ حالت دیکھی کہ کعبے پر غلافوں کی اتنی تہہ چڑھ گئی ہے کہ ان سے دیواروں کے گرنے کا خطرہ ہے۔ اس نے تمام پرانے غلافوں کو نکال دینے کا حکم دیا۔ کعبے کی دیواریں مشک وعنبر وگلاب سے لیپی گئیں اور خوشبودار عرقوں کے شیشے دیواروں پر چھڑکے گئے۔ پھر تین غلاف ایک مصرف کپڑے کا، دوسرا حریر کا، تیسرا دیبا کا کعبے پر ڈالے گئے۔

(الاعلام عربی مطبوعہ قاہرہ صفحہ 32)

خلیفہ مہدی کا غلاف:

---

① آنحضرتؐ کے چچا حضرت عباس کی اولاد بنی عباس کہلاتی ہیں۔

② مہدی کی حکومت ۱۵۸ ہجری سے ۱۶۹ ہجری تک رہی۔

Marfat.com

فاکہی "تاریخ مکہ" میں لکھتے ہیں کہ میں نے ہدی عباسی کے زمانہ کا غلاف کعبہ کا ایک ٹکڑا دیکھا جس پر یہ لکھا ہوا تھا:

"مما امر به عبداللّٰہ املهدی محمد امیر المومنین اصلحه اللّٰہ محمد بن سلیمان ان لصنیع من طراز تینس کسوة الکعبته علیٰ یدالخطاب بن مسلم عامله سنه تسع و خمسین وماته"

یعنی خدا کے بندے امیر المومنین مہدی محمد نے اللہ اُن کی اصلاح فرمائے، 159 ہجری میں محمد بن سلیمان کو حکم دیا کہ خطاب بن مسلمہ حاکم کے ذریعہ سے شہر تینس کی ساخت کا غلاف کعبہ تیار کر دیا جائے۔

فاکہی کہتے ہیں کہ میں نے مہدی کے زمانہ کا ایک اور بھی ٹکڑا دیکھا تھا جس پر یہ عبارت لکھی تھی:

"بسم اللّٰہ برکة من اللّٰہ بعبد اللّٰہ المهدی محمد امیر المومنین اطال اللّٰہ بقاء مماامر به اسماعیل بن ابراهیم ان متع من طراز تینس علیٰ یدالحکم بن عبیده سنه اثینن و مین وماة."

یعنی خدا کی برکت امیر المومنین مہدی محمد پر ہو اور خدا اس کی عمر دراز کرے (اس زمانہ میں) اسماعیل بن ابراہیم نے 162 ہجری میں حکم بن عبیدہ کو حکم دیا کہ تینس کا بنا ہوا غلاف ڈالا جائے۔

تینس مصر کا ایک قصبہ تھا جہاں کا کپڑا اس زمانہ میں مشہور تھا۔ (رحلتہ الحجازیہ عربی)

ہارون الرشید کا غلاف کعبہ:

فاکہی نے غلاف کا ایک ٹکڑا ہارون الرشید ① کے زمانہ کا بھی دیکھا تھا جس پر حسب ذیل عبارت تھی:

"بسم اللّٰہ برکته من اللّٰہ للخلیفته الرشید عبداللّٰہ هارون امیر المومنین کرم اللّٰہ. مما امر به الفضل ② بن ربیع آن یعمل من طراز تو نه ③سنه تسعین وماته"

① ہارون الرشید کا عہد حکومت ۱۷۰ ہجرت سے ۱۹۳ ہجرت تک ہے۔ ② فضل بن ربیع اس زمانہ میں علاقہ مصر کا گورنر تھا۔ ③ غالباً یا تونہ سنہ تعین ایک ہی قصبہ کا نام ہے جو مصر میں اپنی صنعت پارچہ کے لئے مشہور تھا۔

Marfat.com

یعنی بسم اللہ، بندہ خدا امیر المومنین خلیفہ ہارون الرشید کو اللہ تعالیٰ برکت دے اور اس کو معزز فرمائے۔ 190 ہجری میں اس نے فضل بن ربیع کو حکم دیا کہ تونہ کے کپڑے کا غلاف بنایا جائے۔

(رحلتہ اعجاز یہ خدیو عباس علمی پاشا مطبوعہ مصر)

مامون الرشید کا غلاف کعبہ:

خلیفہ بغداد مامون الرشید کے زمانہ میں جس کی حکومت 188 ہجری سے 208 ہجری تک رہی۔ سال میں تین بار غلاف ڈالا جاتا تھا۔ ایک آٹھویں ذلحجہ کو سرخ اطلس کا۔ دوسرا یکم رجب کو مصر کے موضع قبطیہ کے بنے ہوئے کپڑے قباطی کا اور 29 رمضان کو عید کے موقع پر سفید اطلس کا۔ جب مامون کو یہ اطلاع ہوئی کہ سال میں تین دفعہ بدلنے کے باوجود بھی غلاف پھٹ جاتا ہے تو اس نے سرخ اطلس کی ایک قمیض اور ایک نئی ازار اور بڑھادی۔

(الاعام عربی مطبوعہ قاہرہ صفحہ 36)

فارسی کہتے ہیں کہ میں نے قباطی مصر کا ایک ٹکڑا وسط کعبہ میں دیکھا اس پر باریک سیاہ خط میں یہ عبارت لکھی تھی:

"مما امر به امير المومنين المامون سنه ست دمائين"

یعنی امیر المومنین مامون نے 206 ہجری میں اس کی تیاری کا حکم دیا۔

خلیفہ جعفر متوکل علی اللہ کا غلاف:

جعفر متوکل خلیفہ بغداد جس کا زمانہ 232 ہجری سے 244 ہجری تک ہے، ہلال ماہ رجب سے قبل کعبے پر سرخ اطلس کی ازار ڈالا کرتا تھا۔ جب اسے یہ معلوم ہوا کہ حاجیوں کے چھونے سے وہ خراب ہو جاتی ہے تو اس نے ازار کے علاوہ دو ازاریں اور بڑھادیں اور قباطی کی قمیض پر سرخ اطلس کا حاشیہ لگا کر اس کو فرش تک پہنچا دیا۔ آخر میں ہر دو مہینے کے بعد غلاف بھیجنے لگا۔ اس طرح سال میں چھ غلاف چڑھنے لگے۔ یہ عمل 240 ہجری تک جاری رہا۔ جب خدام نے دیکھا کہ ازار ثانی کی ضرورت نہیں ہے تو انہوں نے اس کو کعبے کے صندوق میں رکھ دیا اور خلیفہ کو لکھا کہ

Marfat.com

صرف ایک ازار معہ حاشیہ وقمیض کے کافی ہے۔ اس کے بعد سے صرف ایک ازار آنے لگی اور تیسرے مہینے کعبے پر ڈالی جانے لگی۔

(ازرقی والاملام وغیرہ)

خلیفہ مقتفی لامر اللہ کے غلاف کعبہ:

تیسری صدی ہجری کے وسط سے چھٹی صدی ہجری کے وسط تک ہمیں خلفائے عباسیہ کے غلافوں کی کیفیت معلوم نہیں ہوتی۔ لیکن اس مدت میں عباسی خلفائے بغداد کی سلطنت بہت رہی۔ تیسری صدی کے وسط میں ان کے حریف مصر کے خلفائے بنی فاطمہ ① بھی پیدا ہو گئے تھے اس وجہ سے پابندی کے ساتھ بغداد سے غلاف کعبہ کی روانگی عمل میں نہیں آتی تھی۔ غرضیکہ اس زمانہ میں کبھی مصر سے اور کبھی بغداد سے غلاف آتا رہا اور اندازہ یہ ہوتا ہے کہ 363 ہجری سے 462 ہجری تک مصر سے غلاف کعبہ آیا، اس کے بعد سے پھر بغداد سے آیا۔ فارسی کا مشہور شاعر افضل الدین خاقانی کی وفات 595 ہجری میں ہوئی ،وہ خلیفہ مقتفی لامر اللہ کے زمانہ میں جو 532 ہجری سے 555 ہجری تک ہے، حج کو گیا، خاقانی کے مطابق اس وقت غالباً خلیفہ مذکور نے ہی غلاف ڈالا تھا۔ اس کا رنگ سرخ تھا جیسا کہ خاقانی کے اس شعر سے ظاہر ہے جو اس نے اپنی مثنوی تحفۃ العراقین میں کعبے کو مخاطب کر کے کہا ہے:

دارندۂ ہاشمی شعاری

پس جامۂ رومیان چہ داری

عباسیوں کا جو ہاشمی ② تھے سیاہ بانا تھا اور رومیوں کا سرخ۔

ناصر الدین اللہ کا غلاف کعبہ:

ناصر الدین اللہ خلیفہ بغداد جس کا عہد سلطنت 575 ہجری سے 592 ہجری تک ہے، ابتداء میں سبز غلاف بھیجا کرتا تھا۔ اس کے بعد سیاہ غلاف بھیجنے لگا۔ ابن جبیر نے 579 ہجری میں حج کیا تھا۔ اس وقت بغداد پر ناصر الدین اللہ حکمران تھا۔ اس کے غلاف کی تفصیل ابن جبیر نے یہ لکھی ہے:

---

① ان کا ذکر ایک علیحدہ باب میں کیا گیا ہے۔ ② حضرت ہاشم آنحضرتؐ کے پردادا اور عباس عم رسول کے دادا تھے۔

Marfat.com

"یہ غلاف بہت سبز تھا اور اس پر سرخ خطوط تھے۔ مقام ابراہیم ① کے سامنے والی دیوار کے پردے پر جس میں کعبے کا دروازہ نصب ہے، بسم اللہ کے بعد ان اول بیت وضع اللناس ② لکھا ہوا ہے۔ چاروں پردوں پر خلیفہ کا نام اور اس کے حق میں دعائیں تحریر ہیں۔ ان تحریروں کے گرد دو سرخ جدولین ہیں، ان میں سفید سفید دائرے ہیں۔ دائروں کے اندر باریک حرفوں میں آیات قرآنی اور خلیفہ کے حق میں دعائیں تحریر ہیں۔ ان پردوں میں کعبہ شریف کا جمال ایسا نظر آتا ہے گویا کو سبز اطلس کا لباس پہنا دیا۔"

(سفر نامہ ابن جبیر صفحہ 155)

مشہور عالم جغرافیہ ابوعبداللہ محمد الشریف ادریسی جس کی وفات تقریباً 600 ہجری میں ہوئی اپنی کتاب "نزھتہ المشتاق" میں لکھتا ہے کہ اس کے زمانہ میں سیاہ ریشمی کپڑے کا غلاف ڈالا جاتا تھا اور ہر سال خلیفہ بغداد اس کی تجدید کرتا تھا۔ اس سے ظاہر ہے کہ چھٹی صدی کے آخر میں بغداد ہی سے غلاف آیا کرتا تھا اور ناصر الدین اللہ اولاً سبز غلاف بھیجتا تھا پھر وہ سیاہ بھیجنے لگا تھا۔

عہد عباسی میں بعض سلاطین وامراء کے غلاف:

اسی زمانہ کے احوال سے یہ بھی پتہ چلتا ہے کہ کبھی کبھی عباسی خلفاء کے گورنر بھی خلیفہ وقت سے اجازت لے کر کعبے پر غلاف ڈالا کرتے تھے۔ کبھی دوسرے ممالک کے سلاطین وامراء کعبے کیلئے غلاف بھیجا کرتے تھے۔ بعض اوقات سرکشی کے اظہار کے لئے باغی سردار بھی غلاف بھیجا کرتے

---

① مقام ابراہیم وہ پتھر ہے جس پر کھڑے ہو کر حضرت ابراہیم نے کعبہ تعمیر کیا تھا اور اس پتھر سے سیڑھی کا کام لیتے تھے۔ اس پر حضرت ابراہیم کے دونوں قدموں کے نشان ہیں اور کعبہ کے دروازے سے پندرہ بیس گز کے فاصلہ پر ہے۔ مقام ابراہیم مصلے کا کام دیتا ہے۔ حاجی اس کے متصل کھڑے ہو کر نماز پڑھتے ہیں۔ جب بیت اللہ میں دوسرے مصلے نہ تھے۔ اس وقت ایک ہی مصلا تھا۔ ② پوری آیت یہ ہے۔ ان اول بیت واضع للناس الذی ببنکتہ مبارکاو ھدی للعالمینُ۔ یعنی پہلا گھر جو عبادت کی غرض سے لوگوں کے واسطے بتایا گیا اور جو اہل عالم کے لئے موجب برکت وہدایت ہے۔ وہ مکے میں ہے۔

Marfat.com

تھے۔ ذیل میں تینوں قسم کی مثالیں پیش کی جارہی ہیں:

فضل بن سہل اور طاہر بن حسین کا غلاف کعبہ:

فاکہی نے اپنی تاریخ کتاب مکہ میں لکھا ہے کہ میں نے خانہ کعبہ کے رکن غربی کے متصل ایک غلاف دیکھا جس پر یہ عبارت لکھی تھی۔

"مما امر بہ السریٰ بن الحکم و عبدالعزیز ابن وزیر الجروی بامر الفضل ① بن سھل ذی ریاستین طاہر بن الحسین ② سنہ بیعہ و امتعین دماتہ"

یعنی فضل بن سہل ذی ریاستین (دو ریاستوں کے والی) اور طاہر بن حسین کے حکم سے 197 ہجری میں سریٰ بن حکم اور عبدالعزیز بن وزیر الجروی نے اس کی تیاری کا حکم دیا۔

ابوالسرایا کا غلاف کعبہ:

مامون الرشید کے عہد 199 ہجری میں جب محمد بن ابراہیم طباطبا ③ نے خروج کیا تو ان کی مدد کے لئے قبیلہ بنی شیبان کے ایک معزز سردار ابوالسرایا اٹھ کھڑے ہوئے اور بہت سے علاقے فتح کر لئے۔ چند روز بعد جب یکایک محمد بن ابراہیم کی وفات ہوگئی ④ تو اس نے محمد بن زید

① فضل بن سہل خلیفہ مامون الرشید کی طرف سے ہمدان سے بنت تک اور بحر فارس سے دیلم و گرگان تک دو ریاستوں کا گورنر تھا اس وجہ سے اس کا خطاب ذی ریاستین تھا۔ ۲۰۲ ہجری میں اس کو کسی نے عراق کے مقام سرخس میں قتل کر دیا۔ ② طاہر بن حسین خلیفہ مامون الرشید کی جانب سے رے، اہواز، واسط، مداین وغیرہ پر حاکم تھا۔ اس نے مامون کو حصول سلطنت میں بڑی مدد دی تھی۔ ③ محمد بن ابراہیم کا نسب یہ ہے: محمد بن ابراہیم بن اسماعیل بن ابراہیم بن حسن مثنےٰ بن علی بن ابی طالب ابراہیم کو طباطبا اس وجہ سے کہتے تھے کہ بچپن میں یہ تتلاتے تھے اور ایک مرتبہ قبا کو طبا طبا" کہا تھا جب سے ان کا نام طباطبا پڑ گیا، ان کی اولاد والے سید طباطبائی کہلاتے ہیں۔ محمد بن ابراہیم کا طریق زیدیہ تھا۔ ④ ابوالفدا مورخ کا بیان ہے کہ محمد بن ابراہیم کو ابوالسرایا نے ہی زہر دے دیا تھا، وہ پوری طرح اس کے قابو میں نہ تھے اور وہ چاہتا تھا کہ امام اس کے ہاتھ میں کٹھ پتلی بنا رہے۔

Marfat.com

شہید ① کو اسیر بنایا اور کوفے میں امام علی رضا علیہ السلام ② کے نام سے درہم و دینار چلائے۔ زید بن موسیٰ کاظم ③ کو بصرہ و اہواز کا گورنر مقرر کیا۔ ابراہیم بن موسیٰ کاظم ④ کو یمن کا اور حسین بن حسن بن امام زین العابدین کو مکہ کا والی بنایا۔ انہوں نے کعبے کے تمام پرانے غلاف نکال کر شبینہ کے دن یکم محرم 200 ہجری کو اُون اور ریشم ملے ہوئے کپڑے کے زرد و سفید دو غلاف کعبے پر ڈالے اور ان دونوں کے درمیان حسب ذیل عبارت لکھی:

"بسم الله الرحمن الرحيم صلى الله عليه محمد و ملىٰ اهل بيته الطاهرين الاخيار امر ابو السرا يا الاصفر الاصفر داعيا الىٰ محمد يه عمل صنده الكسوة لبيت الله الحرام"

یعنی خدا کا درود محمد پر اور ان کے طیب و طاہر و نیک اہل بیت پر حسب الحکم ابو السرایا اصفر الاصفر بیت اللہ پر غلاف ڈال کر لوگوں کو محمد طباطبائی کی بیعت کیلئے دعوت دی جاتی ہے۔

ابوالسرایا کا دور دورہ کوئی دس مہینے رہا، جب 200 ہجری میں وہ نہروان کے قریب ایک بڑی لڑائی میں مارا گیا تو اہل حجاز نے محمد بن جعفر صادق کو امیر المومنین بنایا۔ فتنہ و فساد ختم ہو جانے کے بعد

---

① زید شہید امام زین العابدین علیہ السلام کے فرزند تھے۔ کربلا میں ایک برس کے تھے۔ امام محمد باقر علیہ السلام سے سال بھر چھوٹے تھے۔ ۱۲۱ھ میں بزمان ہشام بن عبدالملک انہوں نے خروج کیا تھا۔ تیس ہزار شیعہ ان کے جھنڈے تلے اکٹھے ہو گئے تھے مگر یہ معلوم کر کے کہ حضرت زید خلفائے ثلاثہ سے تبرا نہیں کرتے تقریباً انتیس ہزار آدمی انکا ساتھ چھوڑ کر چلے گئے اور کوفہ پہنچنے تک کل دو سو بیس جان نثار ان کے ہمراہ رہ گئے۔ زید بڑی مردانگی سے ۱۲۲ ہجری میں میدان جنگ میں شہید ہوئے۔ وقت شہادت ان کی عمر باسٹھ برس کی تھی ان کے پیرو زیدیہ کہلاتے ہیں۔ حضرت زید کے بعد متعدد امام ہوئے۔ حجاز، یمن وغیرہ میں اب بھی بہت سے لوگ زیدیہ طریقے کے پابند ہے۔ ② امام علی رضا علیہ السلام سلسلہ اثنا عشری کے اعتبار سے آٹھویں امام ہیں، خلیفہ مامون الرشید نے ان کو اپنا ولی عہد بھی مقرر کر رکھا تھا مگر مامون الرشید سے قبل ۲۰۳ ہجری میں ان کی شہادت واقع ہوئی اور طوس میں دفن ہوئے۔ ③ زید بن موسیٰ کاظم نے عباسیوں کے اس قدر مکان جلائے تھے کہ ان کا نام زید النار مشہور ہے۔ یہ حضرت موسیٰ کاظم علیہ السلام کے فرزند تھے جو سلسلہ اثنا عشری کے ساتویں امام ہیں۔ ④ ابراہیم بن موسیٰ کاظم علیہ السلام نے یمن میں عباسیوں کا قتل عام کرایا تھا اس دور سے ان کو ابراہیم جذار کہتے ہیں، جذار کے معنی بہت قتل کرنے والے کے ہیں۔

Marfat.com

مامون الرشید نے بھی ان کو بحال رکھا اور حسین نے جسے حسین طالبی بھی کہتے ہیں ان کی بیعت کرلی۔

علی بن محمد الصلیحی کا غلاف:

علی بن محمد الصلیحی جو زمانہ حاکم بامر اللہ، ① مستنصر، ② عبیدی ③ میں والی مکہ و یمن تھا اس نے بھی 455 ہجری میں کعبے پر سفید اطلس کا غلاف ڈالا تھا۔

محمود سبکتگین غزنوی کا غلاف کعبہ:

محمود سبکتگین ④ کو خلیفہ بغداد سے بڑی عقیدت تھی۔ ہمیشہ اس کی اطاعت کا اظہار کیا کرتا تھا اور تحفہ و زر نقد اس کے پاس بھیجا کرتا تھا۔ خلیفہ نے اس کو سلطان کا لقب اور امین الملۃ و یمین الدولہ کا خطاب بھی دیا تھا۔ محمود نے 466 ہجری میں زرد اطلس کا غلاف بھجوایا تھا۔

ابو نصر استر ابادی کا غلاف:

ہندوستان کے علاقہ استر اباد کے کسی امیر یا رئیس ابو نصر نے بھی 466 ہجری میں ہندوستان کے سفید کپڑے کا غلاف پہنایا تھا۔

ابو القاسم رامشت کا غلاف کعبہ:

شیخ ابو القاسم راشت جس کا رباط مکہ میں مشہور ہے اور ابن جیر کے زمانہ تک جس کا بنوایا ہوا ایک مصلی بھی کعبے میں موجود تھا۔ عجم کے کسی بادشاہ کا وزیر تھا۔ قطب الدین مکی نے اپنی تاریخ میں اس کا ذکر کئی جگہ کیا ہے۔ یہ بڑا با فیض شخص تھا۔ اس نے 532 ہجری میں دھاری دار کپڑے کا جسے جرات کہتے ہیں، غلاف ڈالا تھا جس کی قیمت اس وقت اٹھارہ ہزار دینار تھی۔

(تاریخ کامل ابن الشیر)

---

① حاکم بامر اللہ کا زمانہ ۳۸۶ ہجری سے ۴۱۱ ہجری تک ہے۔ ② مستنصر بامر اللہ ۴۲۷ ہجری سے ۴۸۷ ہجری تک حکمران رہا۔ ③ حضرت عبید اللہ مہدی کی اولاد میں ہونے سے ان سلاطین کو عبیدی کہتے ہیں۔ ④ کثرت شہرت کی وجہ سے محمود غزنوی سے تعارف کرانے کی ضرورت نہیں ہے۔ اس کے ہندوستان کے حملے اور فردوسی کا حملہ سب کو یاد ہے۔ محمود کی سلطنت ۳۸۷ ہجری سے ۴۲۱ ہجری تک رہی۔

Marfat.com

منصور بن ربیع کا غلاف کعبہ:

663ہجری میں منصور بن ربیع شیخ الحرم مکہ نے بزمانہ خلیفہ ناصر الدین اللہ سیاہ رنگ کے سوتی کپڑے کا غلاف کعبہ پر ڈالا تھا۔

ملک المجاہد کا غلاف کعبہ:

751 ہجری میں ملک المجاہد علی بن موید، سلطان یمن نے جس کا زمانہ حکومت 721 ہجری سے 764 ہجرت تک ہے، ارادہ کیا کہ سلطان مصر کے غلاف نکال کر اپنا غلاف ڈالے۔ والی مکہ نے اس کی اطلاع سلطان مقر ملک الناصر نصیر الدین بن ناصر محمد کو دی اور ان کی ہدایت پر اس غلاف کو ضبط کر لیا گیا۔

سلطان شاہرخ مرزا کا غلاف کعبہ:

امیر تیمور کے لڑکے سلطان شاہرخ مرزا نے بھی جس کی سلطنت 807 ہجری سے 850 ہجری تک رہی۔ سلطان مصر ① سے اجازت لیکر ایک غلاف بھیجا تھا جو اس کی وفات کے بعد 855ہجری میں مصری حاجیوں کے ساتھ مکہ بھیجا گیا۔

بعض دیگر امراء و سلاطین کے غلاف:

مذکورہ بالا سلاطین کے غلاف کے علاوہ بعض اور امراء و سلاطین بھی سفید و سرخ اطلس کے غلاف کعبے پر چڑھایا کرتے تھے۔

غلاف کعبہ کی لوٹ مار:

اگرچہ بدوی عرب بھی ہمیشہ سے کعبے کی تعظیم کرتے آئے ہیں مگر کعبے کے حاجیوں کے ساتھ ان کا جو برتاؤ رہا ہے وہ محتاج بیان نہیں۔ غلاف کعبے کے کسی ٹکڑے کے کترنے یا احرام کعبہ کو پھاڑ

---

① اس مدت میں گیارہ مملوک سلاطین مصر گزرے۔ ۸۵۵ہجری میں جب شاہرخ کا غلاف مکے پہنچا۔ اس وقت مصر کا بادشاہ ملک الظاہر سیف الدین چقمق تھا۔

Marfat.com

کر لے جانے کے واقعات کبھی کبھار آج کل بھی سننے میں آتے ہیں مگر 266 ہجری میں بزمانہ خلیفہ بغداد معتمد علی اللہ بدویوں نے پورا غلاف کعبہ لوٹ لیا تھا۔ اس کے بعد 317 ہجری میں جب قرامطہ نے ابوطاہر کی سرکردگی میں مکے پر حملہ کیا تھا تو اس وقت بھی خزانہ کعبہ و غلاف کعبہ کو لوٹ کر ابوطاہر نے اپنے ساتھیوں پر تقسیم کر دیا تھا۔ اس حملے کی تفصیل آگے آئے گی۔

1345 ہجری میں جب غلاف کعبہ جلالۃ الملک سلطان عبدالعزیز ابن عبدالرحمٰن ابن سعود ملک حجاز و نجد نے پہلی مرتبہ کعبے پر چڑھایا تھا تو اس وقت بھی نامعلوم لوگ غلاف کا نیچے کا حصہ (کوئی دو دو گز) کاٹ کر لے گئے تھے۔ اس کی تفصیل سلطان ابن سعود کے غلاف کے ضمن میں آگے آئے گی۔

Marfat.com

باب 5

قراؔمطہ اور غلاف کعبہ

خلافت عباسیہ کی کمزوری کے جہاں اور دوسرے اسباب ہیں اس میں ان کے منجملہ فرقہ قرامطہ کا ظہور بھی ہے۔حمدان اشعث قرمط کے پیرو قرمطی کہلاتے ہیں۔قرمطی کی جمع قرامطہ ہے۔لفظ قرمط کے معنی میں بھی مورخین کو بڑا اختلاف ہے۔کوئی کہتا ہے قرمط ایک موضع ہے۔کوئی کہتا ہے قرمط کے معنی ہیں سرخ آنکھوں والا۔بعض کہتے ہیں قرمط کے معنی قریب قریب پاؤں ڈال کر چلنے والا وغیرہ وغیرہ۔قرامطہ نے 278 ہجری میں خروج کیا۔اولاً یہ کوفے کے پڑوس میں ظاہر ہوئے پھر ان کی تعلیم بحرین تک پہنچ گئی۔بعض مورخ ان کو شیعوں کی ایک شاخ بتاتے ہیں مگر ان کے عقائد ان کو کفر و الحاد تک پہنچاتے تھے۔بہت سے بدوی و صحرائی جاہل ان کے زمرہ میں داخل ہو گئے اور تھوڑے ہی عرصے میں یہ ایک لاکھ ستر ہزار آدمیوں کا لشکر میدان میں لانے کے قابل ہو گئے اور انہوں نے اپنے مشہور سرغنہ ابوسعید جنابی کے تحت اس قدر طاقت حاصل کر لی کہ 287 ہجری میں انہوں نے خلیفہ وقت معتضد باللہ [1] کی فوج کو شکست دیکر خالدیہ فتح کر لیا۔ 301 ہجری میں ابوسعید کے قتل ہونے پر اس کا بھائی ابو طاہر سلیمان بن حسن قرامطہ کا امیر مقرر ہوا۔اس نے بصرہ فتح کیا اور جہاں جہاں تک ان کی دسترس ہوئی یہ لوگ آگ اور تلوار سے علاقے برباد کرتے چلے گئے۔ان کے حملے زیادہ تر حاجیوں کے قافلہ ہی پر ہوتے تھے۔حاجیوں کا خون انہوں نے مباح کر دیا تھا۔

---

[1] معتضد باللہ کا عہد حکومت ۲۷۹ ہجری سے ۲۸۹ ہجری تک رہا۔

Marfat.com

316 ہجری سے حج کے راستے تقریباً بند ہو گئے تھے اور خصوصاً عراقی قافلہ موقوف ہو گیا تھا۔ (11) غلاف کعبہ کی روانگی بند ہو گئی تھی یہاں تک کہ 317 ہجری کے موسم حج میں ابوطاہر نے مکہ پر چڑھائی کی۔ وہ 8 ذی الحج کو اپنے سواروں سمیت بیت اللہ میں داخل ہوا اور عین حرم میں قتل و غارت گری کی۔ اہل شہر و مضافات کے تیس ہزار آدمی قتل کیے گئے۔ خاص حرم میں سات سو طواف کرنے والے مارے گئے۔ چاہ زمزم لاشوں سے بھر گیا۔ بہت سے لوگ تسبیح و تحلیل کرتے ہوئے ہلاک ہوئے، جس وقت قتل عام ہو رہا تھا، ابوطاہر کعبے کے سامنے کھڑا یہ شعر پڑھ رہا تھا:

انا باللہ و باللہ انا
یخلق الخلق و افنیھم انا

یعنی ہم خدا کے ساتھ ہیں اور خدا ہمارے ساتھ ہے وہ خلق کو پیدا کرتا ہے اور ہم فنا کرتے ہیں۔
قطب الدین لکھتے ہیں کہ قرامطہ بیت اللہ میں قتل و غارت کے وقت یہ پڑھ رہا تھا:

فلو کان ہٰذا لبیت اللہ ربنا
لصب علینا النار من فوقنا صبا
لانا حججنا حجۃ جاہلیۃ
محللۃ لم یبق شرقا ولا غربا
وانا ترکنا بین زمزم والصفا
جنائز لا تبغی سوی ربہا ربا

مطلب ان اشعار کا یہ ہے کہ اگر یہ خدا کا گھر ہوتا تو ہمارے سروں پر آگ برستی۔ ہم نے زمانہ جاہلیت کا حج کیا یعنی حلال و حرام کی تمیز اٹھا دی اور مشرق و مغرب میں کسی کو باقی نہ چھوڑا۔ ہم نے زمزم و صفا کے درمیان ایسے لوگوں کی لاشیں چھوڑی ہیں جو خدا کے سوا کسی کو نہیں پکار رہے تھے۔ یعنی چن چن کر مسلمانوں کو ہی مارا۔

---

(11) تقی الدین فارسی کی تاریخ مکہ شفاء الغرام باخبار بلد الحرام میں مختلف ایسے واقعات کا حوالہ دیا گیا ہے جب عراقی قافلہ حجاج روانہ نہیں ہوا اور غلاف کی روانگی بند ہو گئی۔

Marfat.com

صاحب تاریخ مذاہب اسلام لکھتے ہیں کہ ابو طاہر کے ہاتھ میں شراب کا پیالہ تھا، وہ اس نے بیت اللہ میں پیا۔ حاجیوں کی لاشیں جو زمزم میں ڈالنے سے بچ گئی تھیں وہ مسجد حرام میں دفن کر دی گئیں۔ اس کے بعد ابو طاہر نے کعبے کا دروازہ اکھاڑ ڈالا اور ایک شخص کو میراب رحمت یعنی کعبے کا پرنالہ اکھاڑنے کے لئے چڑھایا مگر کسی کے تیر سے وہ گر کر مر گیا۔ پھر ایک دوسرے کو چڑھایا اس کا بھی یہی حشر ہوا۔ اس پر ابو طاہر نے کہا جانے دو مہدی موعود [1] خود اگر اس کا انتظام کر لیں گے۔ ابو طاہر نے حاجیوں کا سامان کعبے کا خزانہ اور کعبے کا غلاف لوٹ کر اپنے ساتھیوں میں تقسیم کر دیا اور مقام ابراہیم و حجر اسود کو لے جانا چاہا۔ خدام کعبہ نے مقام ابراہیم کو کہیں چھپا دیا تھا۔ وہ نہ مل سکا مگر حجر اسود کو بتاریخ 14 ذلحجہ 317 ہجری اتوار کے دن عصر کے وقت جعفر بن حلاج معمار نے اکھاڑ دیا۔ اس کی جگہ خالی رہ گئی۔ طواف کرنے والے وقت طواف اس کی جگہ اپنا ہاتھ رکھ کر ہاتھ کو بوسہ دیا کرتے تھے۔ یہ حالت بائیس برس تک یعنی حجر اسود کی واپسی تک قائم رہی۔ ابو طاہر حجر اسود کو ہجر کے مقام پر لے گیا۔ یہ بحرین میں ایک مقام تھا جہاں قرامطہ نے اپنا کعبہ بنایا تھا اور اسے دار الہجرہ کہا کرتا تھا۔ اس کا خیال تھا کہ حاجی حجر اسود کی وجہ سے ان کے بنائے ہوئے کعبے میں جانے لگیں گے اور انہوں نے اس بارے میں بڑی کوشش کی۔ مکہ معظمہ کے راستے بند کر دیئے گئے جو 316 ہجری سے 327 ہجری تک بند رہے۔ اس مدت میں کوئی امید نہیں کہ خلیفہ بغداد (معتضد باللہ) غلاف کعبہ روانہ کر سکا ہو اور اس طرح گیارہ سال تک یا تو کعبے پر کوئی غلاف نہیں ڈالا گیا یا اگر ڈالا گیا تو بغداد کے سوا کہیں اور کا ہوگا۔

قرامطہ اپنی ان حرکات سے بہت خوش تھا۔ مگر اس واقعہ کی اطلاع جب امام عبید اللہ مہدی کو پہنچی تو وہ بہت ناراض ہوئے اور ابو طاہر کو کہا کہ خدا تجھ پر لعنت کرے تو نے ایسے مقام کی بے حرمتی کی جو زمانہ جاہلیت سے اس وقت تک محترم چلا آ رہا تھا۔ ابو طاہر جو پہلے امام ممدوح کا معتقد تھا اس بات پر دل شکستہ ہو کر ان کی اطاعت سے منحرف ہو گیا۔

---

[1] حضرت عبید اللہ مہدی سے مراد ہے جن کا ذکر خلفائے اسماعیل کے ضمن میں حاشیہ پر تفصیل سے کیا ہے۔

Marfat.com

باب 6

مصر کے اسماعیلی خلفاء کا غلاف کعبہ

خلافت عباسیہ کے زمانہ میں غلاف کعبہ روانہ کرنے کی وجہ سے حجاز پر خلفائے بغداد کا بڑا اثر و رسوخ قائم ہو گیا تھا اور کعبے کو غلاف پہنانا حجاز پر حکومت کی دلیل سمجھا جاتا تھا۔ جب قرامطہ کے ظہور اور مصر میں ان کے حریف بنی فاطمہ کی حکومت قائم ہونے سے خلافت عباسیہ کمزور ہوئی تو غلاف پابندی کے ساتھ بغداد سے روانہ ہونے لگا۔ اس وقت کبھی سلاطین مصر اور کبھی خلفائے بغداد جس وقت جن کا اثر مکہ پر ہوتا تھا، غلاف کعبہ بھیج دیتے تھے۔ مصر کے یہ خلفاء فاطمین، عبیدیہ، چھدویہ اور بالخصوص اسماعیلیہ [1] کہلاتے ہیں۔ 297 ہجری میں ان کی حکومت افریقہ میں قائم ہوئی اور عباسی خلافت بغداد کے ساتھ ساتھ دو سو ستر برس تک چلتی رہی۔ فروج کے زمانہ میں

---

[1] اسماعیلیہ مذہب والے امام جعفر صادق علیہ السلام کے بعد ان کے فرزند حضرت اسماعیل کو ساتواں امام برحق مانتے ہیں اور پھر ان کے فرزند محمد اور ان کی اولاد میں امامت کو منتقل سمجھتے ہیں۔ فرقہ اسماعیلیہ کے بارہویں امام حضرت عبیداللہ المہدی کا سلسلہ نسب چھٹی پشت میں امام جعفر صادق علیہ السلام سے ملتا ہے۔ مورخون نے ان کا سلسلہ نسب مختلف بیان کیا ہے بعض کو ان کے فاطمی ہونے بھی بھی تامل ہے جو عداوت پر محمول کیا جا سکتا ہے۔ عام طور پر ان کا نسب اس طرح بیان کیا جاتا ہے۔

عبداللہ المہدی بن حسین التقی بن احمد الوفی بن عبداللہ الرضی بن محمد بن اسماعیل بن امام جعفر صادق حضرت جہدی کے والد حسین التقی (یا محمد الجیب) قصہ اسلامہ میں جو ملک شام کے مشہور شہر حمص سے متصل ہے، رہا کرتے تھے اور یہاں سے مذہب اسماعلیہ کے داعی اطراف عالم میں روانہ کرتے تھے۔ اس طریقہ پر اس فرقے کے اصول یمن، یمامہ، بحرین، سندھ، ہندوستان، مصر و شمالی افریقہ میں پھیل گئے۔ (بقیہ حصہ اگلے صفحہ پر)

Marfat.com

خلفائے اسماعیلیہ کی سلطنت افریقہ، مصر، شام، یمن اور حجاز تک پھیل گئی تھی۔ یہ بادشاہ بڑے بہادر، سخی، علم دوست، منتظم، مدبر اور متشرع تھے۔ البتہ اپنے مذہب کی اشاعت میں جو امامیہ مذہب سے ملتا جلتا ہے" جبر وسختی سے بھی کام لیتے تھے۔ 363 ہجری میں حرمین الشریفین نے بھی

(پچھلے صفحہ کا باقی حصہ) حضرت عبید اللہ مہدی ۲۶۰ ہجری میں بمقام اسلامیہ پیدا ہوئے تیسری صدی ہجری کے آخر میں ان کے والد نے وفات کے وقت ان سے فرمایا کہ تم مہدی ہو۔ میرے بعد تم کو دور دراز ملکوں میں جانا پڑے گا اور مختلف قسم کی سخت آزمائشیں ہوں گی۔ مہدی خاموشی کے ساتھ سلامیہ میں رہتے تھے یہاں تک کہ ان کا ایک پر جوش داعی ابوعبداللہ الحسین جوشیعی کے نام سے مشہور ہے، ۲۷ ہجری میں افریقہ گیا اور اپنے غیر معمولی جوش وقابلیت سے اس نے قوم بربر کو اپنا معتقد بنالیا اس کے داعیان مذہب نے ملک میں مشہور کر دیا کہ اب امام مہدی کے ظہور کا وقت آگیا ہے اور سب لوگ انقلاب کے منتظر ہو گئے۔ اس زمانہ میں افریقہ کا حاکم زیادۃ اللہ تھا، اس کی نارائقی سے ابوعبیداللہ نے فائدہ اٹھا کر جنگ وجدال کے بعد بہت سی فتوحات حاصل کر لیں اور مہدی کے پاس ایک وفد روانہ کیا اور ان کو افریقہ بلا بھیجا تا کہ وہ اپنی سر پرستی میں اس مذہب کی تبلیغ کریں۔ عبید اللہ مہدی مع اپنے فرزند اور چند مریدان خاص ہمراہ افریقہ روانہ ہوئے۔ اگر چہ یہ سب کارروائی بہت ہی خفیہ طور پر کی گئی تھی مگر پھر بھی مکتفی باللہ خلیفہ بغداد نے اپنی سلطنت میں ان کے حلیے روانہ کر کے ان کی گرفتاری کا حکم دے دیا اور ۲۹۶ ہجری میں مراکو سے متصل مقام سجل ماسہ وہ قید کر لئے گئے۔ ابوعبداللہ حسین کو جب اس کی خبر ہوئی تو وہ ایک بڑی فوج لے کر بڑھا۔ والی مراکو لڑائی میں مارا گیا اور ابوعبداللہ کو زبردست فتح حاصل ہوئی اس نے مہدی کو قید خانہ سے نکالا اور ان کو گھوڑے پر سوار کرا کے خود مع امراء ورؤساء کے پاپیادہ آگے آگے ان کے ڈیرے تک گیا۔ خوشی کے مارے اس کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے اور لوگوں سے جو سڑک پر جمع تھے بآواز بلند کہتا جاتا تھا کہ "لوگو اپنے آقا و مولا کو دیکھو اور اپنے امام کو پہچانو۔" مہدی کچھ دن سجل ماسہ میں رہے پھر شہر رفادہ کو گئے جہاں لوگوں نے ان سے بیعت کی اور ان کا تسلط تمام افریقہ میں ہو گیا۔ حضرت مہدی نے جس خوبی سے انتظام سلطنت سنبھالا اس سے ابوعبداللہ شیعی اور اس کے بھائی ابوالعباس کو حسد ہوا اور مہدی کے قتل کی سازش کی لیکن وہ پکڑی گئی، اور مہدی نے ان دونوں بھائیوں کو قتل کرا دیا۔ ابوعبداللہ کے قتل کے بعد مہدی نے اپنی فتوحات کا سلسلہ قائم کیا اور چوبیس سال کی نہایت کامیاب حکومت کے بعد ۱۵ ربیع الاول ۳۴۳ ہجری کو انتقال کیا۔ ان کے بعد ان کے فرزند ابوالقاسم محمد نظار القائم بامر اللہ کے لقب سے خلیفہ ہوئے۔ حضرت مہدی کی اولاد میں تیرہ خلفاء یا امام ہوئے ہیں۔ جو عبید اللہ المہدی کے جانشین ہونے کی وجہ سے عبیدی بھی کہلاتے ہیں۔

Marfat.com

فرقہ اسماعیلیہ کے چوتھے خلیفہ ابوتمیم معد المعز لدین اللہ کی اطاعت قبول کر لی تھی اور وہاں خلفائے بغداد کا خطبہ موقوف ہو کر اس کا خطبہ پڑھا جانے لگا تھا۔ اگرچہ حجاز پر اسماعیلیہ کا اثر ان کی سلطنت کے اختتام یعنی 567 ہجری تک باقی رہا مگر خلفائے بغداد بھی 656 ہجری تک حکومت حجاز کے دعویدار رہے اور اس زمانہ میں جس کا زور حجاز میں بڑھ جاتا اسی کا خطبہ وہاں پڑھا جانے لگا اور وہی غلاف کعبہ بھیج دیتا لیکن غالب المعز لدین کے بقول اللہ کے زمانہ سے کوئی ایک سو برس تک غلاف کعبہ مصر ہی سے جاتا رہا۔ المعز کے جانشین بھی بڑے اہتمام کے ساتھ حرمین کے امراء وشرفاء کی تنخواہیں اور غلاف کعبہ بھیجا کرتے تھے۔ حکیم ناصر خسرو جس نے 439 ہجری سے 442 ہجری تک مصر سے روانہ ہو کر چار حج کئے تھے، اس کے سفرنامے سے ظاہر ہوتا ہے کہ اس وقت سلطان مصر ابوتمیم معد مستنصر بامر اللہ بن ظاہر تھا جس کی سلطنت 427 ہجری سے 487 ہجری تک رہی۔ یہ سال میں دومرتبہ مقررہ اوقات پر غلاف کعبہ ووضائف اہل حرمین نہایت پابندی کے ساتھ بھیجا کرتا تھا۔ ایک دفعہ تو حج کے زمانہ میں غلاف بھیجا جاتا تھا، دوسری مرتبہ کا پتہ نہ لگا کہ کس وقت بھیجتا تھا۔

وسط رجب میں سلطان کی جانب سے مسجدوں میں اعلان کر دیا جاتا تھا کہ:

""مسلمانو! حج کا موسم آ رہا ہے، سلطانی فوج گھوڑے، اونٹ زادسفر وغیرہ حسب معمول تیار ہے جو شخص حج کے واسطے جانا چاہتا ہے قافلہ کے ساتھ ہو سکتا ہے۔""

اسی طرح رمضان میں بھی منادی کی جاتی تھی۔ عموماً یکم ذی قعد سے حاجی روانہ ہونے شروع ہوتے تھے۔ غلاف کعبہ کے ساتھ جو فوج رہتی تھی اس کی خوراک اور دانہ چارہ کے اخراجات کا اندازہ ایک ہزار دینار روزانہ تھا۔ اس کے علاوہ ہر شخص کو بیس دینار علیحدہ ملتے تھے۔ یہ قافلہ پچیس دن میں مکہ پہنچتا تھا۔ دس دن وہاں قیام ہوتا تھا۔ پچیس دن واپسی میں لگتے تھے۔ اس طرح مہینے میں ساٹھ ہزار دینار خرچ ہوتے تھے۔ تنخواہیں، مزدوریاں، انعام اکرام، مرے ہوئے اونٹوں کے بدلے میں جو اونٹ خریدے جاتے تھے ان کی قیمت اس کے علاوہ ہوتی تھی۔ 439 ہجری میں حجاز کے سخت قحط کے باعث مصر سے حاجیوں کا قافلہ نہیں جا سکا تھا۔ البتہ غلاف کعبہ دریائی راستے سے

Marfat.com

بھیج دیا گیا جو مدینے سے ہوتا ہوا ایک ماہ چھ دن میں مکہ پہنچ گیا تھا۔ ناصر خسروی اس کے ساتھ تھا۔

ناصر خسرو کے مذکورہ بالا حساب سے کعبے کی بلندی 32 گز ہوتی ہے لیکن یہ واضح رہے کہ کعبے کی بلندی ہمارے انگریزی کے حساب سے تخمیناً سولہ گز ہے۔ اس طرح ناصر خسرو نے جس گز کی پیمائش دی ہے وہ آدھے گز کا ہوگا۔ جیسا کہ ہم اوپر لکھ چکے ہیں، خلفائے بنی فاطمہ کا اثر و اقتدار حجاز پر کوئی ایک سو برس تک رہا تھا اور اسی خلیفہ مستنصر کے زمانہ میں اس کی سلطنت کی کمزوری کے سبب مکہ و مدینہ میں اس کا خطبہ موقوف ہو گیا تھا۔ جس سے قیاس ہوتا ہے کہ اسی وقت خلفائے مصر کا غلاف پہنچنا بھی بند ہو گیا ہوگا اور بغداد سے غلاف آنے لگا ہوگا۔

Marfat.com

باب 7

مصری سلاطین ایوبیہ کا غلاف کعبہ

اسماعیلی خلفائے مصر کے آخری تاجدار عاضد الدین اللہ میں ملک کا انتظام کی کوئی قابلیت نہ تھی۔ اسماعیلی یا فاطمی خلافت جو ایک سو برس سے مسلسل کمزور ہوتی چلی آ رہی تھی۔ وہ اب اور بھی کمزور ہو گئی۔ عاضد الدین اللہ اپنے مشہور وزیر صلاح الدین بن ایوب (1) فاتح بیت المقدس کے ہاتھ میں کٹھ پتلی بنا ہوا تھا۔ محرم 567 ہجری میں عاضد کی وفات پر خلفائے فاطمی کی اولاد میں اس وقت کوئی بھی ایسا منتظم و مدبر موجود نہ تھا جو اس پر آشوب زمانہ میں مجاہدین صلیب کے سیلاب کو روک کر مصر و حجاز کو بچا سکتا۔ اس لئے صلاح الدین نے سلطنت مصر کا انتظام خود اپنے ہاتھ میں لے لیا اس کے ساتھ ہی ملک حجاز بھی جو بہ لحاظ تعلقات مصر کا ایک جزو تھا۔ صلاح الدین کے قبضے میں آ گیا۔ تاہم خلافت عباسی چونکہ ابھی تک بغداد میں قائم تھی۔ اس لئے صلاح الدین نے مصر میں خلیفہ بغداد ہی کے نام کا خطبہ پڑھوایا اور غلاف کعبہ بھی بدستور بغداد سے آتا رہا۔ کچھ دن بعد خطبہ میں خلیفہ بغداد کے نام کے ساتھ صلاح الدین کا نام بھی لیا جانے لگا اور چونکہ حرمین کے امرا اور روساء کی صلاح الدین نے تنخواہیں مقرر کر دی تھیں۔ اس وجہ سے حجاز پر خلیفہ بغداد سے زیادہ

---

(1) صلاح الدین فاتح بیت المقدس کا نام نامی کسی تعارف کا محتاج نہیں ہے۔ ایک اچھے بادشاہ میں جس قدر صفات حمیدہ ہونی چاہیں وہ سب میں موجود تھیں۔ صلیبی مجاہدین نے عیسائیوں کے ٹڈی دل کا مقابلہ جس بہادری کیا وہ صفحات تاریخ میں ہمیشہ یاد رہے گا۔ 564 ہجری میں یہ عاضد لدین اللہ خلیفہ مصر کا وزیر ہو۔ 567 ہجری میں مصر حجاز و شام کا بادشاہ ہوا۔ 589 ہجری میں وفات پائی۔ دمشق میں اس کی قبر زیارت گاہ خاص و عام ہے۔

Marfat.com

صلاح الدین کا اثر تھا۔

589 ہجری میں صلاح الدین کی وفات کے بعد اس کا لڑکا عزیز عثمان فرمانروائے مصر ہوا اور اس طرح کوئی اسی برس یعنی 648 ہجری تک اس خاندان میں سلطنت چلتی رہی۔ صلاح الدین کے نام کے جزو ایوب کی وجہ سے تاریخ مصر میں یہ بادشاہ سلاطین ایوبیہ کے نام سے مشہور ہیں۔ زمانہ چونکہ خلفائے عباسی کی انتہائی کمزوری کا تھا اس وجہ سے حجاز کے حقیقی فرمانروا سلاطین ایوبیہ ہی تھے۔

اگرچہ اس وقت ہمارے پاس کوئی ایسی شہادت نہیں ہے جس سے سلاطین ایوبیہ کے روانگی غلاف کعبہ کی کیفیت معلوم ہو سکے۔ تاہم بعض مؤرخ اس پر متفق ہیں کہ غلاف کعبہ کے ساتھ برقع کعبے کا، ایجاد خاندان ایوبیہ کی مشہور ملکہ شجرۃ الدرر [1] نے کی تھی اور اس زمانہ میں محمل کی روانگی بڑے تزک و احتشام سے ہوا کرتی تھی۔ غلاف کعبہ میں برقع کعبہ یعنی در کعبہ کے پردے کی موجد بھی یہی ملکہ سمجھی جاتی ہے، چونکہ اس ملکہ کا نام فاطمہ تھا اس وجہ سے برقع کعبہ کو برقع فاطمہ کہتے ہیں اور عوام الناس اس کو فاطمہ زہرا صلوٰۃ اللہ علیہا کی ایجاد سمجھتے ہیں۔

پانچویں چھٹی صدی میں غلاف کعبہ کا سفر:

چھٹی صدی ہجری تک غلاف کعبہ کے ساتھ محمل کا وجود نہ تھا۔ اُس زمانہ میں غلاف کعبہ کبھی خشکی کی راہ سے اور کبھی بحری راستے سے بھیجا جاتا تھا۔ ناصر خسرو کے سفرنامہ سے معلوم ہوتا ہے کہ 439 ہجری میں غلاف کعبہ نے اسلامی تاریخ کے مطابق بحری راستے سے جو منزلیں طے کی تھیں، اس کی تفصیل یہ ہے۔

---

[1] شجرۃ الدرر کے معنی موتیوں کے درخت کے ہیں۔ یہ ملک الصالح نجم الدین کی بیوہ تھی۔ اس کی وفات کے بعد چند مہینے مصر کی فرمانروا بھی رہی، بعد میں اس نے ملک المعز عز الدین ایبک سے جو ملوک خاندان کا پہلا بادشاہ تھا، عقد کر لیا اور سلطنت مصر اس کے حوالہ کر دی۔ ۶۵۵ ہجری میں معز نے شاہ موصل کی لڑکی سے نکاح کا پیام دیا اس پر شجرۃ الدرر نے معز کو زہر دے دیا۔ معز کے غلاموں نے شجرۃ الدرر کو قتل کر ڈالا۔ اس ملکہ کا نام فاطمہ تھا۔ اس کی قبر قاہرہ کے محلہ نحاسین میں ہے اور عام لوگ اس کو قبر فاطمہ زہرا صلوٰۃ اللہ علیہا تصور کرتے ہیں۔ یہ ملکہ نہایت مخیّر اور بافیض تھی۔ اہل مصر کو اس کے مزار سے خاص عقیدت ہے۔

Marfat.com

یکم ذیقعدہ 439 ہجری	روانگی از قاہرہ جانب قلزم (سوئز)
یکم تا 5 ذیقعدہ	خشکی کا سفر
6 ذلقعدہ	ورود سوئز
7 تا 21 ذیقعدہ 150 یوم	سفر دریا
22 ذیقعدہ	ورود بمقام جار ①
23 تا 26 ذیقعدہ	از جار تا مدینہ براستہ خشکی
27 تا 28 ذیقعدہ	قیام مدینہ منورہ
29 ذیقعدہ تا 6 ذی الحج	سفر خشکی مدینہ تا مکہ
6 ذی الحج	ورود مکہ معظمہ

بقول مقریزی مستنصر باللہ ابی تمیم معد بن الظاہر فاطمی خلیفہ مصر کی حکومت 427 ہجری سے 487 ہجری تک ہے۔ اس دور میں مصری حاجیوں اور عربوں میں فساد ہوا اور مصریوں کے لئے خشکی کا راستہ بند ہو گیا۔ اس زمانہ میں مصری حاجی دریائے نیل کے راستے سے قوس ② پہنچتے تھے۔ یہاں سے صحرا کو طے کرتے ہوئے عیذاب میں آتے تھے۔ وہاں سے دریائی راستے سے جدہ داخل ہوتے تھے۔ 659 ہجری میں جب ملک الظاہر رکن الدین بیبرس نے خلافت عباسی کی تباہی کے بعد پہلا غلاف کعبہ بھیجا اس وقت سے مصریوں کے لئے پھر خشکی کا راستہ کھل گیا۔

---

① اس زمانہ میں ہمیں پتہ نہ لگا کہ جار کہاں ہے، غالباً یہ کسی بندرگاہ کا نام ہے جو آج کل کسی دوسرے نام سے مشہور ہے۔ کیا عجب ہے کہ بندرگاہ میسوع کو اس وقت جار کہتے ہوں۔ ② یہ علاقہ مصر صعید میں دریائے نیل کے کنارے ایک آباد قصبہ ہے۔ زمانہ قدیم میں بھی اس کو خاص شہرت حاصل تھی۔ 579 ہجری میں اودھر سے ابن جبیر کا گذر ہوا تھا۔ وہ قاہرہ سے کشتی میں انیسویں دن پہنچا تھا۔ وہ کہتا ہے یہ شہر بہت آباد ہے۔ بازار نہایت پاکیزہ اور مکانات خوب کشادہ ہیں۔ طرابلس مصر اور اسکندریہ کے حاجیوں کے ملنے کی جگہ ہے، تمام قافلے ٹھہرتے ہیں اور یہاں سے عیذاب جاتے ہیں۔

Marfat.com

باب 8

مملوک سلاطین مصر کا غلاف کعبہ

648ء میں مصر کی سلطنت ایوبیہ ختم ہوگئی اور مملوکوں کی حکومت شروع ہوئی۔ ادھر 652ء ہجری میں خلافت بغداد کا خاتمہ ہو گیا ① اور بقول سیوطی تین سال تک دنیا بغیر خلیفہ کے رہی ②۔ اس کے بعد 659ء ہجری میں خلافت کی گدی مصر میں تیار کی گئی۔ بعض عباسی شہزادے جو تاتاریوں کی تلوار سے بچ گئے تھے، بھاگ کر مصر پہنچے۔ مملوک سلاطین نے پیرزادہ سمجھ کر ان کے قدم لئے اور اپنی نئی سلطنت کی رونق بڑھانے کے لئے تبرک کے طور پر ناصر الدین اللہ کے پوتے مستنصر باللہ کو خلافت کا سجادہ نشین بنا دیا اور یہ سجادہ نشینی کا سلسلہ بھی مملکوں کی سلطنت کے ساتھ ساتھ چلتا رہا۔ اس طرح بے ملک کے خلیفہ بھی کوئی اٹھارہ ہوئے ہیں۔

---

① بغداد تباہی کا واقعہ نہایت مشہور ہے۔ چنگیز خان کے پوتے ہلاکو خان نے ۶۵۶ ہجری میں خلیفہ مستعصم باللہ کے وزیر ابن علقی سے سازش کر کے بغداد پر چڑھائی کی اور اس بری طرح سے محاصرہ کیا کہ بغداد کے لاکھوں باشندوں میں سے بمشکل گنتی کے آدمی جان بچا کر بھاگ سکے۔ عورت، مرد بچے، علماء، شاعر، محدث، مفسر سب تلوار کے گھاٹ اتارے گئے۔ البتہ محلہ کارخ کے شیعوں کو ابن علقی کے طفیل میں پناہ مل گئی۔ ② جلال الدین سیوطی مولف تاریخ الخلفا نے یزید اور اسی قسم کے دوسرے فاسق وفاجر بادشاہوں کو بھی خلیفہ یعنی آنحضرت کا جانشین اور مسلمانوں کا روحانی پیشوا تسلیم کیا ہے۔ گویا سیوطی کی نظر میں خلافت کے لئے تقدس وتقویٰ وعلم وعبادت کی ضرورت نہیں ہے خلیفہ کچھ بھی کرے پھر بھی وہ رسول اللہ کا سچا جانشین سمجھا جاتا ہے۔ سیوطی اگر اس زمانہ میں ہوتے تو ان کو یہ دیکھ کر بڑا صدمہ ہوتا کہ دس بارہ سال سے کوئی خلیفہ نہیں ہے اور دنیا کے کاروبار بفضل اللہ تعالیٰ سب اچھی طرح چل رہے ہیں۔

Marfat.com

اس زمانہ میں مصر و حجاز کے اصلی مالک مملوک سلاطین ہی تھے۔ البتہ یہ حیثیت مذہبی و روحانی پیشوا کے خاص خاص کاغذوں پر ان پیرزادوں کی مہر بھی کرائی جاتی تھی۔ ① اس ترکیب سے مملوکوں کی سلطنت ایک باضابطہ خلافت ہوگئی تھی۔ سلاطین ایوبیہ مصر کے آخری فرمانروا ملک صالح نجم الدین ایوب ② نے 637 ہجری میں نو مسلم فرنگی غلاموں کا ایک رسالہ مرتب کیا تھا۔ اس کی وفات کے بعد 648 ہجری میں اس رسالے کا افسر ملک معز الدین، ایبک مصر کا سلطان ہوگیا اس کے بعد اس کا لڑکا تخت نشین ہوا اور اسی طرح ڈھائی سو برس تک مصر میں ان کی بادشاہت چلتی رہی۔ یہ لوگ سرکیشیا (چرکسیا) کے رہنے والے تھے۔ اس لئے ان کو چرکسی بھی کہتے ہیں جس کی جمع چراکسہ ہے۔ نیز غلام ہونے کی وجہ سے مملوک کہلاتے ہیں۔ 922ء ہجری میں ان کی سلطنت کا خاتمہ ہوگیا اور ملک مصر سلطان ترکی کے تصرف میں آ گیا۔ رہے سہے مملکوں کا قلع قمع 1811ء میں محمد علی پاشا ③ نے قتل عام کر کے کر دیا۔

---

① یہ خلفاء اسلامی خدمات کے بناء پر بعض بادشاہوں وغیرہ کو خلعت بھی عطا فرماتے تھے۔ سلطان محمد تغلق بادشاہ ہند کے نام بھی ۷۰۹ ہجری میں مصر سے خلعت و فرمان آیا تھا جس پر اس نے بڑا دربار کیا تھا۔ قصائد بدر چاچ میں اس واقعہ کی نسبت ایک قصیدہ موجود ہے جس کا مطلع یہ ہے:۔ جبرئیل از طاق گراں البشر وا گویاں رسید۔ کر خلیفہ سوے سلطان خلعت و فرمان سید۔ ② مصر میں ملک الصالح نجم الدین کا شمار اولیاء اللہ اور صاحبان خرقہ میں کیا جاتا ہے۔ وہ اپنے ہاتھ سے کھجور کے پتوں کی ٹوکریاں بنا کر گذر اوقات کیا کرتا تھا اور شاہی خزانہ سے ایک پیسہ نہیں لیتا تھا۔ اس کا زمانہ سلطنت ۶۳۷ ہجری سے ۶۴۷ ہجری تک ہے۔ قاہرہ کے محلہ نحاسین کسارٹھ میں اس کا مزار ہے اور ربیع الثانی میں یہاں اس کا مولود جو ایک قسم کا عرس ہوتا ہے ہر سال کیا جاتا ہے۔ ③ خاندان حذیویہ مصر کا بانی محمد علی پاشا ۱۷۶۹ء میں ترکی کے صوبہ رومیلیا میں پیدا ہوا تھا۔ ترکی فوج میں بھرتی ہو کر اس نے ۱۷۹۹ء میں فرانسیسیوں کے مقابلہ میں سلطان ترکی کی طرف سے مصر میں لڑ کر داد شجاعت دی۔ بعد میں وہ مصر کا گورنر ہوگیا اور مملوک سلاطین کے پسماندوں کی بغاوتیں فرد کر کے مصر کا انتظام سخت اصول پر قائم کیا۔ ۱۸۱۱ء میں نجدیوں کا قبضہ حجاز سے اٹھا دیا۔ ۱۸۳۱ء میں ترکوں سے جھگڑ کر اپنے لڑکے ابراہیم پاشا کو ملک شام پر حملہ کرنے کے لئے بھیجا اور بہت سا علاقہ ترکوں سے فتح کر لیا۔ اس کے بعد یورپ نے بیچ میں پڑ کر صلح کرا دی جس کی وجہ سے ملک مصر ہمیشہ کے لئے اس کے خاندان کے لئے واسطے مخصوص ہوگیا۔ ۱۸۴۸ء میں بوجہ ضعیفی اس نے گوشہ نشینی اختیار کر کے حکومت مصر اپنے فرزند ابراہیم پاشا کے سپرد کی اور ۱۸۴۹ء میں قاہرہ میں اس کا انتقال ہوگیا۔

Marfat.com

مملوک سلاطین ① کے زمانے میں غلاف کعبہ کی مصر سے روانگی بڑی دھوم دھام سے ہوا کرتی تھی۔ وہ خود بھی بہترین لباس پہنے محمل کے ساتھ ساتھ رہا کرتے تھے اور اپنے ہتھیاروں دوسرے پرتکلف سامان، شان وشوکت اور جاہ وحشم میں ایک دوسرے سے بڑھ جانے کی کوشش کیا کرتے تھے۔ اس زمانے میں سعدیہ فرقے ② کے درویش بھی محمل کے ساتھ زندہ سانپ کھاتے ہوئے نکلا کرتے تھے اور غلاف کعبہ ومحمل بڑے تزک واحتشام کے ساتھ قاہرہ سے روانہ ہوا کرتا تھا۔ یہاں تک کہ 750 ہجری میں ملک الصلاح اسماعیل ابن ملک الناصر بن قلاؤں نے غلاف کعبہ کی تیاری کے لئے صوبہ قیلوبیہ ضلع قاہرہ کے تین گاؤں بسوس، سنہ بیس اور ابوالعیط خرید کے وقف کر دیئے۔ بعض مورخوں نے سندبیس کی جگہ موضوع حوص کا نام بھی لکھا ہے۔ ان تینوں گاؤں کی آمدنی 89000 درہم یعنی تخمیناً اکیس ہزار چھ سو چھپن روپے تھی لیکن قحط وغیرہ کی وجہ سے جب ان

---

① ملوک سلاطین مصر کے پسماندہ امراء ورؤسا، سلطنت ترکی کو تنگ کیا کرتے تھے اور ہر وقت اُن سے کھٹکا لگا رہتا تھا۔ ۱۸۱۱ء میں جب محمد علی پاشا نے وہابیوں کے مقابلہ کے لئے حجاز پر چڑھائی کا ارادہ کیا تو اپنے گھر کا انتظام کرنے کے لئے یہ تدبیر سوچی کہ صلاح ومشورے کے حیلے سے تمام چھوٹے بڑے ملوک سرداروں کو قلعہ قاہرہ میں بلایا اور ان سے کہا کہ میں تو وہابیوں کو حجاز سے نکالنے جارہا ہوں۔ مصر کا انتظام تمہارے ہاتھ ہے۔ دربار برخاست ہوا۔ محمد علی پاشا اپنے محل میں چلا گیا اور ملوک اپنے گھر آتے گئے مگر قلعہ کے دروازے میں قفل پڑ چکا تھا اور گولیوں کی بارش ہونے لگی تھی۔ ۴۷۰ ملوکوں میں سے صرف ایک شخص امین بے اپنے گھوڑے کو قلعہ کے تیرہ گز اونچی دیوار سے کدوا کر گولیوں کی بوچھاڑ میں سے نکل بھاگنے میں کامیاب ہوا۔ اس کے بعد وہ تمام ملوک جو شہر میں باقی رہ گئے تھے قتل کیے گئے اور ان کا گھر بار لوٹ لیا گیا۔ ② یہ درویش مصر میں اب بھی موجود ہیں۔ اس فرقے کے بانی کا نام سعد تھا۔ قاہرہ میں میلا النبی، شب معراج کی تقریب پر یہ لوگ ذکر کرتے ہوئے غول بنا کر نکلتے ہیں اور مختلف قسم کی کرامتیں دکھاتے ہیں۔ ان کے مرشد نے سانپ کھانا حرام قرار دیا ہے ورنہ ایسے موقعوں پر یہ لوگ زندہ سانپ کا پھن چبا جاتے تھے۔ میلا النبی کے جشن میں ان کے مرشد کی سواری گھوڑے پر نکلتی ہے۔ یہ لوگ سڑک پر ایک دوسرے کے برابر برابر اوندھے لیٹ جاتے ہیں اور مرشد گھوڑے پر سوار معہ دو خادموں کے جو لگام پکڑے رہتے ہیں ان کی پیٹھ پر سے گزرتے ہیں جس پر سے گھوڑا نکل جاتا ہے وہ اٹھ کر آگے لیٹ جاتے ہیں، اس طرح یہ مرشد راستے بھر اپنے مریدوں پر سے خراماں خراماں گذرتے ہیں۔

Marfat.com

دیہات کی مال گزاری وصول نہیں ہوتی تھی تو غلاف کعبہ بھیجنا بھی ملتوی ہو جاتا تھا۔

مملوک بادشاہوں کے زمانہ میں جو امیر الحاج غلاف کعبہ لے جاتا تھا۔ وہ بڑے مرتبہ کا عہدہ دار سمجھا جاتا تھا۔ اس کے بعد وہ صوبہ کی گورنری کا دعویدار ہو جاتا تھا۔ سلطان ووالی کے بعد یہ خدمت سمجھی جاتی تھی۔ اس کی رائے کو خاص وقعت دی جاتی تھی۔ اس کی خدمت مستقل ہوتی تھی۔ اس کا تقرر فرمان شاہی سے ہوا کرتا تھا۔ حجاز میں وہ بڑا اقتدار رکھتا تھا اور امراء مکہ کا عزل ونصب بھی اکثر اس کے حکم سے ہوتا تھا۔

مملوک بادشاہوں نے اپنی سلطنت میں یہ حکم دے دیا تھا کہ مصر سے حجاز تک جہاں جہاں سے محمل گزرے وہاں کے عہدہ دار محمل کے اونٹ کے پاؤں کو چومیں۔ سلطان الظاہر چقمق نے 843ء میں یہ طریقہ موقوف کیا۔

بعض مورخ کہتے ہیں کہ ملک منصور ابوالمعانی قلاؤں صالحی نے جس کی سلطنت 678ء سے 689ء ہجرت تک رہی۔ بند غلاف کعبہ کا رواج دیا تھا لیکن تقی الدین فاسی کے بیان سے یہ پتہ چلتا ہے کہ ناصر الدین اللہ عباسی کے زمانہ سے جس کی حکومت 575ء سے 592 ہجری تک رہی، تقی الدین کے زمانہ 812 ہجری تک غلاف کا رنگ سیاہ ہی چلا آرہا تھا۔

مملوک سلاطین کے غلاف کے کتبے کی نسبت کہتے ہیں کہ اس پر آیات قرآنی، کلمہ طیبہ اور صحابہ کرام کے نام بنے رہتے تھے اور بڑے بڑے حرفوں کے اندر باریک باریک حرفوں کے کتبے بھی ہوا کرتے تھے۔ حاشیہ پر بھی آیات قرآنی ہوا کرتی تھی۔ کبھی کبھی غلاف کعبہ بالکل سادہ بھی ہوتا تھا۔

Marfat.com

باب 9

غلاف کعبہ سلاطین عثمانی کے زمانہ میں

923 ہجری میں جب ارض مقدس حجاز قلمرو عثمانیہ میں داخل ہوئی تو غلاف کعبہ کی تیاری رواج قدیم کے مطابق مصر سے جاری رہی مگر سلطان اسماعیل ابن ملک الناصر بن قلاؤں کے وقف کردہ دیہات کی آمدنی غلاف کے مصارف کے لئے جب ناکافی ہونے لگی تو سلطان سلیمان اعظم نے جس کا زمانہ 926 ہجری سے 974 ہجری تک ہے، علاقہ مصر کے سات گاؤں اور وقف کروائے جن کے نام اور آمدنی درج ذیل ہے:

نمبر	نام موضع	آمدنی
-1	سلکہ	30496 درہم
-2	سیرونجہ	71820 درہم
-3	قریش الحجر	51304 درہم
-4	منایل وکوم ریحاں	37840 درہم
-5	بجام	14934 درہم
-6	منیۃ العصاری	160858 درہم
-7	بطالیا	10484 درہم

جملہ (365152) درہم

Marfat.com

اس وقف نامے کی تکمیل ماہ صفر 947 ہجری میں ہوئی، اس کے بعد بارہویں صدی ہجری میں محمد علی پاشا خدیو مصر نے ایک باضابطہ وقف نامہ لکھ کر اس کی تجدید کر دی لیکن آمدنی مذکورہ غلاف کے جملہ مصارف کے لئے عموماً ناکافی ثابت ہوتی تھی اس لئے عام خزنہ مصر سے اس تکمیل کی جاتی رہی۔ جس کی تفصیل آگے بیان کی جائے گی۔

غلاف کعبہ کے اجزاء اور کتبے:

چونکہ مذہب اسلام میں خالص ریشمی کپڑے کا استعمال ناجائز ہے اور غلاف کعبہ بھی بعض اوقات لوگوں کے استعمال میں آجاتا ہے۔ اس لئے غلاف میں اس کا لحاظ عموماً ہر زمانہ میں کیا جاتا رہا ہے۔ چنانچہ عہد عثمانیہ کے غلاف میں بھی تانا سوت کا اور بانا ریشم کا ہوتا تھا۔ اس کا کپڑا انہایت دبیز اور چمکدار سیاہ یا اودا ہٹ لئے ہوئے سیاہ یعنی بلیو بلیک ہوتا تھا۔ 1344ء تک غلاف کعبہ حسب دستور قدیم مصر سے ہی آتا رہا۔ غلاف کعبہ کی تیاری قاہرہ میں ہوتی تھی۔ 1835ء میں ولیم لیس نے لکھا تھا کہ قلعہ قاہرہ ① میں غلاف تیار کیا جاتا ہے۔ 1853ء میں کپتان برٹن نے لکھا کہ قاہرہ میں محلہ باب الشعاریہ کے متصل روئی کے ایک کارخانہ میں جسے الخرنفیش کہتے ہیں ،غلاف تیار ہوتا ہے۔ مراۃ الحرمین میں غلاف تیار کرنے والے محلے کا نام خرنفش بتایا گیا ہے اور اس کارخانہ کا نام مصنع الکسوۃ ② تحریر ہے۔ طویل عرصہ تک اسی کارخانہ میں اور اس محلے میں غلاف تیار ہوتا رہا۔ تیاری غلاف کا انتظام عبداللہ فائق بک کے سپرد تھا اور وہی اسی کارخانہ کے مہتمم تھے۔ انہوں نے غلاف میں بہت خوبی اور صفائی پیدا کر دی۔ عہد عثمانیہ کے غلافوں کے ٹکڑے ہزاروں آدمیوں کے پاس موجود ہیں۔ اس درویش کے پاس بھی کئی ٹکڑے ہیں جن میں ایک کوئی ڈیڑھ گز کا ہے۔ یہ میں نے 1345ء ہجری میں مکہ معظمہ میں لیا تھا اور یہ 1344 ہجری

---

① یہ قلعہ کوہ معظم کی چوٹی پر شہر قاہرہ کی سطح سے کوئی ڈھائی سوفٹ کی بلندی پر بنا ہوا ہے۔ باوجود اس بلندی کے قلعہ کے اندر جانے کا راستہ ایسا بنایا گیا ہے کہ لدے ہوئے اونٹ آسانی چڑھ سکتے ہیں۔ یہ قلعہ سلطان صلاح الدین نے ۵۷۶ھ میں تعمیر کرایا تھا۔ قلعے کے اندر محمد علی پاشا بانی خاندان خدیویہ کا عالیشان محل، سنگ مرمر کی ایک خوشنما مسجد اور توپیں ڈھالنے کا کارخانہ ہے۔ ② مصنع الکسوۃ کے معنی غلاف کا کارخانہ۔

Marfat.com

کے غلاف کا ٹکڑا ہے۔اس کا رنگ بلیو بلیک ہے۔ایک دوسرا ٹکڑا گہرے سیاہ رنگ کا ہے۔یہ کوئی بیس برس قبل کا ہے اور بہت دبیز ہے مگر اس کی ساخت میں اس قدر صفائی نہیں ہے اور بننے کی ترکیب میں بھی تھوڑا سا فرق ہے۔عہد عثمانیہ کا غلاف چار بڑے اجزاء پر مشتمل ہوتا تھا۔

(الف)اصل غلاف یا کسوۃ

(ب)حزام (پٹی)

(ج)رنوکات (دائرے)

(د) بُرقع (باب کعبہ کا پردہ)

اب ان چاروں اجزاء کی تشریح بہ قدر ضرورت کی جاتی ہے۔

اصل غلاف:

کعبہ بہ ظاہر بالکل مربع عمارت معلوم ہوتی ہے لیکن حقیقت میں وہ مربع نہیں بلکہ مختلف اضلاع کا ایک چوکھونٹا کمرہ ہے۔مورخین نے اس کی پیائش مختلف لکھی ہے مگر زیادہ صحیح یہ ہے:

		فٹ	انچ
مشرقی دیوار	عرض	37	10
مغربی دیوار	عرض	39	6
شمالی دیوار	عرض	32	3
جنوبی دیوار	عرض	33	4
چاروں دیواروں کی بلندی		48	9

غلاف کے کپڑے کا عرض 35 انچ کا تھا۔یعنی ایک انچ کم گز بھر کا۔اس حساب سے کعبے کی چاروں دیواروں کو اوپر سے نیچے تک ڈھانپنے کے لئے ساڑھے تیرہ گز کے 62 تھان آتے تھے۔ اس کپڑے کے عرض میں ''لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ'' کی دو دو قطاریں نہایت خوشنما خط میں اوپر سے نیچے تک مسلسل بنی رہتی تھیں۔اس طرح آدھ گز چوڑے اور 35 انچ لمبے ٹکڑے میں پورا ایک

Marfat.com

کلمہ آجاتا تھا اور 35 انچ لمبے 35 انچ چوڑے ٹکڑے میں دو کلمے بنے رہتے تھے۔ کلمے کے حروف (الف) یا (لام الف) کی لمبائی دس گیارہ انچ ہوتی تھی۔ ہر کلمے کے اوپر کی جانب (جل جلالہ) ایک طرف سیدھا دوسری طرف معکوس اس طرح لکھا رہتا تھا کہ بہ ظاہر صرف (جلالہ) دکھائی دیتا تھا مگر "جیم" کے "سر" اور "ل" کو دو مرتبہ پڑھنے سے جل جلالہ صاف نظر آتا تھا۔ کلمے کے اوپر ایک مثلث کے اندر لفظ "اللہ" جو کلمے کا جزو تھا بنا رہتا تھا اور نیچے کی طرف دوسرے مثلث میں "یا اللہ" لکھا رہتا تھا۔ پارچہ خلاف کے عرض 35 انچ اور اتنے ہی طویل میں جس طرح دو کلمے لکھے رہتے تھے۔

حزام:

حزام کے معنی بند یا پٹی کے ہیں۔ یہ کوئی ڈھائی فٹ چوڑی زرین کام کی ایک پٹی ہوتی تھی جو زمین سے تقریباً 32 فٹ کی بلندی پر کعبے کے گرداگر غلاف میں لگی رہتی تھی۔ کعبے پر غلاف اس طرح ڈالتے تھے کہ ایک ٹکڑا چھت کے قریب سے دیوار کعبہ کے ایک چوتھائی حصے یعنی 16 فٹ تک نیچے لٹکتا تھا اور دوسرا ٹکڑا دیوار کے نیچے تک پہنچ کر باقی ماندہ حصے یعنی 32 فٹ کو ڈھک لیتا تھا۔ دیواروں پر جہاں جہاں ان دو ٹکڑوں کا جوڑ ملتا تھا ہاں سیون کو چھپانے کے لئے حزام آجاتی تھی۔ حزام کے آٹھ ٹکڑے ہوتے تھے۔ ہر دیوار پر دو دو ٹکڑے آجاتے تھے۔ ① حزام کا استر سرخ اطلس کا ہوتا تھا اور اوپر کی جانب سیاہ ریشمی مخمل نما کپڑے پر طغرائی شکل میں سنہری تاروں سے جن میں ریشم نہیں ہوتا تھا، نہایت خوش خط آیات قرآنی کڑھی رہتی تھیں جو قریب سے بہت نمایاں معلوم ہوتی تھیں اور تھوڑے سے فاصلہ سے یہ پٹیاں سونے کا ایک پترہ نظر آتی تھیں۔ حزام کی آٹھویں پٹیوں میں 7513 مثقال کلابتوں خرچ ہوتا تھا جس کا وزن سوا 35 کلو ہوتا تھا۔ حزام وغیرہ پر جو کتابت ہے وہ مصر کے مشہور خوشنویس عبداللہ بک زہدی کی تھی

---

① اڈورلیم لین نے اپنی کتاب موڈرن آیجپشنز (جدید مصری) میں ۱۲۴۹ء کے غلاف کعبہ کے حالات لکھے ہیں وہ حزام کے چار ٹکڑے بیان کرتے ہیں ممکن ہے کہ اس وقت کعبے کے ہر سمت کے لئے ایک ٹکڑا ہوتا ہو مگر عرصہ دراز سے کعبے کی جو تصاویر دیکھنے میں آرہی ہیں ان میں ہر طرف عزام کی دو دو پٹیاں ہیں۔ چودھویں صدی کی تالیقات میں ہی آٹھ ٹکڑے بیان کئے گئے ہیں اور ۱۳۴۵ ہجری میں اس درویش نے بھی جو غلاف ۱۳۴۴ ہجری کا آیا ہوا دیکھا تھا اس میں بھی آٹھ ٹکڑے تھے۔

Marfat.com

جنہوں نے اسماعیل پاشا خدیو مصر کے زمانہ میں کتابت کی تھی۔اس خط کو اہل مصر خط طومار کہتے ہیں۔یہ عربی خوشنویسی کی سب سے بڑی قسم ہے اور اگرچہ یہ دور سے نظر آتی ہے مگر پڑھنے میں تکلیف دیتی ہے۔

برٹن جنہوں نے 1853ء میں سفر حجاز کیا تھا اپنے سفرنامے میں لکھتے ہیں کہ "پچھلے زمانہ میں غلاف کعبہ پر مکمل قرآن بنا جاتا تھا۔اب صرف سات سورتیں یعنی سورۃ کہف، سورۃ مریم، سورۃ آل عمران، سورہ توبہ، سورہ طٰہٰ، سورہ یٰسین اور سورہ تبارک بنتے ہیں۔" زمانہ قدیم میں پورے قرآن کا بنا جانا اور زمانہ حال میں سورتوں کا غلاف پر کاڑھنا کہیں سے ثابت نہیں ہے۔حزام یا برقع کعبہ پر جو سورتیں یا آیتیں بنی جاتی تھیں وہ سورۃ الحمد، قل ہو اللہ، آیت الکرسی اور سورہ حج و آل عمران و سورہ بقر کی چند آیتیں تھیں اور بس۔ان کے علاوہ بادشاہ وقت کا نام ہوتا تھا۔تقریباً 70 برس سے حزام پر حسب ذیل آیات کاڑھی جاتی ہیں اور یہ مصر کی بے مثال عبداللہ بک زہدی کی خطاطی کا نمونہ ہے جو خدیو اسماعیل پاشا کے زمانہ میں محفوظ کیا گیا اور اب تک ہر سال اسی کی نقل کی جاتی ہے۔البتہ حسب ضرورت بادشاہ وقت کا نام بدلتا اور سمت شمالی میں لکھا جاتا رہا ہے۔بادشاہ کے خطاب کی تحریر کا ڈھنگ ذیل کے نمونہ سے واضح ہوگا جو سلطان محمد خاں خامس کے زمانہ کے حزام پر لکھا گیا تھا۔

غلاف کعبہ پر کیا لکھا ہوتا ہے؟

سمت مشرق جدھر کعبہ کا دروازہ ہے:

پہلی پٹی:

بسم اللہ الرحمن الرحم و اذجعلنا البیت مثابته للناس و آسناً والتخذامن مقام ابراهیم مصلے و عهد نا الیٰ ابراهیم و اسماعیل ان طهر ابیتی للطائفین والعاکفین والرکع السجود ①۔ اس کے بعد ایک دائرہ تھا جس میں یاسبحان، یامنان،

① یہ آیت سورہ بقر کی ہے۔اس کا ترجمہ یہ ہے کہ وقت بھی قابل ذکر ہے جب ہم نے خانہ کعبہ کو لوگوں کی عبادت گاہ اور جائے امن قرار دیا اور مقام ابراہیم کو نماز پڑھنے کی جگہ ٹھرایا اور ابراہیم واسماعیل کو حکم دیا کہ تم میرے گھر کو یہاں والوں کے واسطے اور رکوع سجدہ کرنے والوں کے لئے پاک وصاف رکھا کرو۔

Marfat.com

یاحنان، یا سلطان لکھا ہوا تھا۔

دوسری پٹی:

واذیرفع ابراهیم القواعد من البیت و اسماعیل رهنا تقبل منااِنک انت السمیع العلیم. ربنا واجعلنا مسلمین لک ومن ذریتنا امته مسلمته لک وارنا مناسکنا و تب ملینا انک انت التواب الرحیم ①

سمت مغربی پہلی پٹی:

بسم الله الرحمن الرحیم واذبوانا لابراهیم مکان البیت لاتشرک بی شیاء وطهربیتی للطائفین والقائین و الرکع التسجود واذن فی الناس بالحج یاتوک، رجالا و علیٰ کل منامیرماتین من کل فج عمیق. ②

سمت مغرب دوسری پٹی:

یشهدو المنافع لهم ویذکرو اسم الله فی ایام معلومات علیٰ مارزقهم من بهمیته الانعام فکلو امنها واطعمو الباس الفقیر اثم لیقنو اتقهشم ولیو فوانورهم ولیطو فوابالبیت العتیق ③

① یہ آیت بھی سورہ بقر کی ہے اس کا ترجمہ یہ ہے کہ جب ابراہیم واسماعیل خانہ کعبہ کی دیواریں اٹھارہے تھے اس وقت یہ کہتے جاتے تھے کہ اے پروردگار ہماری یہ خدمت قبول فرما۔ اے پروردگار ہم کو فرمانبرداری کی توفیق عطا فرمااور ہماری اولادمیں سے ایک ایسا گروہ پیدا کر جو تیرا مطیع ہو اور ہم کو حج کے احکام سکھا۔ ہمارے حال پر توجہ، کرفی الحقیقت تو ہی بڑامہربان معاف کرنے والا ہے۔ ② یہ سورہ حج کی آیت ہے۔ ترجمہ اس کا یہ ہے۔ جب ہم نے ابراہیم کو خانہ کعبہ کی جگہ بتادی اور حکم دیا کہ میرے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ کرنا اور میرے اس گھر کو طواف کرنے والوں اور قیام، رکوع، سجدہ کرنے والوں کے لئے صاف رکھنا اور یہ بھی حکم دیا کہ لوگوں میں حج کے فرض کرنے کا اعلان کردو۔ لوگ یہاں پیادہ پا اور دُبلی دُبلی اونٹنیوں پر دوردراز کی منزلیں طے کرکے پہنچیں گے۔ ③ یہ آیت بھی سورہ حج کی ہے۔ اس میں احکام حج کی تعلیم ہے۔ (بقیہ حصہ اگلے صفحہ پر)

Marfat.com

سمت شمالی پہلی پٹی:

فی ایام دولتہ مولانا السلطان الاعظم ملک ملوک العرب و العجم السطان محمد الخامس خان ابن السطلان عبدالمجید خان ابن سلطان محمود خان غازی اس کے بعد دائرہ تھا جس پر چار طرف یا سبحان یا حنان یا سلطان لکھا تھا۔

سمت شمالی دوسری پٹی:

ابن السلطان عبدالمجید خان ابن السلطان احمد خان ابن السلطان محمد ابن السلطان ابراھیم خان ابن السلطان مراد خان ابن السلطان عثمان خان خلد اللہ تعالیٰ ملکہ.

سمت جنوبی پہلی پٹی:

بسم اللہ الرحمن الرحم. قل صدق اللہ فاقبعوا ملته ابراھیم حنیفا و مالکان من الشرکین ان اول بیت وضع للناس الذی بیکته مبارکا وھدی للعالمین. فیه آیات بنیات مقام ابراھیم⑪ .

سمت جنوبی دوسری پٹی:

من دخله کان آمنا و اللہ علی الناس حج البیت من استطاع الیه سبیلا و من

(پچھلے صفحہ کا باقی حصہ) اس کا ترجمہ یہ ہے۔ تا کہ وہ اپنے فائدوں کے لئے حاضر ہوں اور مقررہ دنوں میں اللہ کے نام پر قربانیاں کریں۔ تم کو یہ بھی اجازت ہے کہ اس قربانی میں سے تم بھی کھاؤ اور مصیبت زدہ محتاج کو بھی کھلاؤ۔ پھر لوگوں کو چاہئے کہ نہائیں دھوئیں اور اپنی منتیں پوری کریں اور اس قدیم گھر کا طواف کریں۔ ⑪ یہ آیت سورہ آل عمران کی ہے اس کا ترجمہ ہے کہ اے محمدؐ تم لوگوں سے کہہ دو کہ دین ابراہیم کی پیروی کریں جو مسلم تھے۔ مشرک نہ تھے وہ مکان جو سب سے پہلے لوگوں کے واسطے (معبد) مقرر کیا گیا وہ بلاشبہ کے میں ہے۔ اس کی حالت یہ ہے کہ وہ تمام دنیا کے لئے بموجب برکت وہدایت ہے۔ اس کی کھلی ہوئی نشانیوں میں ایک مقام ابراہیم بھی ہے۔

Marfat.com

کفر فان اللہ غنی عن العالمین. قل یا اھل الکتاب لم تکفرون بآیات اللہ واللہ شھید علی ماتعلمون. ⑪

خدیو عباس حلمی پاشا کے سفرنامہ حجاز (رحتہ الحجازیہ) کے مولف محمد تنبونی نے بھی محمد خاں خامس کے زمانہ کے حزام کی آیات نقل کی ہیں مگر انہوں نے دیوار مغربی کی پہلی پٹی کی عبارت نہیں لکھی صرف دوسری کی لکھی ہے۔

مولوی عبدالسلام ندوی نے سفرنامہ مذکور کے خلاصہ کا ترجمہ اردو میں کر کے اس کا نام تاریخ حرمین رکھا ہے اس میں بھی وہی نقل کی ہے۔اسی طرح مولوی محمد سلیمان نے اپنے سفرنامہ سبیل الرشاد میں بھی اسی سے نقل کر کے اس ایک پٹی کی عبارت کو نظرانداز کر دیا ہے۔البتہ مراۃ الحرمین موالف ابراہیم رفعت پاشا میں اس پٹی کی عبارت بھی موجود ہے۔

رنوکات یعنی دائرے:

کعبے کے مشرقی جانب حزام کے نیچے دیوار کے دونوں گوشوں پر اور کعبے کے دروازے کے اوپر ادھر ادھر دوزرین کام کے کوئی دوفٹ مربع چوکھٹے ٹکڑے ٹکے رہتے ہیں ان کے اندر کا امتونی سنہری جدول کا دائرہ ہوتا ہے جس میں بہ خط ملغریٰ بسم اللہ وقل ہواللہ سنہری تاروں سے کڑی رہتی ہے اور درمیان کی رو میں پہلی تاروں سے یا اللہ لکھا رہتا ہے۔ان ٹکڑوں کو رنوکہ یعنی دائرہ کہتے ہیں۔کعبے کی دوسری دیواروں پر یہ ٹکڑے نہیں ہوتے ان ٹکڑوں میں جو مخیش یعنی چاندی کے خالص تار لگائے جاتے تھے ان کا وزن 405 مثقال یعنی تقریباً پونے دوکلو ہوتا تھا۔

برقع کعبہ:

⑪ یہ آیت بھی سورہ آل عمران کی ہے اور سمت جنوبی کے پہلی پٹی کی آیت کا ٹکڑا ہے۔اس کا ترجمہ ہے:۔جو شخص اس میں داخل ہو جائے وہ امن پاتا ہے۔لوگوں پر اللہ کا یہ حق ہے کہ وہ اس گھر کا حج کریں بشرطیکہ یہاں تک پہنچنے کی وہ قدرت رکھتے ہوں جو شخص اس سے منکر ہو تو اللہ کو کسی کی پروا نہیں ہے۔اے محمدؐ کہہ دو کہ اے اہل کتاب تم کیوں اللہ کے احکام کا انکار کرتے ہو۔اللہ کو تمہاری سب باتوں کا پورا پورا علم ہے۔

Marfat.com

زمانہ قدیم میں کعبہ پر کوئی پردہ نہیں ڈالا جاتا تھا۔ ناصر خسرو نے یہ لکھا ہے:

"داخلی کعبہ کے وقت اولاً جب کلید بردار کعبہ اندر داخل ہوتا تھا تو دو آدمی کعبہ پر زرد اطلس کی ایک چادر کا پردہ پکڑے رہتے تھے یہاں تک کہ کلید بردار کعبے کے اندر نماز سے فارغ ہو جاتا اس کے بعد پردہ ہٹا دیا جاتا اور دوسرے اشخاص کعبے میں داخل ہوتے۔"

مذکورہ بالا بیاں سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ داخلے کے وقت پردہ کر لیا جاتا تھا مگر ہر وقت کوئی پردہ کعبہ پر نہیں پڑا رہتا تھا۔ قدیم تاریخوں میں غلاف کعبہ کے ساتھ قمیص وازار وغیرہ الفاظ آئے ہیں مگر "برقع" کا لفظ استعمال نہیں ہوا۔ مورخین عموماً اس پر متفق ہیں کہ ملک صلاح نجم الدین ایوب سلطان مصر کی ایک فاطمہ نے جس کا خطاب شجرۃ الدرر (موتیوں کا درخت) تھا۔ پہلے باب کعبہ کے لئے غلاف کعبہ میں ایک خوشنما پردہ کا اضافہ کیا تھا جسے علماء برقع اور عوام برقع فاطمہ کہتے ہیں۔ اس ملکہ کو اس کی خوبیوں کے سبب سے اہل مصر ستنا (سیدنا) فاطمہ کہا کرتے تھے۔ اس وجہ سے رفتہ رفتہ وہ برقع اب سیدہ فاطمۃ زہرا صلوٰۃ اللہ علیہا کے نام سے منسوب ہو گیا۔ ملک صالح نجم الدین 637ء سے 647ء تک مصر کا بادشاہ رہا ہے۔ اس کی وفات کے بعد ملکہ شجرۃ الدرر بھی چند مہینے کے لئے فرمانروائے مصر ہو گئی۔

مذکورہ بالا بیان سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ برقعہ کعبہ کی ایجاد ساتویں ہجری کے وسط میں ہوئی تھی۔ شفاء العزام سے یہ پتہ لگتا ہے کہ سلاطین چراکسہ کے عہد میں برقع کعبہ میں اور تراش خراش ہوئی تھی یعنی تقریباً 800 ہجری میں پردۂ در کعبہ جو پیشتر سفید رنگ کا ہوتا تھا، رزد رنگ کا کر دیا گیا اور اس پر انتخاب کر کے مختلف آیات قرآنی لکھی جانے لگیں۔ 809ھ میں سنہری کام کا نقشی سفید حریر کا پردہ ڈالا گیا پھر 810ھ میں نقشی سفید حریر کا پردہ پڑا جو چار سال تک جاری رہا پھر 818ھ سے برقع کا رنگ سیاہ کر دیا گیا۔ عہد عثمانیہ کے غلاف میں برقع کو خاص طور پر خوشنما بنانے کا انتظام کیا جانے لگا جس کی آرائش وزیبائش دیکھنے سے تعلق رکھتی تھی۔

کعبے کا دروازہ سوا دو گز اونچا اور سوا گز چوڑا ہے۔ اس کے حساب سے ڈھائی گز لمبا، ڈیڑھ گز

Marfat.com

چوڑا پردہ ہوتا تھا۔ مختلف زمانہ میں کاریگر اپنی سہولت کے اعتبار سے اس کو مختلف طور پر تیار کرتے رہے ہیں۔ مثلاً اڈورڈ ولیم لین نے 1249ء میں برقع کعبہ کا ایک ہی بڑا چوکھٹا بیان کیا ہے۔ چودھویں صدی ہجری میں یہ برقع چار قطعات پر مشتمل ہوتا تھا جن میں سے بعض سیاہ ریشمی مخمل نما کپڑے کے ہوتے تھے اور بعض سبز و سرخ اطلس کے۔ ان پر سنہری روپہلی کلابتوں سے کام کیا جاتا تھا۔ پردہ کا استر بھی خوشنما سبز یا سرخ اطلس کا ہوتا تھا۔ برقع کے اجزاء کے نام بھی جدا جدا ہوتے تھے۔ مثلاً اوپر کے حصہ کا نام طراز تھا۔ سنجاف جس سے ایک ٹکڑے کو دوسرے ٹکڑے سے ملا کرسی دیتے تھے، وصلۃ القائین کہلاتا تھا۔ پورے برقعے میں 4861 شقال ① کلابتون صرف ہوتا تھا جس کا وزن بائیس کلو تھا۔ برقعے کے حاشیہ میں چھوٹے چھوٹے گول اور بڑے بڑے بیضووی دائرے بنے رہتے تھے۔ جن کا سلسلہ یہ تھا کہ پہلے ایک چھوٹا گول دائرہ پھر بڑا بیضوی دائرہ، چھوٹے دائروں میں ''اللہ ربی'' لکھا رہتا تھا اور بیضووی دائروں میں بسم اللہ اور اس کے بعد سورۃ الحمد کی آیتیں اور فقرے اس ترکیب سے کہ دائیں جانب اوپر سے الحمد شروع ہو کر بائیں جانب اوپر ختم ہوتی تھی۔ حاشیے کی پیشانی پر اللہ ربی قد نری ② **تقلب وجهک فی السماء الله جبی فلنو الینک قبلة ترضیها** اور ''اللہ ربی'' لکھا تھا۔ برقعے کے سن میں بارہ بڑے بیضووی دائرے دو بڑے گول دائرے۔ چار مثلث نما دائرے اور کچھ پٹیاں ہوتی ان میں جو آیات وغیرہ لکھی جاتی تھیں ان کی تفصیل یہ ہے:

(1) پہلے بیضووی دائرے میں:

قال الله تعالیٰ نه سن سلیمان و انه بسم الله الرحمن الرحیم و قل ادخلنی مدخل صدق و اخوجنی مخروج صدق ③.

(2) چار نکیلے مثلث نما دائروں میں سیدھی اور معکوس بسم اللہ۔

---

① ایک شقال ساڑھے چار ماشہ کا ہوتا ہے۔ ② ہم تمہاری تمنائے تحویل قبلہ کو محسوس کر رہے ہیں۔ اب ہم تمہارے لئے ایسا قبلہ مقرر کریں گے جس سے تم خوش ہو جاؤ گے۔ ③ داخل کر ہم کو سچائی کے ساتھ اور ہم بھی تو سچائی کے ساتھ۔

Marfat.com

(3) دوسرے بیضووی دائرے میں دوسطریں تھیں۔اوپر کی سطر میں بسم اللہ اور آیت الکرسی کی پہلی آیت۔نیچے کی سطر میں آیت الکرسی کی دوسری آیت پھر درمیانی ایک چھوٹے دائرے میں۔ جی اللہ۔تیسرے بیضووی دائرے میں اوپر نیچے دوسطروں میں آیت الکرسی کے بعد کی آیتیں۔

(4) اس کے بعد ایک پٹی میں نہایت خوشخط میں بسم اللّٰہ اور آیہ لقد صدق اللّٰہ رسوله الرویا بالحق لتدخلن المسجد الحرام انشاء اللّٰہ آمنین۔[11]

(5) چھوٹے بیضاوی دائرے میں اوپر نیچے آیت الکرسی کی باقی ماندہ آیتیں پھر اللہ جی۔

(6) پانچویں دائرے میں اوپر کی سطر میں صدق اللّٰہ اعلیٰ اعظیم و صدق رسول اللّٰہ القدیر اور نیچے کی سطر میں صلی اللّٰہ علی محمد آله و اصحابه اجمعین۔

(7) اس کے بعد ایک گول بڑے دائرے میں بسم اللہ اور قل ہو اللہ۔

(8) درمیان میں پٹی پر بادشاہ وقت کا نام حسب ذیل ترکیب سے معمولی خط میں فی ایام دولته لانا السطان

الاعظم ملك الملوك العرب و العجم۔

السطان محمد الخلامس خان ابن السلطان

عبدالمجید خان ابن السلطان محمود خان

غازی خلد اللّٰہ تعالیٰ ملکه۔

(9) اس کے بائیں جانب دوسرے بڑے گول دائرے میں بسم اللہ اور قل ہو اللہ۔

(10) چھٹے بیضووی دائرے میں دوسطروں میں بسم اللہ اور سورۃ لیلاف۔

(11) اس کے نیچے سیدھی جانب ساتویں آٹھویں اور نویں دائرے میں علی الترتیب لا الہ الا اللہ ملک الحق ولمبین۔محمد رسول اللہ صادق الوورالامین اور الدین ایاک نعبدو

(12) ان چھ دائروں کے بیچ میں ایک محراب نما شکل میں بسم اللہ اور قل ہو اللہ۔

---

[11] اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کے خواب کو پوری طرح سچ کر دکھایا کہ تم انشاء اللہ مسجد الحرام میں اس کے ساتھ داخل ہوئے۔

Marfat.com

(13) سب سے نیچے کے حصے میں جو چوکھٹ پر لٹکنے والا تھا ایک فٹ بلندی تک سنہری رو پہلی محض پھول بیل بوٹے تھے۔

مصر میں غلاف کعبہ کے جلوس کی روانگی:

زمانہ قدیم سے مصر میں یہ دستور چلا آ رہا تھا کہ غلاف کعبہ کو تیاری کے بعد ماہ شوال میں کارخانے سے مسجد حسین میں سینے اور تہہ کرنے کے لئے لے جاتے تھے اس وقت اس کا جلوس بڑی دھوم دھام کے ساتھ مختلف محلوں میں ہو کر نکلا کرتا تھا جس سے غرض یہ ہوتی تھی کہ مسلمانوں کو حج کی ترغیب ہو۔ تاریخ سے یہ پتہ چلتا ہے کہ جس زمانہ میں مصر میں چرکسی سلاطین کی حکومت تھی وہ سلاطین خود بھی امراء و ارکان دولت و حذم و حشم کے ساتھ جلوس میں رہا کرتے تھے اور امراء و اعیان سلطنت شان و شوکت میں ایک دوسرے سے بڑھ جانے کی کوشش کیا کرتے تھے اور جلوس کے ساتھ ساتھ جسم پر ہتھیار سجائے ہوئے رہا کرتے تھے۔ اس زمانے میں سعدیہ فرقے ① کے درویش بھی اس جلوس کے ہمراہ زندہ سانپ کھاتے ہوئے نکلا کرتے تھے۔

سلاطین عثمانیہ کے عہد میں وہ بات تو نہ رہی تاہم غلاف کا جلوس نکلتا رہا۔

تیرہویں صدی ہجری میں غلاف کعبہ کا جلوس:

اب سے سو برس قبل کے جلوس کی تفصیلی کیفیت ہم اس جگہ اڈورڈ ولیم لین کی کتاب سے ترجمہ کر کے لکھتے ہیں۔ یہ زمانہ سلطان محمود خاں ثانی کا تھا جو 1223ھ سے 1455ء تک ترکی کا بادشاہ رہا۔ لین صاحب کہتے ہیں:۔

"غلاف کعبہ کا جلوس دیکھنے کے لئے 6 شوال 1249ھ کو سورج نکلنے سے قبل میں دروازہ خان ② خلیل کے محاذی ایک کتب فروش کی دکان پر جا بیٹھا، یہاں آدمیوں کے ٹھٹ کے ٹھٹ لگے ہوئے تھے اور یہ دکان اور اس بازار کی تمام دکانیں تماشائیوں سے کھچا کھچ بھری ہوئی تھیں۔ غلاف کا جلوس دیکھنے کے لئے ہر عمر کا آدمی گھر سے نکل بھاگا

---

① سعدیہ فرقے کے درویشوں کا حال ہم نے آٹھویں باب میں حاشیہ پر تحریر کیا ہے۔ ② خان مسافر خانہ کو کہتے ہیں۔

Marfat.com

تھا۔ سورج نکلنے سے دو گھنٹے بعد غلاف کے چار ٹکڑے جن سے صرف ایک طرف کا رخ بنتا ہے ہمارے سامنے سے گزرے۔ ہر ٹکڑا ایک گدھے پر رکھا ہوا تھا۔ ان ٹکڑوں کے ساتھ ان کے باندھنے کی رسیاں بھی رکھی ہوئی تھیں۔ گدھے کچھ آراستہ نہ تھے اور معمولی فلاح نیلی رنگ کی قمیض پہنے ان کو ہانک رہے تھے۔ اس کے بعد کوئی پون گھنٹے تک سناٹا رہا اور کوئی قابل دید چیز ہمارے سامنے سے نہ گزری۔ البتہ چند درویش اور دو مسخرے دکھائی دیئے۔ جس دکان پر اچھے کپڑے پہنے ہوئے لوگوں کا یہ ہجوم دیکھتے وہاں ٹھہر جاتے اور جنگ زرگری کر کے ایک دوسرے کو خوب بے نقط سناتے اور منہ پر بڑے زور سے طمانچے لگاتے۔ ان کے بعد بیس آدمی مزدوروں کی سی شکل کے پھٹے پرانے کپڑے پہنے نکلے ان کے کندھوں پر لکڑی کا ایک کار چوبی چوکھٹا تھا جس پر حزام کا ایک ٹکڑا لٹکا ہوا تھا۔ حزام کے چار ٹکڑے ہوتے ہیں ① ۔ جن کو کسوۃ میں جب سجا دیتے ہیں تو مسلسل ایک پٹی بن جاتی ہے جو پوری طرح خانہ کعبہ کے گردا گرد کوئی بتیس فٹ کی بلندی پر چاروں طرف آجاتی ہے۔ یہ بھی اسی کپڑے کی ہوتی ہے جس کا غلاف ہوتا ہے ② لیکن اس پر کتبے بڑے خوشنما ہوتے ہیں جو بڑے بڑے خوبصورت سنہری حرفوں میں لکھے جاتے ہیں۔ حزام کے کناروں پر سنہری گوٹ ہوتی ہے اور ہر سرے پر جہاں استر اور ابرے کے کنارے ملتے ہیں نہایت اچھی طرح سرخ و سبز ریشم سے سنہری کلابتوں سے کام کیا جاتا ہے۔ حزام کوئی دو فٹ چوڑی ہوتی ہے اس کے حمالوں میں سے کبھی کبھی کوئی نہ کوئی حمال اس کار چوب کو چھوڑ کر چلا جاتا تھا اور کسی معزز تماشائی سے انعام مانگ کر اس چوکھٹے کو اٹھانے لگتا تھا۔ اس کے بعد کوئی آدھا گھنٹہ اور گزر گیا۔ پھر حزام کی باقی کے تین حصے بھی ایک کے بعد ایک نکلتے۔ آدھے گھنٹے بعد کئی بڑے اونچے اونچے اونٹ آئے ان کو تھوڑا تھوڑا مہندی سے رنگ دیا تھا ان پر بہت ہی اونچے اونچے کجاوے رکھے

① حزام کا کپڑا پرانے زمانہ کے عثمانیہ غلاف کے مقابلہ میں عام غلاف کے کپڑے کے دبیز اور ریشمی مخمل نما ہوتا تھا۔

② پرانے زمانہ میں حزام کے آٹھ ٹکڑے ہوتے تھے، ان کی تفصیل عثمانیہ غلاف کے اجزا میں بیان کی جا چکی ہے۔

Marfat.com

ہوئے تھے۔ ان میں سے بعض پر ایک ایک، دو دو لڑکے لڑکیاں اور بعض میں بلیاں بیٹھی ہوئی تھیں۔ ان کے پیچھے فوجی باجا اور فوج باقی نفری نکلی۔ پھر برقع یعنی کعبے کے دروازے کا پردہ آیا۔ یہ ایک بڑے چوکھٹے پر منڈھا ہوا تھا اور ایک سجے ہوئے بوڑھے اونٹ پر رکھا تھا۔ یہ بھی مثل حزام کے سیاہ کپڑے کا تھا اور اس پر بھی سنہری حروف کے کتبے تھے۔ اس کا کام نہایت اعلیٰ درجے کا اور بہت لسیوان تھا۔ اس کا استر سبز اطلس کا تھا۔ برقع کے ساتھ ساتھ کئی حلقے درویشوں کے تھے جو اپنے ہاتھوں میں جھنڈے اور جھنڈیاں لئے ہوئے تھے ان میں کسی پر کلمہ کسی پر آیات قرآنی، کسی پر خدا رسول کے نام اور کسی پر اس کے بانی فرقہ کے نام لکھے ہوئے تھے۔ بعض قادری درویش مختلف رنگ کے جال لئے ہوئے تھے جو گول حلقوں پر پھیلے ہوئے تھے اور ہر حلقہ ایک ایک لکڑی میں باندھ دیا گیا تھا۔ بعض درویش معمولی طریقے پر ذکر کرتے جاتے تھے اور درود و تسبیح و تحلیل میں معروف تھے۔ ان کے پیچھے دو آدمی ڈھال تلوار لئے سیف کے ہاتھ نکالتے جا رہے تھے۔ ان کے بعد ایک شخص بھیڑ کی کھال کی پوستیں پہنچے اونچی ٹوپی سر پر اور مونچھوں کی جگہ دو لمبے لمبے سفید پر ار سے ہوئے گھوڑے پر سوار چلا جا رہا تھا۔ یہ جگہ جگہ ٹھہرتا جاتا تھا۔ تماشائی اس کو کاغذ کے پرچے دیتے تھے، وہ ان پر فتوے اور مقدموں کے فیصلے لکھتا تھا۔ ایک لکڑی اس کے ہاتھ میں تھی جس سے وہ قلم کا کام لیتا تھا اور دم پر دم گھوڑے کی کوکھ میں مارتا جاتا تھا۔

سب سے زیادہ قابل ذکر رفاعی فرقے کے چند درویش تھے۔ ان کے ہاتھوں میں ایک ایک فٹ لمبے لوہے کے گرز تھے جن کے ایک طرف لوہے کی ایک بڑی گیند لگی ہوئی تھی اور اس میں بہت سی چھوٹی چھوٹی زنجیریں لٹک رہی تھیں اور دوسری طرف نکیلی ڈنڈی تھی۔ وقتاً فوقتاً یہ درویش بڑے زور زور سے اپنی آنکھوں میں نوک کی طرف سے گرز ماتے تھے اور اس کی ڈنڈی آنکھ کے اندر ایک ایک انچ گھستی ہوئی معلوم ہوتی تھی مگر

Marfat.com

آنکھ کو کوئی نقصان نہیں پہنچتا تھا۔ یہ کرتب بہت ہی صفائی سے کیا جارہا تھا اور اس کرامات کے شبہ میں یہ لوگ دو ایک پیسے یا ایک سا تمبا کو لیکر خوش ہو جاتے تھے۔ میرے پاس جو تماشائی کھڑے تھے ان کو اس کرتب کی نسبت دھوکے یا نظر بندی کا کوئی شبہ نہ تھا بلکہ وہ اس کو روایات درویشانہ سمجھ رہے تھے۔ میں نے جب کہا کہ یہ اس کھیل میں اعلیٰ درجے کی ہاتھ کی صفائی اور مٹھی کی چالاکی ہے تو تماشائیوں میں سے ایک صاحب جو وسیع معلومات کے آدمی نظر آتے تھے مجھ پر لعن طعن کرنے لگے۔ اس جلوس کے ساتھ زیادہ تر رفاعی فقیر تھے اور ان کے مرشد اپنے گھوڑے پر ان کے پیچھے پیچھے آرہے تھے۔ ① اس کے بعد محمل آیا اس وقت کسوت کے جلوس کے ساتھ محمل کو رونق بڑھانے کے لئے کر دیتے ہیں ورنہ محمل کا اصل جلوس قافلہ حجاج کی روانگی کے وقت کسوت کے جلوس سے دو تین ہفتے بعد نکلتا ہے جس کا ذکر آگے آئے گا۔ محمل کے پیچھے ایک دوسرا مستطیل غلاف جس پر زریں کام ہوتا ہے اور جو مقام ابراہیم پر ڈالا جاتا ہے۔ وہ آیا، اس کے بعد ایک ترکی فوجی افسر جو ایک کارچوبی کام کے رومال میں سبز ریشمی تھیلی لئے ہوئے تھا، نکلا۔ اس پر بھی نقش نگاری کا کام تھا۔ یہ تھیلی خانہ کعبہ کی کنجی کے لئے تھی۔ ② اس کے پیچھے

---

① اس قسم کے فقیر ہندوستان میں بھی ہوتے ہیں۔ ان کو یہاں مڑچڑا کہتے ہیں۔ یہ لوگ شعر خوانی کر کر کے زبردستی پیسے وصول کرتے ہیں، نہ دینے پر آنکھ میں گرز مارتے ہیں یا چاقو سے جسم کو زخمی کر لیتے ہیں۔ ② کلید کعبہ کی تھیلی سبز سرخ اور سیاہ رنگ کے اطلس کی ہوتی ہے جس پر ایک طرف سنہری حروف میں سلطان ترکی کا نام اور یہ آیت (ان اللّٰہ یامرکم ان تو دوا الامانات الی اصلما) یعنی اللہ حکم دیتا ہے کہ جن کی امانتیں ہوں تم اُن کے پاس پہنچا دو اور دوسری طرف آیہ (نہ من سلیمان دانہ بسم اللّٰہ الرحیم) اور خدیو مصر کا نام وسنہ کڑھا رہتا تھا مثلاً سلطان محمدؒ خان خاص کے زمانہ کی تھیلی پر سلطان اور خدیو مصر کا نام اس طرح کڑھا ہوا تھا۔ امز لعمل ہذا الکیس المبارک مولانا السلطان محمد کان الخامس (اس مبارک تھیلی کے بنانے کا حکم مولانا سلطان محمد خان خاص نے دیا) اور جدد ہندا الکیس آفندنیا عباس ملی باشا خدیو مصر ۱۲۲۷ء (یعنی اسی تھیلی کی تجدید ہمارے سرکار عباس علمی پاشا خدیو مصر نے فرمائی ۱۲۲۷ھ) (بقیہ حصہ اگلے صفحہ پر)

Marfat.com

جلوس کا سب سے آخری شخص یعنی ایک نصف برہنہ شیخ نکلا۔ یہ بزرگ ہمیشہ محمل کے ساتھ ساتھ اونٹ پر سوار رہتا ہے۔ قافلے کے ہمراہ مکے جاتا ہے اور قافلے کے ساتھ واپس آجاتا ہے۔ اس کی عادت ہے کہ ہر وقت سر ہلاتا رہتا ہے۔ ⑪ جلوس کسوت دیکھنے کے چند روز بعد میں مسجد حسین میں کسوت وغیرہ دیکھنے کے لئے گیا۔ وہاں مجھے اطمینان سے تمام غلاف دیکھ لینے دیا اور اس کے عوض میں اور غلاف کے بالشت بھر ٹکڑے کے بدلے میں جو غلاف تیار ہو کر بچ رہا تھا، میں نے کارخانے والوں کو کچھ نذرانہ دیا۔"

تیرھویں صدی کے بعد غلاف کعبہ کا جلوس:

جس زمانہ میں غلاف کعبہ خشکی کے رستے سے مکہ معظمہ روانہ کیا جاتا تھا ان دنوں میں عموماً عیدالفطر کے دو چار دن بعد یعنی 6 شوال تک روانگی غلاف کا جلسہ قاہرہ میں ہوا کرتا تھا۔ قاہرہ سے نہر سویز تک ریل تیار ہو گئی تھی اور سویز سے جدہ تک دریائی راستے سے محمل بھیجا جاتا تھا اس لئے یہ جلسہ شوال کے آخر میں منعقد ہونے لگا جس کے متعلق پہلے سے احکام جاری ہو جاتے تھے۔ دفاتر و مدارس کو تعطیل دی جاتی تھی اور دعوتیوں کو ٹکٹ تقسیم کر دیئے جاتے تھے۔ اس کے بعد جلوس محمل کا ایک دوسرا جلسہ وسط ذیقعد میں ہوا کرتا تھا۔ اس کے بعد غلاف معہ محمل کے روانہ کر دیا جاتا تھا۔ جلسہ کسوت (غلاف) سے ایک دن قبل عصر کے وقت وزارت مالیہ کے دفتر سے (جو محلہ جمالیہ میں

(پچھلے صفحہ کا بقیہ حصہ) امانت کی واپسی کے متعلق مذکورہ بالا آیت سورہ ال عمران کی ہے۔ اسی کی بناء پر آنحضرتؐ نے فتح مکہ کے بعد ہمیشہ ہمیشہ کے لئے کعبے کی کنجی عثمان بن طلحہ کے سپرد فرمائی تھی۔ چنانچہ کعبہ کی کلید برداری آج تک انہیں کی اولاد میں چلی آرہی ہے۔ کعبے کی کنجی پرانی وضع کی لمبی ہے جس پر سونے کا طمع کیا ہوا ہے اور ایسا ہی قفل ہے۔ ان پر کلمہ کندہ ہے۔ یہ مشہور ہے کہ جو بچہ بولتا نہ ہو یا تتلاتا ہو اس کے منہ میں کعبے کی کنجی پھرانے سے اچھی طرح بولنے لگتا ہے۔ ⑪ اگلے زمانہ میں محمل کے اونٹ کی چال دیکھنے کے لئے ایک شخص مقرر کیا جاتا تھا جس کا یہی کام تھا کہ وہ ایک اونٹ پر بیٹھا پیچھے سے محمل کے اونٹ کی چال دیکھتا رہے اور اگر اس میں کچھ نقص پائے تو دوسرا اونٹ تبدیل کرا دے۔ اس کو شیخ الجمل کہتے تھے اب یہ خدمت تخفیف ہو گئی ہے، ممکن ہے کہ وہ دوسرے لوگوں کو چال کی درستی سے آگاہ کرنے کے لئے سر ہلاتا ہو یا جس طرح پالکی اٹھانے والے کسے جو ہر وقت کچھ نہ کچھ بولتے ہی چلتے ہیں اس طرح وہ بھی گردن ہلاتا رہتا ہوگا۔ شیخ الجمل کے معنی ہیں اونٹ والا شیخ۔

Marfat.com

واقع تھا اور جہاں تیاری کے بعد غلاف محفوظ کر دیا جاتا تھا) غلاف کے معمولی پارچے کو صندوقوں میں بھر کر اور غلاف کے خاص خاص زریں اجزاء یعنی پردۂ باب کعبہ، حزام اور غلاف مقام ابراہیم کو کارخانہ تیاری غلاف واقع محلہ خرنفیش نے میدان محمد علی تک لے جاتے تھے۔ اس میدان کو میدان صلاح الدین یا میدان قلعہ بھی کہتے ہیں۔ یہاں ایک بڑا منڈوا یا بارہ تیار کیا جاتا تھا جس کے درمیان میں ایک مصطبہ یعنی اسٹیج اور ادھر ادھر دو حجرے شامیانوں وغیرہ سے بنائے جاتے تھے۔ سٹیج کے سامنے دعوتیوں اور تماشائیوں کے لئے سات حلقے بنائے جاتے تھے۔ اس وقت جلوس کسوت کی رونق بڑھانے کے لئے محمل بھی اس کے معمولی سبز اطلس کے غلاف میں ساتھ کر دیا جاتا تھا۔ محمل کا زریں غلاف دوسرے جلوس میں ڈالتے تھے جو خاص محمل کا جلوس ہوتا تھا۔ (اس کا ذکر بعد میں کیا جائے گا) 1315ھ و 1318ھ کی تالیفات سے جلوس کسوت کی ترتیب یہ معلوم ہوتی ہے کہ آگے آگے باجے والے اور فوج کے سوار و پیدل، ان کے بعد ہاتھ میں کلید کعبہ لئے ہوئے مہتمم غلاف ① ان کے پیچھے پولیس والوں کے حلقے میں غلاف کعبہ کے زریں ٹکڑے کندھوں پر اٹھائے ہوئے مزدوران کے پیچھے فرقہ رفاعیہ، سعدیہ، احمدیہ، ابراہیمیہ، بیومیہ، قادریہ وشاذلیہ کے بہت سے درویش ومشائخ۔ آخر میں محمل یہ جلوس کارخانے سے چل کر سبیل کتخدا تک جو محلہ نحاسین (کسارٹھ) کے قریب ہے، جاتا تھا اور وہاں سے محلہ غوریہ۔ باب زویلہ، درب الاحمر اور مجر سے ہوتا ہوا میدان صلاح الدین میں پہنچتا تھا۔ یہاں صبح تک سٹیج اور جلسہ کی تیاری ہوتی رہتی تھی۔ محمل کو سٹیج کے سامنے کھڑا کرتے تھے اور سٹیج کی آرائش کے لئے مقام ابراہیم کا غلاف وسط میں اور غلاف کعبہ وحزام و پردہ باب کعبہ، ② پردہ باب توبہ ③ سے اور کیسہ کلید کعبہ ④ اسٹیج کی دیواروں پر لٹکاتے تھے۔ غلاف کعبہ کی چار زریں دائرے دیوار ⑤ پر لگائے جاتے تھے۔ یہاں بہت سے لوگ رات بھر جاگتے تھے۔ قرآن خوانی ہوتی رہتی تھی۔ کھانا پینا بھی ہوتا تھا۔ امراء و

---

① اس زمانہ میں عبداللہ فائق بک مہتمم تھے۔ ② پردہ باب کعبہ کی صراحت سابق میں زیر عنوان برقع کعبہ کی جاچکی ہے۔
③ خانہ کعبہ کے اندر ایک دروازہ کعبے کی چھت پر چڑھنے کے لئے بنا ہوا ہے اسے باب توبہ کہتے ہیں اس پر بھی زریں کام کا ایک پردہ سیاہ اطلس کا پڑا رہتا ہے جس پر آیات قرآنی و بادشاہ وقت کا نام بنا ہوتا ہے۔ ④ کلید کعبہ کی تھیلی کی صراحت ہم اس سے قبل کر چکے ہیں۔ ⑤ ان دائرہ کو رنوکہ کہتے ہیں۔ اس کی تفصیل غلاف کعبہ کے اجزا کے ضمن میں کی جاچکی ہے۔

Marfat.com

معززین عموماً نماز مغرب سے قبل کھانا کھا کر اپنے اپنے گھروں کو چلے جاتے تھے اور شب بیداری کرنے والے عشاء کے بعد کھانا کھاتے تھے۔ جلسہ شب بیداری کا خرچ کوئی ڈیڑھ ہزار روپیہ تھا۔ آدھی رات تک کھانا اور صبح تک قرآن خوانی اور جلسہ کی تاری ہوتی رہتی تھی۔ صبح ہوتے ہی خدیو معہ وزراء وعلماء واعیان دولت تشریف لاتے تھے۔ اکیس توپوں کی سلامی دی جاتی تھی اور باجا ان کی سلامی کا راگ گاتا تھا۔ "آفندفر چوق یشا" یعنی ہمارے سرکار مدت دراز تک کامران رہیں" تین مرتبہ یہی ترانہ سامعہ نوازی کرتا تھا۔ ہر دفعہ اس کے ختم ہونے پر حاضرین نعرہ ہائے مسرت بلند کرتے تھے جس کے جواب میں خدیو اور اُن کے ہمراہی اپنے ہاتھ پیشانیوں تک لے جا کر سلام کا جواب دیتے تھے۔ پھر تھوڑی دیر خدیو اور ان کے مصاحب اسٹیج پر قیام کرتے اس کے بعد ان سات حلقوں کا معائنہ کرتے تھے جو محمل کے گشت کے لئے بنائے جاتے تھے۔ اس کے بعد مہتمم کارخانہ غلاف محمل کے اونٹ کی نکیل خدیو کو دیتے وہ اسے چوم کر قاضی القضاۃ کے حوالہ کرتے۔ اسی طرح دوسرے اراکین داعیان باری باری سے مہار چومتے اور دوسروں کو دیتے جاتے۔ آخر میں امیر الحج کے سپرد کر دی جاتی۔ اس کے بعد غلاف کعبہ کا معائنہ ہوتا جسے سپاہی اٹھائے ہوئے منڈوئے کے سامنے کھڑے رہتے تھے۔ یہاں خدیو کے سامنے سے امراء، وزراء و فوج گزرتی تھی۔ پھر اکیس توپوں کی سلامی دی اور جلسہ برخاست ہوتا۔ خدیو اور ان کے مصاحب رخصت ہو جاتے اور غلاف کعبہ یہاں سے مسجد حسین ① میں جاتا۔ یہاں امیر الحاج اس کا استقبال کرتے۔ مسجد میں غلاف کعبہ کے بعض اجزاء سئے اور جوڑے جاتے۔ غلاف ومحمل کی روانگی سے قبل وسط ماہ ذیلقعد میں امیر الحج وامیر الصرہ وغیرہ عہدہ داروں کے سامنے سب کو گواہی لے کر مہتمم غلاف ان

---

① قاہرہ میں ایک مسجد ہے جسے مسجد سیدنا حسین یا جامع حسین کہتے ہیں۔ اس کی وجہ تسمیہ یہ بیان کی جاتی ہے کہ مصر کے فاطمی خلیفہ المعز لدین اللہ کا ۳۶۱ ہجری میں جب مصر پر تسلط ہوا تو وہ امام حسین علیہ السلام کا سر مبارک شام سے قاہرہ لے گیا اور ایک عظیم الشان مقبرہ تیار کر کے اس میں دفن کیا اور اس مقبرے کے ساتھ ایک مسجد بنوائی جو مسجد سیدنا حسین کے نام سے مشہور ہے۔ اس مسجد کا انتظام بہت اچھا ہے اور خوب آراستہ ہے۔ یہاں ربیع الثانی کے مہینے میں مولود حسینؓ ہوتا ہے جس میں ختم قرآن وغیرہ کیا جاتا ہے۔ سارا شہر اس مقبرے کی زیارت کو جاتا ہے۔ عابد وزاہد لوگ درود وظائف میں مصروف رہتے ہیں اور شہر میں کوئی پندرہ دن تک بڑا میلا رہتا ہے۔ (بقیہ حصہ اگلے صفحہ پر)

Marfat.com

تمام چیزوں کو محملی کے جو ایک عہدہ دار ہوتا تھا، سپرد کر دیتے۔ باضابطہ رسید لکھی جاتی، کاتب رسید کو ان کا حق کوئی ساڑھے تین گنی دیئے جاتے۔ اس کے بعد غلاف کعبہ اور اس کے تمام اجزاء صندوقوں اور تھیلوں میں بھر کر سفر حجاز کے لئے تیار کر دیئے جاتے اور ان کو کارخانہ غلاف میں محفوظ کر دیا جاتا۔ جہاں جلوس محمل کے دن تک جو روانگی سے قبل منعقد ہوا کرتا تھا، رکھے رہتے۔ اس کے بعد سفر حجاز کیلئے عباسیہ سٹیشن پر پہنچا دیئے جاتے۔

غلاف کعبہ کا سفر قاہرہ سے مکے تک:

تیرہویں صدی کی منزلیں:

چونکہ قاہرہ سے غلاف کعبہ اور محمل مصری کی روانگی ساتھ ساتھ ہوتی تھی اس وجہ سے اس سفر میں غلاف کعبہ و محمل لازم وملزوم نظر آتے ہیں۔ ہم نے محمل کے حالات تفصیل کے ساتھ دوسرے باب میں تحریر کیے ہیں وہاں محمل کے ساتھ مختلف منزلوں میں غلاف کعبہ کے ورود و قیام کی کیفیت بھی درج کر دی گئی ہے۔ اس جگہ غلاف کعبہ کے حالات کی تکمیل کے خیال سے منزلوں کا مختصر ذکر کیا جا رہا ہے۔

قاہرہ سے غلاف کعبہ محمل اور امیر الحاج کا سامان روانہ ہونے کے بعد میدان حصبہ میں جو شہر سے باہر شمال کی جانب تھوڑے فاصلہ پر ہے، دو تین دن قیام کرتا تھا۔ تا کہ حج کیلئے جانیوالے یہاں آ کر قافلے کے ساتھ شامل ہو جائیں۔ یہاں سے قافلہ برکۃ الحجاج کو روانہ ہوتا تھا۔ یہ جگہ شہر سے گیارہ میل دور ہے۔ یہاں دو دن پڑاؤ رہتا تھا۔ یہ مقام قاہرہ و مضافات قاہرہ کے تمام حاجیوں کے جمع ہو جانے کا تھا۔ یہاں ایک برکہ یعنی حوض بنا ہوا تھا یہاں سے قافلہ بالعموم 27 شوال کو روانہ ہو جاتا تھا۔ خشکی کے راستے سے مکے تک پہنچنے میں 37 دن لگتے تھے۔ 31

(پچھلے صفحہ کا بقیہ حصہ) امام حسین علیہ السلام کے سر مبارک کے دفن کے متعلق بہت سی روایتیں ہیں۔ ایک روایت یہ ہے کہ کربلا میں جسد مبارک کے ساتھ دفن ہے۔ ایک یہ کہ مدینہ منورہ کے قبرستان جنت البقیع میں مقبرہ اہل بیت میں دفن ہے۔ دمشق میں ایک مسجد ہے جسے مسجد راس سیدنا الحسینؑ کہتے ہیں یعنی امام حسین علیہ السلام کے سر مبارک کی مسجد، اس میں ایک گنبد ہے اس میں سر مبارک مدفون تصور کیا جاتا ہے۔

Marfat.com

دیں رات چلتے تھے اور 7 دن منزلوں پر قیام ہوتا تھا۔ راستہ پتھریلے چٹانوں اور ریگستانوں میں ہو کر گزرتا تھا۔ راستے میں بہت ہی کم شاداب مقام ملتے تھے۔ راستے کی صعوبت کم کرنے کے لئے قافلہ ہمیشہ آہستہ آہستہ چلتا تھا اور عموماً صبح سورج نکلنے سے دو گھنٹے قبل روانہ ہو جایا کرتا تھا اور دھوپ نکلنے کے کچھ دیر بعد پڑاؤ ڈال دیتا تھا۔ قاہرہ سے مکے تک کل 31 منزلیں تھیں جن کے نام سفرنامہ برکھارٹ سے یہاں دیئے جا رہے ہیں:

کیفیت	نام منزل	نمبر شمار
یہاں ایک چھوٹا سا حوض تھا جو حاجیوں کی آسائش کیلئے بنایا گیا تھا۔	برکتہ الحاج	-1
ایک چھوٹا سا قصبہ ہے	دار الحمرہ	-2
بے گھاس کے جنگلی کو اجرد کہتے ہیں یہاں کا پانی بہت خراب تھا۔	اَجرو	-3
پہاڑی میدان ہے پانی نہیں ملتا تھا۔ چند گھنٹے قافلہ ٹھہرتا تھا۔	روس المنو اطیر	-4
پانی نہیں ملتا تھا۔ چند گھنٹے پڑاؤ رہتا تھا۔ تیہہ کے معنی بیابان کے ہیں۔	وادی تیہہ	-5
دن بھر قیام رہتا تھا۔ پانی لیکر روانگی ہوتی تھی۔	قلعہ نخل	-6
ایک گھنٹے قیام رہتا تھا۔ پانی ندارد۔	العلیا	-7
چند گھنٹے قیام رہتا تھا۔ عقبہ دشوار گزار راستے کو کہتے ہیں۔	سطح عقبہ	-8
ایک چھوٹا سا گاؤں ہے۔ سڑک پہاڑ پر سے گزرتی ہے۔	عقبہ	-9
ظہر الحمار کے معنی گدھے کی پیٹھ۔ یہاں کی زمین پتھریلی اور پانی خراب ہے۔	ظہر الحمار	-10
معمولی پڑاؤ تھا۔ شرفہ کے معنی کنگورہ ہیں۔	شرفہ	-11
مغار کے معنی گڑھے کے ہیں۔ معمولی منزل تھی۔	مغار شعیب	-12
عین کی جمع عیون ہے جس کے معنی چشمے کے ہیں پانی ملتا تھا۔	عیون القصب	-13
یہاں عمدہ چراگاہ تھی۔ پانی اچھا تھا۔ ایک رات دن قافلہ ٹھہرتا تھا۔	المویلح	-14

Marfat.com

-15	سلمی	معمولی منزل تھی
-16	قلعہ اظلم	چھوٹا سا قصبہ تھا
-17	اصطبل عنتر	یہاں ریگستان میں گڑھے کر کے پانی نکالتے تھے۔
-18	قلعہ الوجہ	پانی عمدہ ملتا تھا۔ رات کو پڑاؤ ہوتا تھا۔
-19	اکرہ	اکرہ کے معنی بہت مکروہ کے ہیں۔ بڑی کڑی منزل تھی۔ پانی بدبودار ملتا تھا۔
-20	حورا	پانی خراب ہے۔ درخت بہ کثرت ہیں۔ جن میں زیادہ تر پیلو کے ہیں۔
-21	نبط	نبط کے معنی پانی نکالنے کے ہیں۔ معمولی منزل تھی۔
-22	خضیرہ	خضیرہ کے معنی سبز، صرف ایک گھنٹہ قیام ہوتا تھا۔
-23	ینبوع النخل	یہ مقام مدینہ منورہ کی بندرگاہ ینبوع کے علاوہ ہے۔ آخر الذکر کو ینبوع البحر کہتے ہیں۔ اسے ینبوع النخل۔
-24	بدر	مشہور مقام ہے۔ 2 ہجری میں یہاں قریش سے مسلمانوں کی سخت جنگ ہوئی تھی۔ یہاں دو روز قیام رہتا تھا۔ پانی سامان خورد و نوش بہ کثرت ملتا تھا۔ اب بھی یہ ایک آباد قصبہ ہے۔
-25	رابغ	ایک مشہور بندگاہ ہے۔ کئی کنوے ہیں۔ کھانا پانی بہ کثرت ملتا ہے۔ اب بھی یہ بہت بڑی منزل ہے۔
-26	جزنیات	معمولی منزل تھی۔
-27	عقبۃ السکر	ایضاً
-28	خلیص	یہاں بڑا بازار ہے۔ شہد و روغن بلسان اچھا ملتا ہے۔
-29	بیر عصفان	کنواں ہے۔ پانی اچھا ملتا ہے۔ ضروری اشیاء بھی دستیاب ہو جاتی ہیں۔

Marfat.com

30-	وادی فاطمہ	یہ بہت زرخیز وادی ہے۔ یہاں ترکاریاں خوب ہوتی ہیں یہاں کی مہندی بھی مشہور ہے۔ مکے سے دس میل ہے۔
31-	مکہ معظمہ	منزل مقصود۔

نئی منزلیں:

یوں تو پانچویں صدی ہجری میں بھی غلاف کعبہ بعض اوقات بحری رستے سے لے جایا کرتے تھے لیکن محمل کے ساتھ پہلے پہل دریائی راستے سے 951 ہجری میں براستہ سویز غلاف کی روانگی ہوئی تھی۔ اس کے بعد موسم اور وقت وسہولت کے لحاظ سے غلاف ومحمل کبھی خشکی کی راہ سے اور کبھی بحری راستے سے جاتا رہا۔ یہاں تک کہ خدیو اسماعیل پاشا کے آخری زمانے میں جس کا عہد حکومت 1279 ہجری سے 1296 ہجری تک ہے، عموماً غلاف کعبہ اور محمل مصری خشکی کے راستے ہی سے آتے جاتے تھے۔ غلاف کعبہ ومحمل کے سفر کا پروگرام حکومت مصر مرتب کر دیتی تھی اور ہمیشہ اس امر کو ملحوظ رکھتی تھی کہ جس راستے میں تکلیف کم ہو، وہی اختیار کیا جائے۔ گزشتہ چالیس سال سے غلاف ومحمل کی روانگی قاہرہ سے سویز تک ریل میں اور سویز سے جدہ تک جہاز میں ہوتی رہی۔ یہاں سے خشکی کے راستے سے مکے پہنچتا تھا۔ محمل ہمیشہ پہلے مکے آتا تھا اور حج کے بعد مدینے جاتا تھا۔ 1328ء میں غلاف ومحمل نے اسکندریہ کا سفر اختیار کیا تھا اور وہاں 10 نومبر 1910ء کو ایک عظیم الشان جلسہ ہوا تھا جس میں خدیو بھی شریک ہوئے تھے۔ سکندریہ سے غلاف دریائی راستے سے بندرگاہ یافہ ① پہنچایا۔ وہاں سے حجاز ریلوے کے ذریعے سے مدینے داخل ہوا اور خشکی کے راستے مکے پہنچا۔ حج کے بعد محمل جدہ سے طور ② اور سویز ③ ہوتا ہوا قاہرہ واپس ہوا تھا۔ اُس

① کوفہ ملک شام کا مشہور بندرگاہی شہر ہے۔ ② کوہ طور بحر احمر کی ایک بندرگاہ ہے یہ یہاں بتدریج بلندی تک چلی گئی ہے جو کوہ طور یا جبل سینا کی چوٹی پر ختم ہوتی ہے۔ طور جزیرہ نمائے سینا میں واقع ہے یہاں مصر کی حکومت ہے۔ دس چھوٹی سی بستی ہے جن میں عیسائی زیادہ ہیں۔ وادی شعیب وجبل قیطران یہاں کی زیارت گاہیں ہیں۔

③ سویز مصر کی مشرقی بندرگاہ نہر سویز کے کنارے آباد ہے۔ یہاں کی سب سے زیادہ مشہور چیز نہر سویز ہے۔ جو بحر روم و بحر احمر کو ملاتی ہے۔ اس کی لمبائی سو میل چوڑائی سو گز اور گہرائی ۲۵ فٹ ہے۔

Marfat.com

دور میں غلاف کعبہ کی اور محمل کی قاہرہ سے مکہ معظمہ تک حسب ذیل منزلیں ہوتی تھیں۔

(1) عباسیہ

(2) طوخ ریل کے ذریعہ سے

(3) بنہا

(4) زقازیق

(5) ابی حماد

(6) نفیسہ

(7) اسماعیلیہ ریل کے ذریعہ سے

(8) قائد

(9) سویز

(10) جدہ براستہ سویز سے چار پانچ دن میں جہاز جدہ پہنچ جاتا تھا۔

(11) بحرہ اونٹوں پر سفر طے ہوتا تھا، جدہ و مکہ کے درمیان ایک منزل ہے یہاں مسجد و چائے خانہ ہے۔ خورونوش کا سامان مل جاتا ہے۔

(12) مکہ معظمہ

غلاف کعبہ کا ورود مکہ میں:

جیسا کہ پہلے ذکر آچکا ہے کہ قاہرہ سے مکہ تک غلاف کعبہ و محمل مصری لازم وملزوم رہتے تھے۔ مکہ معظمہ میں ان کے ورود کی کیفیت ہم تفصیل کے ساتھ محمل کے ورود اور جلوس کے ضمن میں تحریر کریں گے۔ یہاں صرف اس قدر لکھ دینا کافی ہے کہ مصری قافلہ جو غلاف کعبہ لاتا تھا، مصری فوج کے ہمراہ محلہ جرول کے پاس میدان شیخ محمود میں ڈیرے ڈالتا تھا اور ایک جلسے میں علماء، اعیان سلطنت کی شہادت شرعی لیکر غلاف کعبہ کلید بردار کعبہ کی تحویل میں دیدیا جاتا تھا جو عموماً نویں ذی الحجہ کو شام تک ان کے مکان میں رکھا رہتا تھا اور پھر کعبہ پر ڈال دیا جاتا تھا۔

Marfat.com

غلاف کعبہ کے مصارف:

اگر چہ محمل کے ضمن میں ہم نے تقریباً ان تمام اخراجات کا ذکر کیا ہے جو مملکت مصر کو روانگی محمل و تیاری غلاف کعبہ و تنخواہ اہالیان حرمین و خیرات مبرات میں ادا کرنے پڑتے تھے۔ مگر اب یہاں بالخصوص غلاف کی تیاری وغیرہ کے متعلق جو اخراجات سالانہ لاحق رہتے تھے وہ درج کئے جا رہے ہیں۔

سلطنت مصر کے مختلف سنین کے موازنوں کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ 1880ء سے لے کر 1924ء تک صرف غلاف کی تیاری و بار برداری وغیرہ میں کم سے کم سالانہ (چار ہزار گنی اور زیادہ سے زیادہ (دس ہزار) گنی خرچ ہوئے یعنی ساٹھ ہزار سے لگا کر ڈیڑھ لاکھ روپے تک خرچ کا اندازہ رہا۔ 1307 ہجری مطابق 1899ء کے تفصیلی اخراجات غلاف اس جگہ تحریر کئے جا رہے ہیں۔ ان سے معلوم ہو سکتا ہے کہ کس کس مد میں کتنا کتنا خرچ ہوتا تھا۔ اس وقت مصری گنی کی قیمت کم و بیش چودہ روپے کلدار ہوتی ہے اور ایک ہزار ملیم کی ایک گنی ہوتی ہے۔

سلسلہ	نام مدات	گنی	ملیم
-1	ریشم	1122	
-2	سنہری مخیش (تار) 6000 اشقال	1197	750
-3	روپہلی مخیش (تار) 6500 اشقال		
-4	اخراجات زردوزی	1310	
-5	ریشم کی بٹوائی	51	190
-6	ریشم کی رنگوائی	137	100
-7	سوتی تاگہ کی بٹوائی	34	850
-8	سبزہ سرخ اطلس	11	220
-9	تاگہ بٹوائی	4	200

Marfat.com

-10	درستی بوس قدیم وجدید	2	570
-11	ریشمی نکیل کی بٹوائی	4	570
-12	قیمت ریشم رنگین	6	720
-13	سوت کے کام کی اجرت	1	830
-14	سوتی دھاگے اور ریشم کی رنگوائی	2	330
-15	قرابہ مسی برائے عرق گلاب	1	720
-16	جھالر کی تیاری	6	550
-17	رسیان		740
-18	ٹاٹ کے تھیلے (غلاف کا کپڑا رکھنے کے لئے)	1	360
-19	سفید خاصہ (غلاف کے استر کے لئے)	17	850
-20	روپہلی ٹوئن	14	600
-21	غلاف کعبہ کی سلوائی	7	900
-22	ریل پر غلاف کے لادنے کی اجرت ممالان	2	80
-23	متفرق اخراجات غلاف	8	220
-24	پانی	6	280
-25	حریر کی تیاری کی اجرت	4	480
-26	غلاف بننے والوں کی اجرت	218	800
-27	تنخواہ ٹیس النوالہ (محاسب)	30	
-28	غلاف کے لپیٹنے اور تہہ کرنے کی اجرت	7	550
-29	غلاف کی درستگی وصاف کرائی	5	950

Marfat.com

30-	کارخانہ تیاری غلاف کے متفرق اخراجات بروز جلوس	3	550
31-	مستری کا بھتہ	1	250
32-	بھتہ محاسب		250
33-	الونس خدمت گاران بروز جلوس	3	420
34-	الونس کاریگروں کو بروز جلوس	31	480
35-	الونس بروز جلوس دیگر مستحقین کو	15	430
36-	الونس رئیس کبیر (بڑے مستری) کو جلوس کے دن	2	630
37-	محاسب کو جلوس کے دن	2	580
38-	محاطی جلوس کے دن	1	900
39-	قرآن پڑھنے والے کو جلوس کے دن	1	450
40-	خزانچی کو جلوس کے دن	3	
41-	محافظ غلاف مقام ابراہیم کو بروز جلوس	1	500
42-	نقیب علم فرقہ سعدیہ کو		350
43-	حزام کے حمالوں کو جلوس کے دن		400
44-	شیخ حزامین کو جلوس کے دن		500
45-	حمال برقع (کعبہ) جلوس کے دن		300
46-	مشغلچیوں کو جلوس کے دن		950
47-	زردوزون کو جلوس کے دن		800
48-	فراشون کو جلوس کے دن		200
49-	غلاف کعبہ اٹھانے والوں کو جلوس کے دن		900

Marfat.com

-50	دربان کو جلوس کے دن		100
-51	حمالی غلاف مقام ابراہیم بروز جلوس		200
-52	نقیب رفاعیہ کو جلوس کے دن		350
-53	خیمے نصب کرنے والوں کو بروز جلوس		30
-54	کاتب انتظام کو جلوس کے دن		450
-55	فراش مصلحہ کو جلوس کے دن		150
-56	نجار کو جلوس کے دن		450
-57	یوم جلوس کسوت مسجد حسین کی صفائی وغیرہ		90
-58	یوم جلوس مسجد حسین میں		550
-59	روز جلوس غلاف کی سلوائی وزردوزی		450
-60	مخیش (سنہری روپہلی تار) کو تپانے کے لئے کوئلے		150
-61	یوم جلوس کو پولیس کے سپاہیوں کو بھتہ		800
-62	زردوزوں کو جو مخیش تپاتے ہیں	4	
-63	بیت اللہ کے منبر کے غلاف کی تیاری	55	
-64	جلوس کی رات کے اخراجات	80	
-65	متفرق	128	550
-66	مصارف تیاری مصطبہ (اسٹیج)	20	

میزان کل: (4600) گنی (810) ملیم

تقریباً باسٹھ ہزار چار سو روپے کلدار

Marfat.com

باب 10

وہابیوں کی پہلی فتوحات حجاز اور ان کا غلاف

وہابیوں ① کی بڑھتی ہوئی قوت کو شریف غالب ② اور حجاز کے فرمانروا ترک حسد کی نظر سے

---

① وہابی مذہب کے بانی محمد بن عبدالوہاب علاقہ نجد میں ۱۱۱۵ء میں پیدا ہوئے تھے۔ ۱۲۰۶ء میں ان کی وفات ہوئی۔ ان کا طریق حنبلی تھا اور قرآن وحدیث کے زبردست عالم تھے انہوں نے مسلمانوں میں بہت سی مشرکانہ رسوم دیکھ کر ان کے غلاف وعظ کہنا شروع کیا۔ مختلف مقامات ان کا اخراج ہوا۔ آخر محمد بن سعود امیر ان کا معتقد ہوگیا۔ اس نے مختلف ممالک میں اپنے داعی بھیجے اور ہزاروں آدمی اس کے دائرہ اثر میں آگئے۔ لیکن جب ان کے مخالفوں نے ان لوگوں کو طرح طرح کی ایذائیں دینی شروع کیں۔ ان کو کافر ٹھہرایا گیا اور حج سے روک دیا گیا تو انہوں نے بھی تلوار سنبھالی اور عبدالعزیز بن محمد سر کردگی میں ۱۲۱۶ ہجری میں بحرین کربلا ونجف وغیرہ شہر فتح کر گئے۔ ۱۲۱۷ ہجری میں طائف پر قبضہ کیا۔ ۱۲۱۸ ہجری میں مکہ اور ۱۲۱۹ ہجری میں مدینہ تسخیر کرلیا۔ ۱۲۲۹ ہجری میں محمد علی پاشا والی مصر نے حجاز پر چڑھائی کی اور پانچ چھ برس کی جدوجہد اور سازشوں کے بعد حجاز سے ان کے قدم اکھاڑ دیئے۔ اس کے بعد حکومت نجد بہت ضعیف ہوگئی۔ سو برس کے بعد پھر زمانے نے پلٹا کھایا اور سلطان عبدالعزیز ثانی ابن عبدالرحمٰن ابن سعود نے اپنی دانائی سے اولاً سلطنت نجد پر قبضہ کیا اور اس کے بعد ۱۳۴۳ میں حجاز فتح کیا اور اس وقت وہی حرمین الشریفین کے فرمانروا ہیں۔ ② شریف غالب ۱۲۰۲ ہجری سے ۱۲۲۸ ہجری تک شریف مکہ رہا۔ حجاز سے وہابیوں کو نکال دینے کے لئے اس نے ترکوں کو دعوت دی۔ مگر حالت یہ تھی کہ شکار اپنے داؤں پر تھا اور شکاری اپنی گھات میں۔ شریف کی غرض یہ تھی کہ ترکوں کے ذریعے سے وہابیوں کو نکلوا کر خود حجاز کا حکمران بن جائے۔ محمد علی پاشا جس نے ترکی فوج کے ساتھ حجاز پر چڑھائی کی تھی وہ یہ چاہتا تھا کہ شریف کو بلائے طاق رکھ دے۔ آخر محمد علی کا وار چل گیا اور اس نے شریف غالب کو قید کر کے قاہرہ بھیج دیا۔ وہاں ۱۲۳۱ ہجری میں اس کا انتقال ہوگیا۔

Marfat.com

دیکھتے تھے اور ان کی مذہبی اصلاحات کو کفر و ذلالت سے تعبیر کرتے تھے۔ آخر ان کی عراق کی فتوحات سے ڈر کر شریف مکہ نے وہابیوں کو بدنام کرنے پر ہی اکتفا نہ کیا بلکہ ان کی تکفیر کا فتویٰ تیار کرا کے حجاز میں ان کا داخلہ ممنوع قرار دیدیا۔ جب وہابی فریضہ حج سے بھی محروم کر دیئے گئے تو ناچار انہوں نے اپنی تلوار کا رخ حجاز کی طرف پھیر دیا اور کچھ عرصے میں امیر نجد سعود ابن عبدالعزیز نے طائف، مکہ، مدینہ حجاز کے تمام شہر فتح کر لئے اور 4 محرم 1218 ہجری کو مکے پر قبضہ کرنے کے بعد سلطان ترکی سلیم خان ثالث کو جس کا عہد حکومت 1203 سے 1222 ہجری تک رہا حسب ذیل خط لکھا:

منجانب سعود

بخدمت سلطان سلیم خان............

''میں 4 محرم 1218 ہجری کو مکے میں داخل ہوا۔ میں نے یہاں کے باشندوں کو امان دیدی اور ان تمام چیزوں کو جن کی پرستش کی جاتی تھی برباد کر دیا۔ میں نے سوائے ان محصولوں کے جو شرعاً جائز ہیں باقی تمام محصول معاف کر دیئے۔ میں نے اس قاضی کو جسے آپ نے شرع محمدی پر عمل کرنے کے لئے مقرر کیا ہے، بحال رہنے دیا۔ میری خواہش ہے کہ آپ دمشق و قاہرہ کے والیوں کو ہدایت کر دیں کہ وہ باجوں کے ساتھ مکہ معظمہ کی جانب محمل روانہ کریں۔ مذہب کا ایسی باتوں سے کچھ تعلق نہیں ہے۔''

سلطان سلیم نے اس خط کا جواب نہ دیا اور فریقین میں جنگ کی تیاریاں ہونے لگیں۔ محمل کے بارے میں سعود کی ہدایت کو ضلالت خیال کیا گیا اور حسب سابق محمل روانہ کئے گئے۔ 1220 میں سعود نے پھر شامی و مصری امیر الحاج کو متنبہ کیا:

''اس لکڑی کے ڈھانچے کو باجے بجاتے یہاں نہ لائیں یہ بدعت ہے۔ تمام بدعتیں گمراہی ہیں اور ہر گمراہی کی سزا آگ ہے۔''

شامی امیر نے یہ شرط قبول نہ کی اور 1221ھ کے حج میں وہ بغیر حج کئے اپنے محمل کو لے کر واپس

Marfat.com

چلا گیا مگر محمل مصری جو مکے پہنچ چکا تھا، وہابیوں کے ہاتھ لگ گیا اور انہوں نے اسے جلا دیا۔ وہابیوں کی حکومت حجاز پر کوئی بارہ برس رہی۔ اس زمانہ میں مصر سے غلاف آنا موقوف ہو گیا تھا اور وہابی کعبے پر خود غلاف ڈالتے تھے۔ یہ سرخ رنگ کے کپڑے کا ہوتا تھا جو حسا میں ⓫ تیار ہوتا ہے اور جس کی عربی عبائیں بنائی جاتی ہیں۔

⓫ حسا علاقہ نجد کا ایک بڑا زرخیز صوبہ ہے۔ یہاں اچھی اچھی چراگاہیں ہیں۔ مویشی خوب ہوتے ہیں۔ یہاں کی پارچہ بافی کی صنعت بھی زمانہ قدیم سے مشہور ہے۔ سوئی کپڑے کے علاوہ یہاں کا اونی کپڑا ہی اچھا ہوتا ہے۔ جلالتہ الملک سلطان عبدالعزیز بن عبدالرحمٰن ملک حجاز نجد کی عطا ہوئی عبا اس فقیر کے پاس بھی ہے۔

Marfat.com

باب 11

ترکوں کا حجاز پر دوبارہ قبضہ اور مصر سے غلاف کی دوبارہ آمد

وہابیوں کے پہلی مرتبہ کے تسلط حجاز کی وجہ سے تقریباً دس سال تک مصر سے غلاف کعبہ نہ آیا۔ جب ترکوں نے بسر کردگی محمد علی پاشا اہل نجد سے ملک حجاز واپس لے لیا (جیسا کہ ہم مملوک سلاطین کے ضمن میں حاشیہ پر تحریر کر چکے ہیں) تو 1232ھ سے پھر غلاف کعبہ مصر سے آنے لگا اور شامی ① محمل کا راستہ بھی کھل گیا۔ اس زمانہ میں مشہور فرنگی سیاح عرب برکھارٹ حجاز گیا ہوا تھا۔ اس نے اپنے سفرنامے میں دونوں محملوں کا ذکر کیا ہے۔ اس وقت تک حجاز سے وہابیوں کا قبضہ نہیں اٹھا تھا بلکہ طائف کے نواح میں ترکوں اور وہابیوں کی لڑائی بھی ہو رہی تھی۔ تاہم مصر و شام کے راستوں میں امن تھا اور اسی وجہ سے غلاف کعبہ کا راستہ کھلا رہا۔

① شامی محمل کا تفصیلی ذکر ایک علیحدہ باب میں کیا گیا ہے۔

Marfat.com

باب 12

شریف مکہ کا غلاف کعبہ

حجاز سے وہابیوں کا قبضہ اٹھ جانے کے بعد تقریباً 81/82 برس تک غلاف کعبہ مصر سے تیار ہو کر حسب دستور سابق بڑے تزک واحتشام کے ساتھ مکہ معظمہ آتا رہا لیکن 1914ء 1333 ہجری میں یورپ کی جنگ عظیم چھڑی اور 1920ء تک ہوتی رہی تو سلطنت عثمانیہ نے بھی برطانیہ اور اس کے حلیفوں کے خلاف جرمنی کا ساتھ دیا۔ ادھر متحدین (برطانیہ، فرانس واٹلی) نے شریف مکہ حسین پاشا کو شہ دی۔ اُس نے 1916ء میں ترکوں کے خلاف علم بغاوت بلند کیا اور شاہ حجاز بن کر اپنی خودمختاری کا اعلان کر دیا (1)۔ دوران جنگ بحری رستوں کی ناکہ بندی کر دی گئی تھی۔ تمام جہاز جنگی کاموں میں مصروف تھے۔ حج تقریباً بند ہو گیا تھا اور مصر سے غلاف ومحمل کی آمد بھی پابندی کے ساتھ باقی نہیں رہی تھی۔ خشکی کی راہ سے بھی فتنہ وفساد و بدامنی کی وجہ سے بہت کم حاجی آتے تھے۔ اس کے علاوہ شریف کو بغاوت اور سازشوں سے اتنی فرصت نہ تھی کہ عرب کے اندرونی حصے سے جو لوگ حج کے لئے آتے تھے ان کی خوشنودی کے واسطے غلافِ کعبہ کا کوئی خاص اہتمام کرتا۔

(1) اس وقت ترکی میں سلطان محمد خان فامس حکمران تھے جن کی سلطنت ۱۳۲۷ھ ۱۹۰۹ء سے ۱۳۳۶ھ، ۱۹۱۸ء تک رہی۔ ان کی وفات کے بعد دوران جنگ ہی عزیز الدین یوسف سلطان عبدالمجید خان کے نام سے تخت نشین ہوئے۔ اس لڑائی میں ترکوں کو زبردست نقصان ہوا۔ حجاز وعراق وشام، مصر سب ان کے ہاتھ سے نکل گئے۔ قریب تھا کہ ترکوں کی سلطنت صفحۂ ہستی سے مٹ جائے مگر مصطفیٰ کمال پاشا کی دانائی وشجاعت نے اس سلطنت کا نام باقی رکھا۔ متحدین کو جو قسطنطنیہ پر قابض ہو گئے تھے اُن کے گھر رخصت کیا۔ اس کے بعد سلطان عبدالمجید خان معزول کروائے گئے اور ترکی بجائے خودمختار شہنشاہیت کے جمہوری سلطنت کر دی گئی۔

Marfat.com

کبھی دل میں آ گئی تو شریف کوئی معمولی کپڑے کا غلاف پہنا دیتا تھا۔ ورنہ وہی پرانا غلاف پڑا رہتا تھا۔ شریف مکہ کے ڈالے ہوئے غلافوں میں سے جو اس نے اس زمانہ میں ڈالے تھے ایک غلاف کا ٹکڑا میرے پاس بھی موجود ہے۔ یہ ڈبل زین کی قسم کا کپڑا ہے۔ اس کا رنگ مدہم کاہی ہے۔

Marfat.com

باب 13

سلاطین مصر کا غلاف کعبہ

جنگ یورپ کے زمانہ میں حذیو عباس حلمی پاشا ① اپنے ضمیر کے خلاف عمل کرنا حمیت سے بعید سمجھ کر قسطنطنیہ چلے گئے۔ ان کی عدم موجودگی میں ان کے چچا حسین کامل پاشا اکتوبر 1914ء میں حذیو مقرر ہوئے اور سلطان کا لقب اختیار کیا۔ دسمبر 1917ء میں حسین پاشا کا انتقال ہو گیا اور ان کے لڑکے کمال الدین نے سلطنت سے انکار کر دیا تو حسین پاشا کے بھائی شہزادہ احمد فواد ② کو سلطان بنایا گیا۔ 1922ء میں انہوں نے فواد دل سلطان مصر و سوڈان کا لقب اختیار کیا۔ حسین پاشا اور سلطان فواد کے زمانے میں حسب سابق مصر سے غلاف آتا رہا اور اس کے اجزاء اور کتبے وغیرہ بھی وہی قدیمی رہے جو سلطنت عثمانیہ کے زمانہ میں تھے۔ البتہ سمت شمالی کے حزام پر سلطان حسین پاشا یا سلطان فواد کا نام اور ان کے آباؤ اجداد کے نام اس سلسلہ سے کڑھے رہتے تھے۔

---

① عباس حلمی پاشا نے ۱۸۹۱ء سے ۱۹۱۴ء تک ۲۴ سال حکومت کی۔ ② سلطان خواد کی یکی ولادت ۱۸۶۸ء میں ہوئی یہ اس وقت بھی حکمران ہیں۔ مصر کے خدیوون کا شجرہ نسب ذیل میں درج ہے ناموں پر بہ اعتبار سلسلہ وار نمبر ڈال دیئے گئے ہیں۔

(1) محمد علی پاشا

طوسون پاشا — (2) ابراہیم پاشا — (4) سعید پاشا

(3) عباس پاشا — (5) اسماعیل پاشا

(8 حسین کامل — (6) توفیق پاشا — (7) عباس حلمی پاشا

(9) فواد اوّل

Marfat.com

فی ایام دولت صاحب جلالت ملک المصر والسودان العظم السلطان احمد فواد باشا اول بن اسماعیل باشا بن ابراہیم باشا بن محمد علی باشا خلد اللہ تعالیٰ ملکہ۔

مصر و حجاز کا تنازعہ غلاف کعبہ کی واپسی:

مصر کے غلاف کعبہ کی آمد کو دو ہی سال گزرے تھے کہ 1341 ہجری میں ایک نیا جھگڑا پیش آیا وہ یہ کہ شاہ حجاز حسین پاشا نے، جسے علمائے اسلام دین فروش و ملت فروش و نصاریٰ کا ساختہ پرداختہ رکھتے تھے، محمل مصری کو جو غلاف کعبہ کے ساتھ مصر سے جدہ پہنچ چکا تھا، واپس کر دیا۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ زمانہ قدیم سے یہ دستور چلا آ رہا تھا کہ محمل مصری کے ساتھ حاجیوں کا بڑا قافلہ آیا کرتا تھا اور ان کی دوا درمن کے لئے سرکاری طور پر دو طبیب بھی قافلے کے ساتھ رہا کرتے تھے۔ یہ طبیب وہ لوگ ہوتے تھے جو ادائیگی فریضہ حج کے لئے روانہ ہوتے تھے۔ راستے بھر میں دوسرے حاجیوں کا علاج و معالجہ کرتے جاتے تھے اور حجاز میں اس خدمت کو یہ ثواب سمجھ کر انجام دیتے تھے۔ اس سال اتفاقاً چار طبیب حج کے ارادے سے قافلہ مصری یعنی محمل کے ساتھ مکہ معظمہ روانہ ہوئے۔ دیوانہ را ہوئے بس است۔ شاہ حجاز نے اس پر اعتراض کیا اور اسے اپنی خود مختاری کے منافی خیال کر کے اعلان کر دیا کہ حجاز میں ان لوگوں کے داخلہ کی اجازت نہیں دی جائے گی۔ حکومت مصر نے مناسب نہ سمجھا کہ مصری ابنائے وطن کو جو حج کے لئے ارض مقدس کا سفر کر رہے تھے کسی طبی امداد اور احتیاطی تدابیر کے بغیر ایسے غیر منتظم ملک میں جیسا کہ اس وقت حجاز ہو رہا تھا، بیماریوں کا شکار بننے کے لئے چھوڑ دے تا کہ شاہ حجاز کے مقرر کئے ہوئے ڈاکٹر ان کے پر پرزے نوچ کر اطمینان کے ساتھ ان کا خون چوسیں اور مرنے کی صورت میں شاہ حجاز ان کے مال و اسباب پر قبضہ کرے۔ حکومت مصر نے اصرار کیا اور مصر و حجاز کے دیرینہ و مخلصانہ تعلقات والی حجاز کو یاد دلائے مگر وہ اپنی ضد پر اڑا رہا۔ آخر علمائے اسلام نے مناسب الفاظ میں جس کا وہ مستحق تھا فتویٰ صادر کیا اور محمل مصری معہ غلاف کعبہ کے واپس طلب کر لیا گیا۔ حجاج مصر جو بڑے اشتیاق و تمنا کے ساتھ گھر سے نکلے تھے "ہمہ شوق آمدہ بودم ہمہ حرمان رفتم" کہتے ہوئے مصر واپس آ گئے۔

Marfat.com

''محمل کی ہر سال روانگی و واپسی'' مصر میں ایک عظیم الشان تقریب کی حیثیت رکھتی تھی۔ اہل مصر اس کو کمال عزت و احترام کے ساتھ رخصت کرتے تھے اور واپسی کے وقت بڑے جوش و خروش کے ساتھ اس کی زیارت کے لئے جایا کرتے تھے (جیسا کہ آئندہ اوراق میں اس جلوس کے تفصیلی حالات سے معلوم ہوگا) اس موقع پر جب مصر والے بغیر حج کئے ہوئے واپس آئے اور غلاف کعبہ واپس لایا گیا۔ اس وقت اہل مصر کو جو صدمہ ہوا اس کا اندازہ مشکل ہے۔

اس سال شاہ حجاز نے تکمیل رسم کے لئے ڈبل زین کی قسم کے ایک دبیز ہلکے کاہی رنگ کا غلاف کعبے پر ڈالا تھا۔

شاہ حجاز کی اس حرکت سے جسے مسلمان کسی عیسائی سلطنت کی ترغیب کا نتیجہ قرار دیتے ہیں، نہ صرف اہل مصر کو بلکہ تمام دنیا کے مسلمانوں کو رنج پہنچا تھا۔ نتیجہ یہ نکلا کہ حکومت مصر نے شاہ مذکور کی سالانہ تنخواہ کا ڈیڑھ لاکھ روپیہ جو خزانہ مصر سے، اس کو ملتی تھی موقوف کر دی۔ مصر و حجاز کے دوستانہ تعلقات جو سینکڑوں برس سے قائم تھے، وہ بھی منقطع ہو گئے اور قاہر جو باب المملکہ کہلاتا ہے وہاں کے حاجیوں کے لئے مکے میں داخل ہونے کے دروازے بند کر دیئے گئے۔

Marfat.com

باب 14

حجاز پر اہل نجد کا دوبارہ قبضہ

مصر سے غلاف کعبہ کی دوبارہ آمد اور موقوفی:

حسین پاشا شریف کی حکومت ایک بدترین قسم کی بادشاہت تھی۔ ہر قسم کے جرائم و ممنوعات شرعیہ کا ارتکاب اعلانیہ ہوتا تھا۔ معتبر اہل مکہ کی زبانی معلوم ہوا کہ خود شریف دائم الخمر تھا جس وقت نجدیوں نے اس کے محل پر قبضہ کیا تو شراب کی بہ کثرت خالی بھری بوتلیں وہاں سے برآمد ہوئیں۔ مولوی حاجی سید حسن صاحب اکبرآبادی نے مجھے بتایا تھا کہ 1338 ہجری میں شریف کے دربان کعبہ کو انہوں نے ہمیشہ مخمور پایا۔ اُس زمانہ میں حجاز بدامنیوں کا مرکز تھا اور خاص بلد الامین میں بھی نہ حاجیوں کی جان محفوظ تھی نہ مال۔ باشدگان حجاز بھی سخت مصیبت میں گرفتار تھے۔ جہاں شریف نے حاجیوں پر نئے ٹیکس لگا کر حج کو تقریباً ناممکن کر دیا تھا اس کے ساتھ مکہ و مدینہ کے رہنے والوں کو بھی اس نے نوچنے کھسوٹنے میں کمی نہیں کی تھی۔ بدوی لٹیروں اور شریف کے ڈاکو ملازموں کے ہاتھ سے مسافروں کا مکے سے چل کر مدینے تک پہنچنا ناممکن تھا۔ حاجیوں کو خاص راستوں سے چلنے پر مجبور کیا جاتا تھا تا کہ وہ گراں قیمت پانی خریدیں یا پیاس سے مر جائیں اور ان کا مال شریف کے لٹیروں کے ہاتھ لگے۔ اس طرح ہزاروں آدمی تڑپ تڑپ کر ریگستان میں جان دیتے تھے۔ اس زمانے کے اخبارات سے ثابت ہوتا ہے کہ 1337 ہجری میں چوبیس ہزار خدا اور رسول کے مہمان شریف کے مظالم کا شکار ہوئے تھے۔ اس زمانہ میں بہت کم حاجی مدینے تک پہنچ سکتے تھے۔ اکثر راستے ہی میں

Marfat.com

سے بلا زیارت لوٹا دیئے جاتے تھے۔ مولوی حاجی سید اعجاز حسین اور مولوی حاجی سید حسن صاحب رئیس اکبر آباد نے بیان فرماتے ہیں:

''1338 ہجری میں ہم حج پر گئے تھے یہ زمانہ شریف کی حکومت کا تھا۔ تقریباً پندرہ سو حاجیوں کا قافلہ جو مدینے جا رہا تھا۔ بیر علی کے پاس سے جبکہ مدینہ ڈیڑھ کوس رہ گیا تھا جبراً واپس کر دیا گیا اور اہل قافلہ مدینہ منورہ کی طرف منہ کر کے بہ صد حسرت و یاس فاتحہ پڑھ کر روتے ہوئے واپس ہوئے مگر خوش قسمتی سے ہمارے بدویوں نے شریف کے سپاہیوں کی آنکھ بچا کر کوئی دوسرا رستہ اختیار کر لیا تھا اور اس طرح ہم روضہ منورہ کی زیارت سے مشرف ہو گئے۔''

آخر شریف کے گناہوں کا گھڑا بھر گیا اور 1343 ہجری میں اللہ تعالیٰ نے حجاز پر اہل نجد کو مسلط فرمایا جنہوں نے جلالتہ الملک سلطان عبدالعزیز ابن عبدالرحمٰن آل فیصل ابن سعود شریف کی سرکردگی میں خاندان شریف کے ناپاک وجود سے حجاز مقدس کو پاک کیا اور بدامنی کو امن سے اور ظلم کو انصاف سے مبدل کر دیا۔ غلاف جس کے آنے میں کوئی پابندی باقی نہ رہی تھی اب پھر مصر سے آنے لگا۔ مگر 1344 ہجری میں محمل مصری کے متعلق دو ناگوار واقعات پیش آئے۔ اوّل یہ کہ جب مصریوں نے حسب دستور قدیم مکے پہنچ کر محمل کو حرم کعبے میں باب السلام کی طرف والے دالان کے ایک حصہ میں رکھ کر سپاہیوں کا پہرہ مقرر کر دیا تو خوش عقیدت مسلمانوں کے گروہ کے گروہ اس طرف بڑھے۔ کوئی مٹھائی، کھجوریں، پیسے چڑھاتا تھا، کوئی منت مرادیں مانتا تھا، کوئی چلے باندھتا اور عرضیاں لٹکاتا تھا۔ نجدی ان چیزوں کو نہ دیکھ سکے۔ سلطان ابن سعود سے شکایت کی کہ ''عین بیت اللہ میں یہ بت پرستی ہو رہی ہے۔ اسے دیکھ کر خدا کے گھر میں محمل پرستوں کو ہم نہیں دیکھ سکتے۔'' سلطان نے مصری امیر الحج کو سمجھا کر محمل کے معتقدوں کی آمد و رفت بند کر دی اور سپاہیوں کو کہہ دیا کہ کسی کو محمل کے پاس نہ آنے دیں اس طرح یہ فتنہ آسانی سے رفع ہو گیا۔

دوسرا واقعہ یہ پیش آیا کہ ذی الحجہ 1344 ہجری کو ہمراہیان محمل مصری اور عام نجدیوں میں تصادم

Marfat.com

ہو گیا جس کی کیفیت یہ ہے کہ بعض نجدیوں نے محمل پر جس کو وہ محض کھلونا بلکہ بت سمجھتے تھے، عرفات جاتے وقت منیٰ کے قریب کنکریاں پھینکیں اور ایک نجدی نے محمل کے اونٹ کا پاؤں گولی سے زخمی کر دیا اس پر مصری حاجیوں کو جو محمل کے ساتھ تھے، تاؤ آ گیا اور کنکروں کا جواب انہوں نے مشین گن کی گولیوں سے دیا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ پچیس نجدی وہیں ڈھیر ہو گئے۔ مصری فوج کی تعداد چار سو تھی اور نجدی کوئی ساٹھ ہزار۔ اگرچہ نجدیوں میں بڑا جوش پھیل گیا تھا مگر سلطان ابن سعود نے مہمان نوازی کے خیال سے مصریوں کی اس زیادتی کو معاف کر دیا اور سلطان کے فرزندوں نے بیچ میں پڑ کر بڑی مشکل سے معاملہ رفع دفع کیا۔ خیال یہ تھا کہ یہ بات یہیں تک رہے گی اور آئندہ غلاف کی روانگی پر اس سے کوئی اثر نہ پڑے گا مگر اہل مصر نے اس قدیم رسم کو بلا کسی گفت و شنید کے یکا یک مٹا دیا اور اس کے بعد سے مصر سے غلاف آنا موقوف ہو گیا۔ مصر کا یہ سب سے آخری غلاف کعبہ تھا جو 1344 ہجری میں آیا تھا، کعبے پر ڈالا گیا اور سال بھر تک کعبے پر رہا۔ اس غلاف کے کتبوں کی آیات وغیرہ اور ان کا رسم الخط سب وہی تھا جس کی توضیح خلافت عثمانیہ کے غلاف کے اجزاء اور کتبوں کے ذکر میں کی جا چکی ہے۔ صرف یہ فرق تھا کہ اس کی سمت شمالی کی حزام اور پردہ باب کعبہ میں احمد فواد پاشا سلطان مصر کا نام اس طرح تحریر تھا۔

فی ایام دولت صاحب جلالت المصر والسودان المعظم السلطان احمد فواد باشا اول بن اسمعیل باشا بن ابراہیم باشا بن محمد علی باشا خلد اللہ تعالیٰ ملکہ

سلطان عبدالعزیز ابن عبدالرحمٰن ابن سعود کا پہلا غلاف کعبہ:

وہابیوں کے خیال میں محمل ایک غیر ضروری بدعت تھی اور بعض دوسرے متشرع اصحاب بھی اسے کھیل تماشا سمجھتے تھے۔ محمل کے ساتھ بعض خوش عقیدہ مسلمانوں کو جو اعتقاد تھا اس پر وہابی بت پرستی کا گمان کیا کرتے تھے۔ اہل نجد نے اپنے پہلے قبضہ اعجاز کے زمانہ میں بھی گاجے باجے کے ساتھ محمل کا داخلہ جائز نہیں رکھا تھا۔ 1344 ہجری میں بھی اسی وجہ سے نجدیوں اور مصریوں کے

Marfat.com

درمیان تصادم ہو گیا تھا۔ ان وجوہ کے باعث ضرورت تھی کہ 1345 ہجری کے لئے محمل کے بارے میں حکومت حجاز و حکومت مصر کے درمیان سمجھوتہ ہو جائے چنانچہ جلالتہ الملک سلطان عبدالعزیز ابن عبدالرحمٰن بن سعود ملک الحجاز و نجد نے جدہ میں مصر کے سفیر کو محمل کے لانے کی اجازت ان شرائط پر دے دی کہ اس کے ساتھ حاجیوں کا قافلہ اور فوج آسکتی ہے مگر توپیں اور مشین گن وغیرہ نہ لائی جائیں اور باجا نہ بجایا جائے۔

مصری حکومت اس پر رضامند ہو گئی اور محمل کے بھیجنے کا یقین دلایا۔ آخری ذیقعدہ 1345 ہجری تک یہ اندیشہ نہ تھا کہ مصر سے محمل و غلاف نہ آئے گا کہ اتنے میں یکا یک یکم ذی الحجہ کو سفیر مصر نے اطلاع دی کہ حکومت مصر نے آپ کی شرائط پر محمل کا بھیجنا پسند نہیں کیا۔ اس بے موقع اطلاع سے حکومت مصر کی یہ غرض تھی کہ اگر سلطان ابن سعود نے ایسے تنگ وقت میں مجبور ہو کر ہماری شرائط قبول کر لیں تو بھاگ دوڑ کر محمل دھوم دھام سے بھیج دیا جائے گا اور نہ اتنی قلیل مدت میں سلطان ابن سعود غلاف کی تیاری کا انتظام نہ کر سکیں گے اور اس طرح ان کو ایک قسم کی خفت ہو گی۔ مصریوں کی اس حرکت کو سلطان ابن سعود نے صبر و استقلال سے برداشت کیا اور سات روز کے اندر سیاہ بانات کا غلاف معہ زریں حزام اور باب کعبہ کے زریں پردے تیار کرا کے 10 ذلحجہ 1345 ہجری کو کعبے پر ڈال دیا۔ سلطان نے اس خوشی میں طواف کیا اور دو رکعت نماز شکرانہ ادا کی۔ چونکہ حکومت نجد کا یہ پہلا غلاف تھا اور بڑی عجلت کے ساتھ تیار کیا گیا تھا۔ اس لئے اس میں کسی خاص کام کی توقع نہیں ہو سکتی تھی تاہم غلاف خوشنما تھا اور اس قدر کم فرصت میں اس کا تیار ہو جانا ہی کچھ کم حیرت ناک نہ تھا۔ اس کی بانات عمدہ سیاہ رنگ کی تھی۔ اس کی حزام اور باب کعبہ کے پردے پر سنہری مسالے سے نقش و نگار و آیات قرآنی کاڑھے گئے تھے۔ یہ غلاف دیکھ کر لوگوں کو بڑی حیرت ہوئی تھی کہ مکہ معظمہ میں اتنی مقدار میں بانات کیسے دستیاب ہو گئی۔ کیونکہ کعبے کے غلاف کے لئے تیس چالیس تھان یعنی تقریباً 437 گز بانات درکار ہوئی ہو گی۔ اس غلاف میں کعبہ کے پردے پر سنہری مسالہ کا حاشیہ نقش و نگار کے ساتھ بنا ہوا تھا۔ جس کے بیچ میں سنہری حرفوں میں کلمہ طیبہ لکھا تھا۔ حزام دو فٹ چوڑی تھی جس

Marfat.com

میں حسب ذیل آیات مسالے کے حلقوں میں سنہری گوٹے پٹھے سے کڑھی ہوئی تھیں۔

دسویں ذیحجہ کو بہت سے حاجی مصر اور دوسرے ممالک کے منیٰ سے طواف الزیارت [1] کے لئے جب مکے آئے تو کعبہ پر چمکدار زریں کام کا نیا غلاف دیکھ کر حیرت زدہ رہ گئے۔ خصوصاً اہل مصر کو بہت ہی شاق لگا۔ چونکہ حاجی تین دن تک منیٰ ہی میں رہتے ہیں اس لئے بیت اللہ میں حجاج کی کثرت نہیں ہوتی اور بیت اللہ کافی طور پر محفوظ بھی نہیں ہوتا۔ گیارہویں ذیحجہ کو نہ معلوم کون لوگ اس غلاف کے نیچے کا حصہ جہاں تک ہاتھ پہنچتا تھا کوئی د، و دو گز چاقوؤں سے کاٹ کر اور قینچیوں سے کتر کر لے گئے۔ بعض کا گمان مصریوں پر ہوا۔ بعض کا اہل مکہ پر، بعض کا طرفداران شریف پر اور بعض کا دشمنان ابن سعود پر، حقیقت حال خدا کو معلوم ہے کہ لے جانے والے کون تھے اور کس نیت سے لے گئے تھے۔ سلطان ابن سعود کو جب اس کی اطلاع ملی تو انہوں نے اسی رات دوسرا کپڑا اسلوا کر غلاف کو اس طرح پھر مکمل کر دیا کہ بہت سے لوگوں کو خبر بھی نہ ہوئی کہ ایسا واقعہ پیش آیا تھا۔

سلطان ابن سعود کے حکم سے مصری غلاف کے نمونے کی مکہ میں تیاری:

سلطان کو اسی برس یہ خیال آیا کہ غلاف کعبہ حجاز ہی میں تیار ہوا کرے اور اس کے لئے مصر وغیرہ کسی دوسرے ملک کی حاجت نہ رہے۔ اس کا ذکر سلطان نے اپنے سیکرٹری مولوی سید اسماعیل غزنوی سے کیا۔ انہوں نے حاجی کریم بخش بنارسی سے جو ان دنوں حج کے لئے گئے ہوئے تھے چند روز میں ایک نمونہ غلاف کے کپڑے کا مکہ معظمہ میں تیار کرا کے سلطان کے سامنے پیش کر دیا۔ سلطان نے اسے پسند فرمایا اور سیکرٹری کو حکم دیا کہ وہ ہندوستان جا کر کاریگر، ریشم مقیش اور اوزار بھجوائیں تا کہ غلاف کعبہ اور حسب ضرورت دوسری قسم کے کپڑے بھی حجاز میں تیار ہوا کریں۔ چنانچہ وہ اوائل 1346 ہجری میں ہندوستان گئے۔ ریشم کے لئے کشمیر کا دورہ کیا مگر وہاں

---

[1] قیام منیٰ کے زمانے میں دسویں ذلحجہ سے بارہویں ذلحجہ تک کسی ایک دن جو طواف کیا جاتا ہے اُسے طواف الزیارت کہتے ہیں۔

Marfat.com

کا ریشم پسند نہ آیا اور بالآخر ممبئی سے ریشم کا انتظام کیا اور بنارس سے کپڑے بننے والے کاریگر فراہم کر کے ان کو مکہ معظمہ روانہ کر دیا۔ یہ لوگ حاجی حافظ رحمت اللہ کے خاندان کے افراد تھے جو محلہ ہنومان پھاٹک کے قریب بنارس میں رہتے تھے۔ ان میں خاص خاص کاریگروں کے نام صبغتہ اللہ، صفی اللہ اور سیح اللہ ہیں۔ کل ساٹھ مرد، بیس عورتیں اور نو بچے روانہ کئے گئے۔ عورتیں ریشم کھولنے کے لئے گئیں۔ تنخواہ چالیس روپے سے سو روپے ماہوار تک اور عورتوں کی تنخواہ بیس روپے سے تیس روپے تک علاوہ خوراک کے قرار پائی۔ صبغتہ اللہ ان سب لوگوں کے منیجر مقرر ہوئے۔ ان لوگوں کو دو دو تنخواہیں پیشگی دی گئیں اور اخراجات سفر سب سلطان کے ذمہ رہے۔ ان سے تین سال کا اقرار نامہ لیا گیا۔ بعض معہ اہل و عیال کے اور بعض تنہا گئے۔ ممبئی سے انیس ہزار روپے کا ریشم خریدا گیا تھا اور سترہ سو روپے کا لکڑی کا سامان اوزار وغیرہ خریدے گئے۔ غلاف کعبہ کے زریں حصوں کا انتظام چونکہ اس وقت مکہ معظمہ میں ہونا دشوار تھا۔ اس لئے حزام اور برقع کعبہ کی تیاری کا ٹھیکہ حاجی حافظ بشیر الدین ساکن محلہ مسجد فتح پوری دہلی کو تخمیناً چھ ہزار روپے میں دیا تھا۔ گیارہ کاریگر ممبئی سے جہاز میں سوار کرائے گئے اور باقی کراچی سے۔

اس موقعہ پر ایک لطیفہ کا ذکر کر دینا غالباً بے محل نہ ہوگا۔ جب یہ کاریگر مکہ معظمہ روانہ ہو چکے تھے اس وقت اخبار مدینہ بجنور کو کہیں سے اطلاع ملی تھی کہ سلطان ابن سعود غلاف کعبہ تیار کرانے کیلئے ہندوستان سے کاریگر طلب کرنے والے ہیں۔ اس پر اخبار مذکور نے جو ریمارک شائع کیا تھا اس کا خلاصہ تھا:

”ہم اس بات کو ہرگز گوارا نہیں کر سکتے کہ ہمارے بھائیوں کو اس حیلے سے مکہ معظمہ میں طلب کر کے وہابی بنایا جائے، ہم ہرگز کسی کو جانے کا مشورہ نہ دیں گے۔“

یہ مضمون پڑھ کر مجھے بہت ہنسی آئی کہ اخبار نویس صاحب نہ معلوم کس عالم میں ہیں، کاریگر پہنچ بھی گئے مگر ایڈیٹر صاحب فرما رہے ہیں کہ ہم کسی کو جانے کی رائے نہ دیں گے اور لطف یہ کہ ایڈیٹر صاحب یہ گوارا کرتے ہیں کہ ان کے بچے عیسائیوں کے مشن سکولوں میں خلاف عقائد اسلامی تعلیم

Marfat.com

پائیں۔ ولایت جا کر انواع و اقسام کی مکروہات میں مبتلا ہوں۔ حلال و حرام کے امتحان میں پڑیں۔ مگر یہ گوارا نہیں کر سکتے کہ ان کے بھائی مکہ معظمہ کی سکونت کا شرف حاصل کر کے نجدیوں کے خیالات سے متاثر ہوں جو حضرت عبدالقادر جیلانی رحمتہ اللہ علیہ کے ہم مذہب یعنی حنبلی ہیں۔

بنارسی کاریگروں نے مکہ معظمہ میں غلاف کا کپڑا تیار کیا جس پر مصری غلاف کی طرح کلمہ بنا گیا اور غلاف کے زریں حصے دہلی سے تیار کر کے بھیجے گئے۔ اس خوشی میں 6 ذی الحجہ 1346 ہجری کو مکہ معظمہ ایک بڑا جلسہ ہوا۔ اس طرح 1346 ہجری میں سلطان ابن سعود کے مصارف سے غلاف کعبہ تیار ہوا۔ 1345 ہجری میں تو عجلت کی وجہ سے غلاف کے حزام اور برقع کعبہ کی آیات وغیرہ بدل دی گئی تھیں اور طرز تحریر بھی دوسرا تھا لیکن 1346 ہجری کے غلاف میں کتبے اور آیات قرآنی سب وہی قائم رکھی گئیں جو مصری غلاف میں ہوا کرتی تھیں اور اس کا خط بھی وہی رہا۔ البتہ سمت شمالی کی حزام میں بجائے سلطان ترکی یا سلطان مصر کے نام کے جلالتہ الملک سلطان ابن سعود کا نام لکھا گیا۔ 1347 ہجری سے غلاف کے طلائی و زریں حصوں کی تیاری کا انتظام بھی مکہ معظمہ میں ہونے لگا اس کی تکمیل کیلئے کلکتہ کے تین کاریگر مامور کر دیئے گئے۔

ہر سال 6 ذی الحجہ کو مکہ معظمہ میں تیاری غلاف کی خوشی میں ایک بڑا جلسہ ہوتا جس میں مختلف ممالک کے امیر الحاج اور معزز حاجی بھی شریک کئے جاتے ہیں۔ ماضی میں سلطان ابن سعود اپنی تقریر میں منجملہ اور باتوں کے ہندوستانی کاریگروں کی تعریف بھی فرماتے تھے۔ یہ غلاف سابقہ مصری غلاف سے خوشنما، مضبوطی اور چمک جھلک میں بڑھا ہوا ہے۔ مگر بعض خوش عقیدہ مسلمان مصری غلاف کی اب بھی تعریف کرتے ہیں جس پر وہ مثل صادق آتی ہے کہ "مری ہوئی بھینس کے بڑے بڑے سینگ"۔

ایک حاجی صاحب سے جو کئی سال سے برابر حج کے لئے جا رہے ہیں، ان سے اس بارے میں میری گفتگو ہوئی تو انہوں نے فرمایا کہ مصری غلاف زیادہ پائیدار ہوا کرتا تھا۔ دوسرے سال تک اس کے کپڑے کی آب و تاب میں فرق نہیں آتا تھا اور اس کا زریں کام بھی ماند نہیں پڑتا تھا۔ اس غلاف

Marfat.com

کی یہ حالت نہیں ہے۔ یہ بہت جلد بگڑ جاتا ہے۔ اس کے ثبوت میں انہوں نے اپنے ملازم سے کہہ کر ایک چھوٹا سا پارسل منگوایا، اس میں غلاف کا ہاتھ بھر کا ٹکڑا تھا جوان کے ذریعہ سے ایک مکے والے نے اپنے کسی دوست کو بھیجا تھا۔ اس غلاف کے پارس کے ٹانکے چاقو سے کاٹے گئے۔ غلاف اس میں سے نکلا اور اس کی رونق دیکھ کر فرمانے لگے کہ یہ ٹکڑا تو اچھا ہے، کچھ زیادہ خراب نہیں ہوا۔ شاید اوپر کے حصہ کا ہوگا۔"

ان صاحب نے ٹھنڈی سانس بھر کر یہ بھی کہا تھا کہ سلطان ابن سعود کا نام حزام پر دیکھ کر مجھے بہت رنج ہوا۔

غلاف کعبہ کا یہ انقلاب تاریخ میں ایک خاص اہمیت رکھتا ہے جس کے اہتمام کا سہرا مولانا اسماعیل غزنوی کے سر ہے۔ یہ بات قابل غور ہے کہ 1345 ہجری میں بعض روسی مسلمانوں اور چند اور معزز اصحاب نے غلاف کعبہ کی تیاری میں رقم کا حصہ ڈال کر شریک ہونا چاہا تھا مگر سلطان نے اسے قبول نہ کیا اور بجائے اس کے کہ وہ مصر سے خلاف شرح باجون کے ساتھ محمل و غلاف کے لانے کی اجازت دیتے انہوں نے اپنی ذات سے ہزار ہا روپیہ خرچ کرنا گوارا فرمایا۔

Marfat.com

باب 15

پرانا غلاف اور اس کی حالت

غلاف کعبہ کے اجزاء کی تفصیل پہلے آ چکی ہے۔ یہ دو حصوں پر مشتمل ہوتا ہے ایک تو عام غلاف جو سیاہ ریشمی دبیز چمک دار کپڑا ہوتا ہے اور جس پر کلمہ اور "جل جلالہ" بنا رہتا ہے۔ دوسرا حصہ زریں کہتے ہیں جن میں کعبے کے گرد کی پٹی یعنی حزام، باب کعبہ کا پردہ اور چار دائرے جن کو رنو کہ کہتے ہیں، شامل ہیں۔ غلاف چونکہ سال بھر تک کعبے پر رہتا ہے اور جاڑے، گرمی، برسات کسی موسم میں بھی نہیں اتارا جاتا اس لئے اس کے سنہری حصے اگرچہ کسی قدر مدہم پڑ جاتے ہیں مگر سرسری نظر میں کچھ زیادہ پرانے نظر نہیں آتے۔ البتہ سیاہ غلاف ایک برس تک لٹکے لٹکے عموماً فرسودہ ہو جاتا ہے بعض رخ پر اس میں جا بجا سوراخ بھی ہو جاتے ہیں اور دھوپ بارش اور گرد و غبار سے اس کا رنگ بھی ہلکا پڑ جاتا ہے۔ علاوہ ازیں کچھ تو اس رسی کی کھچاوٹ سے جو اس میں بندھی رہتی ہے اور جو ہوا چلتے وقت بہت تن جاتی ہے اور کچھ زمانہ حج میں حاجیوں کے چھونے سے غلاف نیچے سے پھٹ جاتا ہے۔ تاہم اس کے بعض حصے خصوصاً حزام کے نیچے کے یا جہاں حاجیوں کے ہاتھ نہیں پہنچتے یا جدھر دھوپ اور بارش کا اثر کم ہوتا ہے ثابت اور اچھی حالت میں بھی رہتے ہیں۔ بہر حال یہ غلاف سال کے ساتھ دسویں ذی الحجہ تک بدل دیا جاتا ہے۔ غلاف اتارتے وقت بعض اوقات بڑا طوفان بے تمیزی برپا ہوتا ہے۔ غلاف کو چڑھانے میں حاجی بھی شریک ہو جاتے ہیں۔ وہ یہ چاہتے ہیں کہ غلاف وقف ہے۔ اس کے ٹکڑے ہمیں مفت مل جائیں۔ اہل مکہ ایک ایک دھجی بلکہ ایک ایک ڈورے کے دام کھرے کرتے ہیں۔ اسی بات پر اہل مکہ اور حاجیوں میں کبھی کبھی لڑائی

Marfat.com

بھی ہو جاتی تھی۔

غلاف کعبہ اور حرم کے کبوتر:

حرم بیت اللہ میں سیکڑوں کبوتر اڑتے پھرتے رہتے ہیں جن کے گھونسلے حرم کے دالانوں میں یا مکہ معظمہ کے خانگی و سرکاری مکانات اور اطراف و کنار میں ہیں۔ ان کو ان کبوتروں کی نسل کہا جاتا ہے جنہوں نے حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی ہجرت کے وقت غار ثور کے دھانے پر گھونسلا بنا کر انڈے رکھے تھے [1]۔ حرم کعبہ ان کبوتروں کا اڈا بنا ہوا ہے۔ ان کے غول حرم میں جا بجا بیٹھے رہتے ہیں۔ صحن میں مختلف مقامات پر پتھر کی کونڈیاں رکھی ہوئی ہیں جن میں نیک دل حاجی پانی بھروا دیتے ہیں۔ بعض لوگ دانہ بھی ڈال دیتے ہیں۔ بیت اللہ کے دروازوں پر غریب عورتیں تشتریوں میں جوار لئے بیٹھی رہا کرتی تھیں۔ حاجی ان سے خرید کر کبوتروں کی دعوت کر دیا کرتے تھے۔ 1345 ہجری میں مجھے ایسی عورتیں نظر نہ آئیں، نہ کسی اور شخص کو کبوتروں کے لئے دروازوں پر دانہ بیچتے ہوئے میں نے دیکھا۔ 1814ء میں جب یورپ کا مشہور سیاح عرب برکھارٹ مکہ معظمہ گیا تھا تو اس نے ان عورتوں کی نسبت برا خیال ظاہر کیا تھا۔ ممکن ہے کہ نجدی حکومت نے احتیاطاً ایسی تجارت عورتوں کے لئے بند کر دی ہو۔ حرم کے کبوتروں کو مارنا یا حلال کر کے کھانا نامناسب خیال کیا جاتا ہے۔ یہ کبوتر مکے والوں کے گھروں میں گھونسلے بنا لیتے ہیں، تنکے گرا گرا کر اور بیٹیں کر کر کے ان کو پریشان کرتے ہیں مگر میں نے جہاں تک سنا اہل مکہ چاقو سے ان کی خبر نہیں لیتے۔

ان کبوتروں کے سلیقے کی نسبت دو باتیں مشہور ہیں جو کعبے کا معجزہ خیال کی جاتی ہیں۔

(1) اول یہ کہ ان کبوتروں کی ٹکڑیاں اڑتے وقت کعبے کے اوپر سے کبھی نہیں گزرتیں بلکہ پھٹ کر ادھر ادھر ہو جاتی ہیں۔

(2) دوسرے یہ کہ خانہ کعبہ پر یہ کبوتر نہ بیٹھتے ہیں اور نہ بیٹ کرتے ہیں۔ میں نے 1345

---

[1] یہ روایت ضعیف ہے۔

Marfat.com

ہجری میں ان کبوتروں کو اس قدر مؤدب نہ پایا کہ اڑنے میں وہ کعبے کا لحاظ کرتے ہوں۔ بہت سے اہل مکہ بھی میرے اس مشاہدے سے متفق ہیں۔ میں نے اکا دکا کبوتر کو بام کعبہ پر اور غلاف پر بیٹھا ہوا بھی دیکھا لیکن حرم میں جس کثرت سے کبوتر رہتے ہیں اس کے مقابلہ میں ایک آدھ کبوتر کا کبھی کبھی کعبے پر بیٹھ جانا نہ بیٹھنے کے برابر ہے۔ انگلستان کے مشہور سیاح حجاز کپتان برٹن اپنے سفرنامہ حجاز کی جلد دوم میں لکھتے ہیں:

"کعبے کی چھت میں ایسی کوئی حکمت ہے جس کی وجہ سے کبوتر اس پر نہیں بیٹھتے۔"

اہل مکہ جن کو غلاف لٹکاتے وقت کعبے کی چھت کو دیکھنے کا اچھی طرح موقع ملا ہے وہ اس میں ایسی کوئی حکمت نہیں بتاتے جو کبوتروں کو بیٹھنے سے چونکاتی ہو۔ جبل ابوقبیس سے میں نے بھی کعبے کی چھت صاف طور پر دیکھی ہے اور مجھے بھی ایسی کوئی چیز نظر نہ آئی جو کھیت بچھوکا ① کا کام دیتی ہو۔

قیام مکہ کے دوران میں نے ایک کبوتر کو دیکھا کہ وہ ہمیشہ باب کعبہ کے پردے پر بیٹھا رہتا تھا۔ کبھی کبھی دانے پانی کے لئے اڑ جاتا اور پھر کر پھر وہیں آن بیٹھتا۔ میں نے پرانے غلاف کے ایسے ٹکڑے بھی بکتے ہوئے دیکھے تھے جن پر کہیں کہیں ایک آدھ بیٹ پڑی تھی۔ تاہم اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ عام طور پر کبوتر کعبے پر نہیں بیٹھتے اور نہ اس پر بیٹ کرتے ہیں ورنہ کعبے کا سیاہ غلاف سال بھر میں چھینٹ بن جاتا۔

کعبے سے پرانے غلاف کی علیحدگی:

زمانہ قدیم میں نیا غلاف ڈالنے سے کئی روز قبل پرانا غلاف اتار لیا جاتا تھا اور کعبہ کئی کئی دن تک بالکل برہنہ رہتا تھا۔ 1814ء میں جب یورپ کے مشہور سیاح عرب برکھارٹ نے سفر حجاز کیا تو اس وقت پندرہ دنوں تک کعبہ بغیر غلاف کے رہا تھا۔ یہ رسم 1853ء میں جب کپتان برٹن نے سفر مکہ کیا ہے، نہیں رہی تھی۔ ہمارے زمانے میں پرانا غلاف اتارنے اور نیا جامہ پہنانے میں دس بارہ گھنٹے لگتے ہیں۔ عموماً آٹھویں ذی الحجہ کو خدام کعبہ پرانا غلاف اتارنے کی تیاری کرتے ہیں

---

① کھیت بچھوکا اس مصنوعی انسانی شکل کو کہتے ہیں جو چرندہ و پرند کو ڈرانے کے لئے کھیتوں میں کھڑی کر دی جاتی ہے۔

Marfat.com

اور اس اندرونی زینے میں سے جو خانہ کعبہ کے اندر ہے، چھت پر چڑھ جاتے ہیں اور غلاف کی رسیوں کو جو چھت کے کنڈوں میں بندھی رہتی ہیں، کتر دیتے ہیں اس کے بعد جو لوگ نیچے کھڑے رہتے ہیں غلاف کو کھینچ کر علیحدہ کر لیتے ہیں۔ پرانا غلاف جب کبھی روانگی عرفات سے قبل اتارا جاتا ہے تو اس موقع پر بعض حاجی بھی اس میں ہاتھ بٹانے لگتے ہیں۔

غسل کعبہ:

پرانا غلاف اتار کر کعبے کو باہر سے غسل (1) بھی کرا دیتے ہیں اور جھاڑنے پونچھنے کے بعد عطر و گلاب و مشک وغیرہ اس کی دیواروں پر لگا دیتے ہیں۔ پرانے غلاف کے نیچے کی مٹی جو دیواروں پر جم جاتی ہے، حاجی اس کو بھی جھاڑ پونچھ کر بطور تبرک لے جاتے ہیں۔

احرام کعبہ:

پرانا غلاف کعبہ ایک ہی وقت میں پورا نہیں علیحدہ کرتے بلکہ نیا غلاف ڈالنے سے بارہ تیرہ

---

(1) کعبے کے اندرونی غسل کا طریقہ زمانہ قدیم سے چلا آرہا ہے۔ آنحضرت صلعم نے 8 ہجری میں فتح مکہ کے دن آب زم زم سے کعبے کو اندر باہر سے غسل دلوایا تھا۔ اس کے بعد سال بہ سال غسل دیا جانے لگا۔ عبداللہ ابن زبیر نے بھی کعبہ تعمیر کرانے کے بعد غسل دے کر عطر اس کی دیواروں سے ملا تھا۔ حج کے دنوں کے علاوہ دوسرے دنوں میں بھی کعبے کو غسل دیتے ہیں۔ خصوصاً عورتوں کی داخلہ کے بعد اور حج ختم ہونے کے بعد ضرور غسل دیا جاتا ہے۔ ابن جبیر نے ۵۷۹ھ میں غسل کعبہ کی تاریخ ۳۰ رجب لکھی ہے اور اس کا سبب یہ بیان کیا ہے کہ ۲۹ رجب کو عورتوں کی داخلی تھی جن کے ساتھ شیر خوار بچے بھی تھے۔ عموماً رسم غسل شریف مکہ، والی مکہ، اعیان حکومت اور معزز حاجیوں کے ہاتھ سے ادا ہوتی رہی ہے بعض اوقات سلاطین و امراء نے بھی اس میں شرکت کی ہے۔ کعبے کے غسل کا پانی دہلیز کے ایک سوراخ میں سے بہہ جاتا ہے جسے خدام کعبہ اور دوسرے لوگ شیشوں میں بھر لیتے ہیں۔ جن جھاڑوں سے کعبہ دھویا جاتا ہے غسل کے بعد ان کو باہر پھینک دیتے ہیں، اور اُن کی لُٹس مچتی ہے۔ کعبے کے خدام ایک ایک جھاڑو دو دو تین تین روپے میں بیچتے ہیں۔ جن تولیوں سے کعبے کا فرش پونچھا جاتا ہے وہ بھی بڑی قیمت پر جاتے ہیں۔ غسل کی کوئی خاص تاریخ متعین نہیں ہے مگر عموماً ذیقعدہ کی آخر تاریخوں میں دیا جاتا ہے۔ ۱۳۴۵ء میں ۲۸ ذیقعدہ کو غسل ہوا تھا۔

Marfat.com

دن قبل اولاً کعبے کی دیواروں کی جڑ سے چار پانچ گز اوپر تک چاروں طرف سے غلاف کعبہ کتر کے اس کی جگہ سفید خاصہ لپیٹ دیتے ہیں۔ اہل مکہ کی اصطلاح میں اس کپڑے کو احرام کعبہ کہتے ہیں اور جب یہ کعبے کے گرد لپیٹ دیا جاتا ہے تو کہتے ہیں کہ کعبے نے احرام باندھ لیا۔

خلافت بنی امیہ کے زمانے میں یہ دستور تھا کہ ذیقعدہ کے آخر دن میں غلاف کعبہ بالکل اتار لیا جاتا تھا اور اس کی بجائے سفید کپڑا اوڑھا دیا جاتا تھا۔ یہ نہیں معلوم کہ پورے غلاف کے اتار لینے کا طریقہ کب موقوف ہوا اور جزوی غلاف کے علیحدہ کرنے کا کب سے رواج ہوا۔ ابن جبیر کے سفرنامے سے یہ پتہ چلتا ہے کہ چھٹی صدی ہجری میں بھی کعبے کو احرام باندھا گیا تھا اور 27 ذیقعدہ کو غلاف کعبہ کے دامن زمین سے قد آدم بلند کر دیئے گئے تھے۔ مگر یہ بات بہ صراحت معلوم نہیں ہوئی کہ اس وقت سفید کپڑا بھی کعبے کے گرد لپیٹا گیا تھا یا صرف غلاف کے دامنوں کو اونچا کر دینے کا نام ہی احرام تھا۔

کعبے کے احرام باندھنے کے وجوہ مختلف بیان کئے جاتے ہیں۔ بعض کہتے ہیں کہ ان دنوں چونکہ حاجیوں کا بڑا ہجوم ہوتا ہے اور طواف کے وقت بدوؤں کا جہاں تک ہاتھ پہنچتا ہے غلاف پھاڑ کر لے جاتے ہیں۔ اس لئے احرام باندھنے کا طریقہ اختیار کیا گیا۔ لیکن زیادہ قرین قیاس یہ وجہ ہے کہ حج سے قبل ہی غلاف کی خرید و فروخت شروع ہو جاتی ہے اور بہت سے حاجی اس کے متلاشی نظر آتے ہیں۔ اس لئے بنی شیبہ بغرض فروخت چار پانچ گز غلاف نکال کر اس کی جگہ سفید کپڑا کعبے کو اوڑھا دیتے ہیں۔ بہت سے حاجی اور خصوصاً بدوی تبرکاً اس احرام کو بھی پھاڑ کر لے جاتے ہیں۔ اُن کے نزدیک یہ کوئی چوری نہیں ہے۔ میں نے 1345 ہجری میں دیکھا تھا کہ کسی نے چار گز احرام کعبہ غائب کر دیا تھا اور نیا غلاف ڈالنے تک اس کی جگہ اور کپڑا ابھی نہیں لپیٹا گیا تھا۔

غلاف کعبہ کی تقسیم و فروخت:

حضرت عمرؓ ہر سال پرانے غلاف کو اتار کر حاجیوں میں تقسیم کرا دیا کرتے تھے۔ حضرت عثمانؓ کے زمانے میں بھی ایسا ہی ہوتا رہا۔ یہاں تک کہ انہوں نے غلاف کعبہ کا ایک ٹکڑا کسی ناپاک

Marfat.com

عورت کے پاس دیکھا۔اس کے بعد سے غلاف کو زمین میں دفن کر دینے کا حکم دیا اور قدیم غلاف دفن کیا جانے لگا۔مگر حضرت عائشہؓ کے فتوے پر کہ:

''کعبے سے جب غلاف علیحدہ کرلیا گیا تو اس کو کسی ناپاک عورت کے چھو لینے میں بھی مضائقہ نہیں ہے۔پس اس کو دفن نہ کرنا چاہئے بلکہ فروخت کر کے اس کی قیمت غریبوں اور مسافروں میں تقسیم کر دینی چاہئے۔''

غلاف کا دفن کرنا موقوف کر دیا گیا۔لیکن اس زمانے میں ام المومنین کے فتوے کے صرف پہلے جز پر عمل کیا جاتا ہے اور دوسرا جز بھول گئے ہیں۔یعنی غلاف بکنے لگا مگر اس کی قیمت غریبوں کو نہ بانٹ کر خدام کعبہ اپنے ہی مصرف میں لانے لگے۔

تقی الدین فاسی کہتا ہے:

''امرائے مکہ ہر سال باب کعبہ کا پردہ اور اسی طرف کی دیوار کا پورا غلاف یا اس کے بدلے میں چھ ہزار درہم بنی شیبہ سے لے لیا کرتے تھے۔788 ہجری میں شریف مکہ سید عدنان بن مغاس نے یہ طریقہ موقوف کر دیا۔پھر سید حسن بن عجلان نے (جس کی حکومت 798 ہجری سے 829 ہجری تک رہی) اپنی ولایت کے دو سال بعد یہ طریقہ اختیار کیا کہ پردۂ باب کعبہ اور مقام ابراہیم کا غلاف خود لیکر سلاطین کے پاس بھیجنے لگا اور اس وقت سے یہ طریقہ 1019 ہجری تک جاری رہا۔''

(جامع اللطیف)

حجاز پر جب تک سلاطین آل عثمان کی حکومت رہی یہ طریقہ جاری رہا کہ غلاف کے زرین ٹکڑے عموماً شریف مکہ کا حق ہوتے تھے لیکن جس سال جمعہ کو حج ہوتا تو وہ ٹکڑے سلطان المعظم کے پاس بھیج دیئے جاتے تھے۔باقی غلاف کے مالک بنی شیبہ ہوتے تھے۔شریف کی حکومت کے زمانے میں غلاف کے زریں قطعات بلا شرکت غیرے شریف کا حق تھے۔اب جبکہ حجاز پر سلطان ابن سعود کے خاندان کی حکومت ہے، حسب دستور قدیم زریں حصے سلطان کے پاس بھیج دیئے

Marfat.com

جاتے ہیں اور باقی غلاف شیخ شیبی لے لیتا ہے۔ اگرچہ عام طور سے غلاف کعبہ کے زریں قطعے سلاطین واشراف مکہ کے حصے ہی میں آتے تھے لیکن کبھی کبھی کسی خوش نصیب حاجی کو بھی مل جاتے تھے۔ معمولی غلاف کے چھوٹے بڑے ٹکڑے بنی شیبہ سے اہل مکہ خرید کر حج کے دنوں میں حاجیوں کے ہاتھ نفع سے فروخت کرتے ہیں۔ زریں ٹکڑوں کی قیمت کا اندازہ مشکل ہے۔ اول تو ان میں چاندی بھی بہت ہوتی ہے۔ دوسرے خوشنمائی وخوشخطی کے اعتبار سے وہ بیش بہا چیز سمجھی جاتی ہے۔ تیسرے یہ کہ وہ تبرک ہے اور تبرک کی قیمت کی کوئی حد نہیں۔ اس لئے عموماً ان کا سودا خریداروں کی عقیدت اور بیچنے والوں کی ضرورت کے لحاظ سے ہوا کرتا ہے اور ہزاروں روپے میں ایک ایک ٹکڑا جاتا ہے۔

معمولی غلاف جس پر کلمہ لکھا ہوتا ہے اس کی قیمت بھی مختلف حالتوں میں مختلف ہوتی تھی اور اسی وجہ سے سیاحوں نے اپنے سفرناموں میں اس کی قیمت مختلف لکھی ہے۔ کم سے کم پانچ روپے گز اور زیادہ سے زیادہ آدھ گز مربع کی جس میں پورا کلمہ آجاتا ہے پندرہ روپے قیمت لکھی ہے۔ (یہ قیمت زمانہ قدیم کی ہے) فرسودہ پھٹا پرانا غلاف سستا مل جاتا ہے اور چمکدار حصے زیادہ قیمت میں بکتے ہیں۔ میں نے 1345 ہجری میں ایک گز چوڑے اور ڈیڑھ گز لمبے ٹکڑے کی قیمت مع ایک اور چھوٹے ٹکڑے کے جس پر پورا کلمہ تھا 52 روپے آٹھ آنے دی تھی۔ اس طرح ایک ایک کلمہ ساڑھے دس دس روپے میں پڑا تھا۔ یہ غلاف نہایت صاف، چمکدار اور مضبوط ہے اس کا رنگ بھی بہت کم اڑا ہے۔

بیت اللہ کے باب الصفا کے متصل کئی دکانیں ہیں جن میں غلاف کے معمولی اور زریں وریشمی حصے فروخت ہوتے ہیں۔ ان کے علاوہ باب الصفا کے سامنے اور بیت اللہ کے دوسرے دروازوں کے آگے بھی بعض لوگ معمولی غلاف کے ٹکڑے بیچتے ہیں۔ بعض حاجی کلید بردار کعبہ اور دوسرے معزز اشخاص کے ذریعہ سے بھی غلاف خریدتے ہیں۔

مصنوعی غلاف کعبہ:

Marfat.com

بعض مسلمان سیاحوں نے اپنے سفرناموں میں مصنوعی غلاف کعبہ کا ذکر بھی کیا ہے۔اس کی نسبت ان کا بیان ہے کہ یہ اصلی غلاف کے نمونے پر بنایا جاتا ہے اور مکہ معظمہ میں سستے داموں مل جاتا ہے۔ان صاحبوں نے یہ نہیں لکھا کہ نقلی غلاف کہاں سے آتا ہے۔کون لوگ بناتے ہیں اور اس میں اہل ایشیا کا دخل ہے یا یہ بھی اہل یورپ کی کارستانی ہے۔حج پر جانے سے قبل مجھے افسوس ہوا تھا کہ اس تبرک کے ساتھ بھی ''ہیرا پھیری'' ہونے لگی۔مگر وہاں جا کر معلوم ہوا کہ غلاف میں کوئی دھوکا دہی نہیں ہے البتہ بیچنے والے اپنے فائدہ کے لئے یا خریداروں کو الو بنانے کیلئے ایسے فقرے کہہ دیتے ہیں جن سے خریدار شبہ میں پڑ جاتا ہے۔جب کوئی شخص اچھا بڑا ٹکڑا کم قیمت میں خرید کر اس کے حوالے سے کسی دوسری دکان پر خریدنا چاہے تو دکاندار فوراً کہہ دیتا ہے کہ تمہارا ٹکڑا اصلی کب ہے۔اسی طرح اپنے ٹکڑے کی قیمت بڑھانے کے لئے اس کے مقابلہ میں ثابت ٹکڑے کو مصنوعی کہہ دیتے ہیں۔

غلاف کعبہ کی تقسیم وفروخت کی نسبت علماء کی رائے:

حضرت عمرؓ پرانا غلاف حاجیوں میں تقسیم کر دیا کرتے تھے۔حضرت عثمانؓ کے زمانے میں بھی اولاً یہی عمل رہا۔پھر قدیم غلاف دفن کر دیا جانے لگا۔اس کے بعد ام المومنین حضرت عائشہؓ کے فتوے پر غلاف فروخت کر کے اس کی رقم غریبوں میں تقسیم ہونے لگی۔رفتہ رفتہ بنی شیبہ بلا شرکت غیرے غلاف کعبہ کے مالک بن گئے۔اب عرصہ دراز سے حضرت عائشہؓ کے حکم کے صرف پہلے جز کی تعمیل ہو رہی ہے مگر دوسرا جز مسلمان بھول گئے۔یعنی غلاف کو بیچ تو دیتے ہیں مگر غریبوں کو نہیں بانٹتے۔

علماء نے غلاف کعبہ کی فروخت کے بارے میں بڑی بڑی بحثیں کی ہیں اور ان میں بڑا اختلاف ہے۔مولوی فخر الدین قاضی خاں اپنے فتاویٰ کی کتاب الوقف میں لکھتے ہیں کہ غلاف کعبہ کو بادشاہ وقت فروخت کر سکتا ہے۔اس کے روپے سے ضروریات کعبہ کی تکمیل کر سکتا ہے اور صرف بادشاہ ہی کعبہ کا متولی ہو سکتا ہے۔کسی دوسرے کو یہ حق نہیں ہے۔سراج الوہاج میں ابوبکر

Marfat.com

حدادی نے لکھا ہے کہ غلاف کعبہ کا فروخت کرنا ایک مقام سے دوسرے مقام پر لے جانا، اس کو کاٹنا اور اس کے ٹکڑوں کو قرآن شریف میں رکھنا سب ناجائز ہے۔ وہ یہ بھی فرماتے ہیں:

"کعبے کی چیزوں میں سے اگر کوئی شخص کوئی چیز لے آئے تو اس چیز کو واپس کر دینا چاہئے۔ یہ کہنا درست نہیں ہے کہ ہم نے اس کو بنی شیبہ سے خریدا ہے۔ بنی شیبہ اس کے مالک نہیں ہیں۔"

غلاف کعبہ کی فروخت کے متعلق علامہ نجم الدین طرطوسی نے قول طفیل ان اشعار میں بیان کیا ہے:

وما علی الکعبۃ من لباس
ان رنجا یز بیعۃ الناس
ولا یجوز اخذہ بلا شا
للا غنیاء لیس للفقرا

اس کا مطلب یہ ہے کہ کعبے کا تو کوئی لباس ہے نہیں مگر خیر جس کو لباس کعبہ کہا جاتا ہے جب وہ پرانا ہو جائے تو لوگوں کے ہاتھ اس کا فروخت کرنا جائز ہے لیکن امیروں کا بلا قیمت لینا جائز نہیں ہے۔ البتہ غریب مفت بھی لے سکتے ہیں۔

علماء کا یہ فیصلہ ہے کہ سلطان وقت کو اختیار ہے چاہے وہ غلاف کعبہ کسی کو مفت دے دے، چاہے فروخت کر دے۔

غلاف کعبہ بطور تبرک:

خدا سے محبت رکھنے والے مسلمان غلاف بیت اللہ کے ٹکڑے شوق و محبت سے اپنے پاس رکھتے ہیں۔ مسلمان کے گھر میں غلاف کا ٹکڑا موجب خیر و برکت سمجھا جاتا ہے۔ غلاف کی چھوٹی چھوٹی دھجیاں قرآن شریف میں نشانی و یادداشت کے طور پر رکھی جاتی ہیں۔ جس سے یہ غرض ہوتی ہے کہ تلاوت کلام اللہ کے ساتھ ساتھ غلاف بیت اللہ کی بھی زیارت ہو جائے۔ اللہ تعالیٰ سے محبت کرنے والوں کے نزدیک اس کے گھر کے کپڑے کا دیکھنا، چھونا، چومنا اور آنکھوں سے لگانا

Marfat.com

سب عبادت ہے۔ غلاف کعبہ کی صدریاں بھی بنائی جاتی ہیں جو بادشاہوں، امیروں اور فوجی عہدیداروں کے لائق تحفہ سمجھی جاتی ہیں۔ ان کی نسبت یہ خیال کیا جاتا ہے کہ اس پر ہتھیار کارگر نہیں ہوتا۔ اب سے چند سال قبل باب کعبہ کا پردہ حضرت امیر حمزہؓ اور سید فاطمۃ الزہرہؓ کے مزار پر ڈالا جاتا تھا۔ غلاف کے زریں حصے سلاطین آل عثمان کے مقبروں پر ڈالے جاتے رہے ہیں۔ غلاف کے بڑے بڑے ٹکڑے چادر کے طور پر جنازوں پر بھی ڈالتے ہیں۔ معمولی غلاف کا ٹکڑا مردے کے سینے پر کفن کے اندر رکھ دیا جاتا ہے۔ چھوٹے چھوٹے ٹکڑوں کو تعویذوں میں منڈھ کر یا خود ان کو تعویذ بنا کر نظر بد وغیرہ کے لئے بچوں کے گلے میں ڈالتے ہیں۔ گاؤں میں جس فقیر یا ملا کے پاس غلاف کعبہ کا ٹکڑا ہوتا ہے وہ بڑا بزرگ سمجھا جاتا ہے اور ہر قسم کی بیماری و آسیب کے لئے وہ کپڑا تیر بہدف علاج تصور ہوتا ہے۔

مختلف ممالک کی اور خاص طور پر پاکستان اور بھارت کی بعض عورتیں جو اپنے تئیں خود کو حاجی بتاتی ہیں دوسرے تبرکوں کے ساتھ غلاف کا ٹکڑا بھی لئے پھرتی ہیں اور مسلمانوں کی آنکھوں سے لگا کر پیسے وصول کرتی ہیں۔ میں نے اس قسم کی بہت سی عورتوں سے غلاف کی زیارت کے لئے بات چیت کی ہے اور مختلف سوالات کر کے ان کے دلوں کو ٹٹولا ہے مگر اکثر کو دھوکے باز پایا۔ بعض کے پاس اصلی غلاف کعبہ بھی نہ تھا۔ یہ نامعلوم کس سیاہ کپڑے میں عطر لگا کر غلاف بنا لیا تھا۔ خوش عقیدہ اور ناسمجھ عورتوں کو ٹھگنے کے لئے یہ اپنے تئیں جن ظاہر کرتی ہیں اور بعض اوقات اس آڑ میں بڑے بڑے دھوکے دے دیتی ہیں۔

غلاف کعبہ کا اہم حصہ، حزام:

کعبے کی دو تہائی بلندی یعنی زمین سے 32 فٹ کی اونچائی پر سیاہ غلاف میں نہری کتبوں کی کوئی دو فٹ چوڑی پٹی اردگرد ٹکی رہتی ہے اس کو حزام کہتے ہیں۔ اس پٹی کے آٹھ ٹکڑے ہوتے ہیں۔ کعبے کی ہر دیوار میں دو دو ٹکڑے آجاتے ہیں۔ ان پر آیات قرآنی کڑھی رہتی ہے۔ مولوی صاحب ممدوح کے پاس جو ٹکڑا ہے وہ سمت مغرب کی دوسری سالم پٹی ہے۔ اس کی لمبائی بیس فٹ

Marfat.com

آٹھ انچ اور چوڑائی ساڑھے سات انچ ہے۔ اس کا کپڑا نہایت دبیز سیاہ ریشمی مخمل یا قالین نما ہے۔ اس پر ڈیڑھ انچ موٹے اور ہاتھ ہاتھ بھر لمبے اُبھرے ہوئے حروف میں سنہری تاروں سے سورۂ حج کی آیت کڑھی ہوئی ہے۔

اس حزام کا خط خوشنویسی کا بہترین نمونہ ہے۔ جو مصر کے شہرہ آفاق کاتب عبداللہ زاہد بک کے ہاتھ کا لکھا ہوا ہے اور جو خدیو اسماعیل پاشا کے زمانہ سے محفوظ چلا آرہا ہے۔ اس کا زردوزی کا کام معمولی سلمہ ستارے یا کلابتوں کا نہیں ہے بلکہ اس کو خالص چاندی کے تاروں سے جن پر اعلیٰ درجے کا طلائی ملمع چڑھا ہوا ہے، کاڑھا گیا ہے۔ تھوڑے فاصلہ سے تو یہ بالکل سونے کا دوفٹ چوڑا پترہ ہی نظر آتا ہے لیکن قریب سے بھی دیکھا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ سونے کے حروف کاٹ کر رکھ دیئے ہیں۔ حرفوں کی لمبائی ہاتھ ہاتھ بھر کی ہے اور عجیب و غریب طغروں میں لکھا گیا ہے۔ زیر زبر آٹھ آٹھ انگلی لمبے ہیں اور کہیں کہیں بڑے بڑے گول نقطے جو لگائے ہیں وہ ایسے معلوم ہوتا ہیں کہ مخمل پر اشرفیاں جڑ دی گئی ہیں۔

مقام ابراہیم کے غلاف کے علیحدہ علیحدہ چار ٹکڑے ہوتے ہیں جو اس قبے پر ڈالے جاتے ہیں جس میں حضرت ابراہیم کے قدموں کے نشان کا پتھر محفوظ ہے اور جس کی نسبت قرآن شریف میں ارشاد ہوا ہے۔ اتخذوا مقام ابراهیم مصلیٰ۔ یعنی مقام ابراہیم کے پاس نماز پڑھا کرو۔

اس غلاف پر آیات قرآنی اس ترکیب سے کڑھی رہتی ہیں کہ ایک ٹکڑے سے شروع ہو کر چوتھے ٹکڑے پر ختم ہوتی ہیں اور بہ ظاہر ہر ٹکڑا پورا اور مکمل نظر آتا ہے۔ قبے پر ڈالنے کی وجہ سے ان ٹکڑوں کو گاؤدم کہتے ہیں جو اوپر سے کم اور نیچے سے زیادہ چوڑے ہوتے ہیں۔ اس ٹکڑے کی لمبائی چھ فٹ نو انچ ہے اور اس کی چوڑائی اوپر کی جانب دو فٹ چھ انچ اور نیچے چار فٹ چار انچ ہے۔ اس کا کپڑا بھی سیاہ مخمل کے مانند ہے۔ اس کے حاشیے کے نقش و نگار سیاہ کپڑے پر سنہری و پہلی تار کے ہیں۔ درمیان میں سنہری تار سے آیات وغیرہ کڑھی ہیں اور جن کی ہر آیت چوتھے رخ پر پوری ہوتی ہے۔ اس وجہ سے جو آیتیں اس ایک ٹکڑے پر آئی ہیں وہ مکمل نہیں ہیں اسی لئے ہم نے ان کا ترجمہ بھی نہیں کیا۔ ان

Marfat.com

آیات وغیرہ کی تفصیل یہ ہے:

(1) اوپر کی پہلی سطر میں سبز اطلس پر (بسم اللّٰہ اور واذجعلنا البیت کڑھا ہوا ہے)

(2) اس کے بعد سرخ اطلس پر تین سطرح ہیں پہلی سطر میں بسم اللّٰہ الرحمن الرحیم دوسری سطر میں واذقال ابراھیم رب ارنی کیف یحیٰ لموتی۔ تیسری سطر میں بسم اللّٰہ الرحمن الرحیم ان اول بیت وضع للناس الذی۔

(3) اس کے بعد سبز اطلس پر پانچ سطریں ہیں جن میں سے پہلی سطر میں اللّٰہ جل جلالہ اور محمد صلی اللّٰہ علیہ وسلم، دوسری سطر میں بسم اللّٰہ الرحمن الرحیم، تیسری سطر میں "قل یعمل علیٰ، چوتھی سطر میں اھدیٰ سبیلا، باقی زمین سیاہ ہے۔

میرے خیال میں تخمیناً کلو بھر چاندی اس قطعے میں بھی ہوگی۔

غلاف کعبہ کے اجزاء میں کوئی اڑھائی اڑھائی فٹ مربع زریں کام کے چار ٹکڑے بھی ہوتے ہیں ان کو رنوکہ کہتے ہیں۔ یہ چاروں ٹکڑے کعبے کی مشرقی دیوار کے غلاف میں حزام سے نیچے ٹانکے جاتے ہیں۔ دو تو کعبے کے دروازے کے اوپر، ایک اِدھر، ایک اُدھر اور دو ٹکڑے دیوار کے دونوں سروں پر۔ انہی ٹکڑوں میں سے ایک ٹکڑا میرے ایک کرم فرما کے پاس ہے۔ اس کا کپڑا بھی وہی سیاہ مخمل نما ہے۔ اس کی لمبائی دو فٹ ساڑھے سات انچ اور چوڑائی دو فٹ دو انچ ہے۔ اس پر ایک دائرے کے اندر بخط طغریٰ بسم اللہ وقل ھواللہ سنہری تاروں سے کاڑھی گئی ہے۔ اس کے بعد چھ جگہ "اللہ" لکھ کر ایک ایک دائرہ بنایا ہے یہ بھی سنہری کام کا ہے۔ پھر بیچوں بیچ میں چار جگہ "اللہ" ایک طغریٰ کی شکل میں، روپہلی تاروں سے کڑھا ہوا ہے۔ خط کے اعتبار سے یہ بھی بے مثل چیز ہے۔ اس میں خالص چاندی کا وزن تخمیناً ڈیڑھ پاؤ ہے۔

Marfat.com

باب 16

کعبے پر نیا غلاف چڑھانا

خلفائے بنی امیہ و بنی عباس و بنی فاطمہ کے زمانے میں سال میں دو بار یا بعض اوقات تین مرتبہ بھی نیا غلاف ڈالا گیا اور اس کے ڈالنے کی تاریخیں بھی مختلف رہی ہیں جیسا کہ علیحدہ ذکر کیا جا چکا ہے۔ 579 ہجری میں نیا غلاف تیرہویں ذلحجہ کو ڈالا گیا تھا اور اس کو کعبے تک پہنچانے میں دھوم دھام بھی ویسی ہوئی تھی جیسا کہ وہ لکھتے ہیں۔

> ''قربانی کے دن امیر عراقی کے قیام گاہ سے کعبے کا غلاف چار اونٹوں پر لاد کر قاضی کے ہمراہ بھیجا گیا۔ قاضی کا لباس سیاہ تھا اور اسکے ساتھ سپاہی سیاہ علم لئے ہوئے چل رہے تھے۔ پیچھے پیچھے نقارے بجتے آ رہے تھے۔ اس روز یہ غلاف کعبہ شریف کی چھت پر رکھ دیا گیا اور تیرہویں تاریخ منگل کے دن سب شیبی غلاف چڑھانے میں مصروف ہوئے۔''

اس کے بعد آٹھویں ذیحجہ کو نیا غلاف ڈالنے کا دستور رہا۔ اس روز تمام حاجی اور بہت سے مکے والے منیٰ چلے جاتے ہیں۔ بیت اللہ تقریباً خالی ہو جاتا ہے۔ خدام کعبہ اطمینان کے ساتھ پرانا غلاف اتار کر اور کعبے کی دیواروں کو پونچھ پانچھ کر نیا غلاف پہنا دیتے ہیں۔ غلاف بدلنے کا کام زیادہ تر رات کو کیا جاتا ہے اور اس کی تکمیل دسویں ذیحجہ کی صبح تک ہو جاتی ہے۔ چنانچہ منیٰ سے طواف کے لئے جب حاجی مکے آتے ہیں تو اُس وقت کعبے پر ان کو نیا غلاف دکھائی دیتا ہے۔ شاذ و نادر آٹھویں تاریخ سے قبل بھی حاجیوں کی موجودگی میں غلاف بدل دیا جاتا ہے۔ نیا غلاف ڈالنے کے لئے کئی آدمی درکار

Marfat.com

ہوتے ہیں۔ کچھ لوگ کعبے کے اندرونی زینے میں سے چھت پر چڑھ جاتے ہیں ان میں کئی درزی بھی ہوتے ہیں۔ غلاف بھی کعبے کی چھت پر پہنچا دیا جاتا ہے۔ کچھ لوگ نیچے کھڑے رہتے ہیں۔ کعبے کی چھت پر جو کنڈے غلاف باندھنے کے لئے جڑے ہوئے ہیں ان میں رسیاں باندھ کر گھوارے کی شکل کا ایک جھولا بھی باہر کی جانب لٹکا دیا جاتا ہے جو چرخیوں کے ذریعہ سے اوپر نیچے اترتا چڑھتا ہے۔ اس میں ایک آدمی بیٹھ کر حزام کے زریں حصوں کو غلاف میں ٹانک دیتا ہے اور جدھر کوئی جھول آ جاتا ہے اسے بھی درست کر دیتا ہے۔ یہ جھولا کعبے کی بیرونی جانب ہر طرف پہنچایا جا سکتا ہے۔ کعبے کی دیواروں کی جڑ میں باہر کی طرف بھی پیتل کے چھلے لگے ہوئے ہیں ان میں غلاف کو باندھ دیتے ہیں۔ اس طرح اوپر سے نیچے تک کعبہ غلاف سے ڈھک جاتا ہے اور ہر طرف اگرچہ کئی پٹیاں غلاف کی ہوتی ہیں مگر وہ سب سل سلا کر ایک ہی کپڑا نظر آنے لگتا ہے۔ البتہ کعبے کا پرنالہ جسے میزاب رحمت ① کہتے ہیں غلاف میں سے باہر نکلا رہتا ہے اور حجر اسود کے اطراف سے بھی غلاف کتر دیتے ہیں جس سے حجر اسود ② صاف نظر آتا ہے۔

نئے غلاف کی حفاظت:

بعض اوقات نئے غلاف کو زمین کی رگڑ سے بچانے کے لئے شروع میں کچھ دن تک اس کے نیچے کے دامن کے گوشے چھت میں ٹانک دیتے ہیں جس سے سامنے چاروں طرف دو دو زبانیں سی لٹکتی رہتی ہیں اور کعبے کا نیچے کا حصہ کھلا ہوا دکھائی دیتا ہے۔ کچھ دن بعد غلاف چھوڑ دیتے ہیں اور تمام عمارت ڈھک جاتی ہے۔ ابن جبیر کے زمانے میں بھی یہ دستور موجود تھا۔ وہ لکھتے ہیں:

"جب کعبے کا لباس درست کر چکے تو عجمیوں کے ہاتھ سے پردوں کو محفوظ رکھنے کے لئے اس کے

① کعبے کا پرنالا شمالی دیوار میں نصب ہے۔ مختلف اوقات میں اس کے ردوبدل کی ضرورت ہوئی ہے اور سلاطین وامراء سونے چاندی وغیرہ کے پرنالے بھیجتے رہے ہیں۔ موجودہ پرنالا سلطان عبدالمجید خان نے ۱۲۷۰ ہجری میں بھیجا تھا۔ یہ طلائی ہے اس کی لمبائی کوئی سوا گز اور چوڑائی ایک فٹ ہے۔ اس پر سلطان ممدوح کا نام وغیرہ نہایت خوشخطی میں کندہ ہے۔ ② حجر اسود کعبہ کے مشرقی وجنوبی گوشے کی طرف زمین سے ڈیڑھ گز بلندی پر جنوبی دیوار میں نصب ہے اس کے لئے دائرے کی شکل میں ہاتھ ہاتھ بھر غلاف کتر دیتے ہیں۔

Marfat.com

دامن اونچے کر دیئے۔ بات یہ ہے کہ یہ لوگ پردوں کو بے دریغ کھینچتے ہیں اور بہ شوق تمام ان پر گرتے ہیں۔"

1345 ہجری میں نئے غلاف کے دامن میں نے الٹے نہیں دیکھے۔ البتہ باب کعبہ کا پردہ کبھی کبھی چھوٹا ہوا اور زیادہ تر ہر وقت سمٹا ہوا ایک طرف بندھا رہتا تھا جس سے کعبے کے کواڑ صاف نظر آتے تھے۔ اس موقع پر مجھے زون کے اس شعر کی تصدیق ہوتی تھی:

پردہ در کعبہ سے اٹھانا تو ہے آساں
پر برقع رخسارِ صنم اٹھ نہیں سکتا

نئے غلاف کے بعد کعبے کی خوشنمائی:

جب کعبہ بالکل عریاں رہتا ہے یا جب نئے غلاف سے ڈھکا ہوتا ہے تو عموماً حاجی اور خصوصاً عورتوں کے غول اس کے گرد جمع ہو جاتے ہیں اور خوشی کا اظہار کرتے ہیں۔ نیا غلاف ڈالنے کے بعد کعبے کا منظر نہایت ہی دلکش و دلفریب ہو جاتا ہے۔ مشتاق حاجیوں کے جم غفیر بڑے جوش و خروش کے ساتھ اس کو دیکھنے، چھونے، چومنے اور آنکھوں سے لگانے کے لئے چاروں طرف سے جھپٹتے ہیں اور اس سے لپٹ لپٹ کر دعائیں مانگتے ہیں۔ اس منظر کا ذکر برکھاٹ نے ان الفاظ میں کیا ہے:

"حقیقت یہ ہے کہ ایک مربع چار دیواری میں ایک بڑی مکعب عمارت کا سیاہ غلاف سے ڈھکا ہوا دکھائی دینا ایک عجیب منظر معلوم ہوتا ہے اور دل پر ایک خاص اثر کرتا ہے۔ چونکہ غلاف ڈھیلا ڈھیلا باندھتے ہیں۔ اس وجہ سے ہوا کا ایک ذرا سا جھونکا بھی اس میں لہریں پیدا کر دیتا ہے اور اس وقت حاجیوں کا مجمع جو کعبے کے گرد ہوتا ہے، دعائیں مانگنے لگتا ہے اور نعرہائے خوشی بلند کرتا ہے۔ یہ ان فرشتوں کی موجودگی کی علامت پائی جاتی ہے جو کعبے کے محافظ ہیں اور حاجی یہ خیال کرتے ہیں کہ ان کے پروں کی ہوا سے غلاف ہل رہا ہے۔"

Marfat.com

نئے غلاف پر حاجیوں کا ہجوم ایک ایسا دلکش و مؤثر نظارہ ہوتا ہے جس کی تصویر لفظوں میں کھینچنا غیر ممکن ہے۔ اس موقع پر شمع پر پروانوں کے صدقے ہونے کی تشبیہ ایک ناقص تشبیہ ہے۔ عرب، ایرانی اور ہندوستانی جن کی زبانوں کی عمارت شاعری کی بنیاد پر قائم ہے اور جن کے محاورات میں ہزاروں شاعرانہ استعارے اور تشبیہیں بھری پڑی ہیں، کعبے کو ایسے موقع پر ''دلہن'' سے مثال دینے لگتے ہیں۔ مثلاً ابن جبیر نے جن کے زمانے میں غلاف کعبہ کا رنگ سبز تھا، نیا غلاف ڈالنے کے بعد کعبے کی ان الفاظ میں تعریف کی ہے:

''ان پردوں میں کعبہ شریف کا جمال ایسا نظر آتا ہے گویا دلہن کو دیبائے سبز کا غلاف پہنا دیا۔''

کعبے کی خوشنمائی کی نسبت ایک فرنگی کا خیال:

اہل یورپ چونکہ ان جذبات واثرات سے بے خبر اور ان استعارات سے نابلد ہوتے ہیں۔ وہ ایسے الفاظ سن کر اپنی عقل کے تیر تکے لگانے لگتے ہیں۔ جیسا کہ کپتان برٹن اپنے سفر نامہ حجاز کی جلد دوم میں ذکر غلاف کعبہ کے ضمن میں لکھتے ہیں:

''کعبے کو دلہن سے تشبیہ دینے کی رسم کی اصلیت قدیم زمانے کے رواج سے پائی جاتی ہے۔ مثلاً جب اس کا غلاف اتر جاتا ہے تو اس کو عریانہ کہتے ہیں اور جب اس پر سفید کپڑا لپیٹ دیتے ہیں تو محرمہ یعنی احرام باندھی ہوئی کہتے ہیں۔ عربی کے مشہور شاعر عبدالرحیم برعی نے بھی کعبے کے دلہن ہونے کا خیال اس مصرعے میں ظاہر کیا ہے:

وعروس مکۃ بالکرامات تجلی

''یعنی مکے کی دلہن (کعبہ) کرامات کے ساتھ جلوہ دکھا رہی ہے۔ شاعر کا یہ خیال غالباً کعبے کے برقعے، ازار اور خواجہ سراؤں کی نگہبانی کی وجہ سے پیدا ہوا ہے۔''

یہ ممکن ہے کہ گرجے کو دلہن یا کنواری سے تشبیہ دینا قدیم رسوم سے ہو اور حضرت مریم کی مناسبت سے اُس کو کنواری بھی کہتے ہوں مگر لفظ کعبہ میں (ہ) یا (ت) علامت تانیث لفظی موجود ہے اور عربی میں یہ لفظ مونث استعمال ہوتا ہے۔ پس از روئے قواعد اس کے لئے تمام صفحات محرمہ

Marfat.com

وعریانہ وغیرہ تانیث کے برتے جاتے ہیں، برٹن کا یہ کہنا کہ کعبے کے برقعے ازار اور خواجہ سراؤں کو دیکھ کر حضرت عبدالرحیم کو کعبے کے دلہن کہنے کا خیال پیدا ہوا ہے۔ محض ایک قیاس ہے۔ ورنہ لفظ کعبہ جب عربی میں مونث ہے تو اس کے لئے لوازمات تانیث استعمال کرنا یا اس کو دلہن کہنا کوئی حیرت کی بات نہیں ہے۔ بالفرض اگر کعبہ کو مذکر تسلیم کرلیں جیسا کہ اردو میں بولتے ہیں یا تذکیر و تانیث کا کوئی امتیاز ہی رکھیں جیسا کہ فارسی میں اسمائے غیر ذی روح کی تذکیر و تانیث نہیں ہوتی تو بھی کعبے کو اس کی زیبائش و خوبصورتی کے لحاظ سے دلہن کہنا مقام تعجب نہیں ہے۔ چنانچہ فارسی اور اردو میں کوئی خوشنما چیز مذکر یا مونث ہے اس کو بطور استعارہ مجاز دلہن یا عروس کہہ دیتے ہیں اور کعبے کی خوشنمائی و دلفریبی تو اس درجے مسلمہ ہے کہ فارسی میں ''عروس عرب'' ایک محاورہ ہے جس کے معنی ''کعبے'' کے ہیں۔ اکثر کتب لغات میں یہ محاورہ موجود ہے۔ اسی طرح بعض اور محاورے بھی لفظ عروس سے مرکب پائے جاتے ہیں۔ مثلاً ''عروس بیاباں'' سے مراد شتران راہ کعبہ ہے۔ ''عروس چرخ'' آفتاب کو کہتے ہیں۔ حضرت حافظ نے ''عروسان گلستان'' کو اس طرح نظم کیا ہے:

نوعروسان گلستان ہمہ زیور بستند

دلبر ماست کہ باحسن خدا داد آمد

خاقانی نے تحفۃ العراقین میں خاص کعبے کو عروس و حور وغیرہ الفاظ سے خطاب کیا ہے۔ وہ فرماتا ہے:

مانی بہ عروس حجلہ بستہ، در حجلہ چار سو نشستہ

وری بہ مثال عقمری پوش، شاہی بہ مثل دواج بردوش

بعض اوقات بلالحاظ خوبصورتی بھی فارسی میں بطور استعارہ کسی چیز کو عروس کہہ بیٹھتے ہیں مثلاً:

عجوزہ ایست عروس زمین ولے ہشدار

کہ این مخدرہ در عقد کس نمی آید

اسی طرح خواجہ حافظ نے ہنر کو عروس ہنر فرمایا ہے:

Marfat.com

اے عروس ہنر از دہر شکایت منما

حجلۂ حسن بیارائے کہ داماد آمد

اردو لغات کی کتابوں میں بھی عروس کے مجازی معنی خوبصورت، عزیز اور پیاری چیز کے ہیں۔

اس درویش نے اپنے ایک ترجیع بند میں جو مکہ معظمہ کی تعریف میں ہے، حاجیوں کے جذبات اور کعبے کی زینت کی تصور ان لفظوں میں کھینچی ہے:

کس ٹھاٹھ کا کعبے نے جوڑا ہے نیا پہنا

مشتاقوں کو دوبھر ہے اب اُس سے جدا رہنا

کیا نور کی دلہن ہے کیا نور کا ہے گہنا

جو نور برستا ہے اُس نور کا کیا کہنا

بالفرض اگر تم نے کل روئے زمین دیکھا

مکہ ہی نہ جب دیکھا تو کچھ بھی نہیں دیکھا

اس طرح ایک اور نظم میں جس کا عنوان ''مشتاق کعبہ'' ہے اس فقیر نے غسل کعبہ کی کیفیت ان الفاظ میں ظاہر کی ہے:

کیوں آ رہی ہیں لپٹیں مشک و گلاب کی اب

کعبے کو کیا مطوف دلہن بنا رہے ہیں

غرض کہ یہ مسلمانوں کے مذہبی جذبات ہیں اور یہ کوچہ عشق وصیغہ محبت ہے اس میں غیروں کی رسائی مشکل ہے۔

Marfat.com

باب 17

کعبے کا اندرونی غلاف

اگرچہ ہمارا اصل موضوع کعبے کا بیرونی غلاف ہے جو زمانہ حضرت اسماعیل سے یا کم از کم زمانہ جاہلیت سے لگا کر اس وقت تک کعبے پر ڈالا جاتا رہا ہے اور جو کچھ ہم نے اب تک لکھا وہ سب اُسی غلاف کی نسبت لکھا ہے۔ لیکن ہم اگر اس غلاف کا یا اُن پردوں کا ذکر نہ کریں جو زمانہ مابعد میں کعبے کے اندر دیواروں پر لٹکائے جاتے تھے تو ہماری تالیف نامکمل رہ جائے گی۔ چوتھی صدی ہجری کے وسط میں ناصر خسرو کے بیان سے اس غلاف کا صرف اس قدر وجود پایا جاتا ہے کہ کعبے کے باہر شرقی وجنوبی گوشے میں جو سنگ اسود نصب ہے، اس کے عقب والے گوشے میں کعبے کے اندر زرد اطلس کا ایک پردہ لٹکا رہتا تھا۔

579 ہجری میں ابن جبیر نے حج کیا تھا، انہوں نے اندرونی غلاف کعبہ کا کوئی ذکر نہیں کیا۔ 726 ہجری میں ابن بطوطہ حج سے مشرف ہوا تھا۔ اس وقت بھی کعبے کے اندر دیواروں پر کوئی پردے وغیرہ نہیں تھے۔ تقی الدین فاسی کے بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ سب سے پہلے سلطان مصر ملک ناصر حسن چرکسی ① نے 761 ہجری میں کعبے کا اندرونی غلاف روانہ کیا تھا اور وہ تخمیناً 817 ہجری تک جو فاسی کا زمانہ ہے، کعبے کے اندر دیواروں پر لٹکا ہوا تھا۔ اس کے بعد فاسی کے زمانہ ہی میں ملک الاشرف ابونصر سیف الدین برسبائی ② سلطان مصر نے 825 ہجری میں سرخ رنگ کا

① ملک الناصر حسن ۷۵۰ ہجری سے ۷۶۲ ہجری تک سلطان مصر وحجاز رہا۔

② اس کا عہد حکومت ۸۲۵ ہجری سے ۸۴۲ ہجری تک ہے۔

Marfat.com

اندرونی غلاف کعبے کے لئے روانہ کیا تھا۔ عموماً والی یا سلطان اندرون کعبے کے لئے سرخ رنگ کا غلاف ہی بھیجا کرتے تھے۔

923 ہجری میں جب آل عثمان کا تسلط مصر و حجاز پر ہوا تو کعبے کے اندرونی غلاف کا تعلق ترکی سے ہو گیا اور بیرونی غلاف کا تعلق حسب سابق مصر سے باقی رہا۔ اس کے لئے خاص طور پر دیہات وقف کر دیئے گئے اور اس کے مصارف کا کفیل مصر قرار دے دیا گیا۔۔ چنانچہ بیرونی غلاف مصر ہی سے آتا رہا جس کی تفصیل گزشتہ صفحات میں بیان کی جا چکی ہے لیکن اندرونی غلاف سال کے سال نہیں بھیجا جاتا تھا بلکہ جب کبھی کوئی نیا سلطان تخت نشین ہوتا تو اس وقت قسطنطنیہ یا اس کے کسی علاقہ میں نیا غلاف تیار کرا کے روانہ کیا جاتا تھا۔ چونکہ اس غلاف کا کوئی خاص وقت بھی معین نہ تھا اس لئے برسوں تک اس کی نوبت نہیں آتی تھی۔ لیکن ہمیشہ یہ محمل شامی کے ساتھ آیا کرتا تھا اور اس وقت پرانے غلاف کو علیحدہ کر کے نیا ڈال دیا جاتا تھا۔ اس غلاف کا رنگ سدا سے سرخ ہی چلا آتا ہے۔ چھت سے نیچے تک دیواروں پر مختلف تھان لٹکا کر باہم سی دیئے گئے ہیں، اس طرح سالم دیواریں پوری طرح اس غلاف سے ڈھکی ہوئی ہیں۔ اس کے کتبوں کی سراحت یہ ہے کہ:

سب سے اوپر خوشنما بیضوی دائروں میں ''یا منان'' اور چھوٹے چھوٹے دائروں میں ''یا سلطان'' اور ''یا سبحان'' کڑھا ہوا ہے۔

اس کے بعد ایک سطر میں جو گز بھر کے عرض میں ختم ہوتی ہے، لہریئے کی شکل میں آیت:

قدنری تقلب وجھك فی السماء فلنولینك قبلۃ ترضھا۔ فول وجھك شطر المسجد الحرام (1) مسلسل تین مرتبہ کڑھی ہوئی ہے۔

پھر دوسری سطر میں لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ پورے عرض میں تین مرتبہ کڑھا ہوا ہے۔

تیسری سطر میں ''سبحان وبحمدہ اور سبحان اللہ العظیم'' تین جگہ کڑھا ہے۔ نیچے کی جانب ایک گوشے میں کلمہ طیبہ جلی خط سے بنا ہوا ہے۔

---

(1) اس کا مطلب یہ ہے کہ تبدیلی قبلہ کے بارے میں ہم تمہاری تمنا کو محسوس کر رہے تھے۔ اب ہم تمہارے لئے ایسا قبلہ مقرر کریں گے جس سے تم خوش ہو جاؤ گے۔ لو۔ اب اپنا منہ مسجد الحرام کی طرف پھیر دو۔

Marfat.com

باب 18

محمل کی ایجاد

محمل مصری:

اگرچہ محمل کے نام سے کسی نہ کسی طور پر تمام دنیا کے مسلمان واقف ہیں تاہم اس کی تھوڑی سی تشریح اس جگہ بے محل نہ ہوگی۔ محمل کے معنی بوجھ اٹھانے والی چیز کے ہیں۔ مراد اس سے وہ کجاوہ یا کٹھولا ہے جو اونٹ کی پیٹھ پر باندھ دیا جاتا ہے اور اس کے اوپر غلاف یا پردہ ڈالنے سے پردے کی سواری بن جاتی ہے اور اس میں خصوصاً عورتیں بیٹھتی ہیں۔

خدیو عباس علمی پاشا کے سفرنامہ حلقہ الحجازیہ کے مولف محمد تنبونی لکھتے ہیں کہ آنحضرت نے خانہ کعبہ کے لئے کچھ تحفے اور ہدیے ایک محمل میں روانہ کئے تھے اور اس لحاظ سے وہ قافلہ حجاج کے ساتھ روانگی محمل کی رسم حضور سرور عالمؐ کے زمانے سے بتاتے ہیں۔

ہندوستان کے مشہور عالم مقبول احمد جنہوں نے جو اپنی تالیفات تصنیفات کی وجہ سے بڑا نام پیدا کیا، انہوں نے اپنے ترجمہ قرآن میں محمل کو ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے محمل کی یادگار بتایا ہے۔ (قرآن مجید مترجمہ مولوی مقبول احمد صاحب [1] مطبوعہ مقبول پریس دہلی حاشیہ سورۃ احزاب صفحہ (675)

---

[1] مولوی مقبول احمد نے محمل کی جگہ لفظ "ڈولا" استعمال کیا ہے۔ معلوم نہیں مولوی مقبول احمد موصوف کی مراد اس سے وہ محمل ہے جس میں حضرت عائشہؓ جنگ جمل میں سوار تھیں یا اور کچھ جنگ جمل ۳۶ھ میں ہوئی تھی حضرت عثمانؓ کے قتل پر بعض صحابہ کو یہ مغالطہ ہوگیا تھا کہ حضرت علیؓ کے ایما سے وہ قتل کیے گئے ہیں۔ آخر نوبت جنگ کی پہنچی۔ (بقیہ حصہ اگلے صفحہ پر)

Marfat.com

مولوی صاحب موصوف کے خیال کی تائید کسی تاریخ سے نہیں ہوتی اور نہ خود انہوں نے کسی کتاب کا حوالہ دیا ہے بلکہ "قول مترجم" لکھ کر اظہار خیال کیا ہے۔

جلال الدین سیوطی نے اپنی کتاب کنز المدفون میں لکھا ہے کہ مکے روانہ کرنے کے لئے سب سے پہلے جس شخص نے محمل ایجاد کیا وہ حجاج بن یوسف ① ہے۔

برکھاٹ اپنی کتاب بدوی و وہابی میں لکھتا ہے کہ محمل کی رسم بدیوں کے علم جنگ سے نکلی ہے جسے وہ لوگ مرکب یا عطف کہتے ہیں۔ بدویوں کا علم جنگ لکڑی کا ایک بہت بڑا ڈھانچہ ہوتا ہے۔ اس کی تائید ایک اور انگریز کے بیان سے بھی ہوتی ہے۔ چھٹی رائل رجمنٹ کے کپتان لیچ مین جنہوں نے 1910ء میں عراق و عرب کا سفر کیا تھا، قبیلہ شمر کا ذکر کرتے ہوئے اپنے ایک لیکچر میں جو انہوں نے رائل جیوگرفیکل سوسائٹی لندن میں دیا تھا، کہتے ہیں۔

"سب سے آگے سوار تھے۔ ان کے عقب میں سانڈنی سوار۔ ان کے پیچھے منتخب سواروں کا ایک رسالہ تھا۔ جس کے بیچ میں قبیلہ رویلہ کا ایک محمل نظر آ رہا تھا۔ اس میں ان کے شیخ کی لڑکی بیٹھی ہوئی میدان جنگ میں رزمیہ اشعار پُر جوش لہجے میں گا گا کر لڑنے والوں کے حوصلے بڑھا رہی تھی۔ بدویوں کی لڑائی میں اکثر اس قسم کا محمل ساتھ رہا کرتا تھا مگر آج کل

(پچھلے صفحہ کا باقی حصہ) کچھ لوگ حضرت علیؓ کے ساتھ ہو گئے اور کچھ حضرت عائشہؓ کی سرکردگی میں دوسری طرف بہت سے قریبی رشتہ دار ایک دوسرے کے مقابلے پر تلوار اٹھا کر آئے، مثلاً حضرت عائشہ اُن کے بھائی محمدؓ بن ابوبکر حضرت علیؓ کی طرف تھے اور حضرت علیؓ کے پھوپھی زاد بھائی زبیر حضرت عائشہؓ کی جانب، بصرہ پر لڑائی ہوئی۔ حضرت عائشہؓ ایک اونٹ پر محمل میں سوار تھیں حضرت علیؓ کے ساتھی یہی چاہتے تھے کہ کسی طرح اونٹ کا خاتمہ کر دیا جائے تاکہ لڑائی ختم ہو۔ اس محمل پر اتنے تیر مارے گئے تھے کہ خار پشت کی شکل بن گیا تھا اور محمل کے اونٹ کی حفاظت میں ستر آدمیوں کے ہاتھ کٹے تھے۔ بالآخر حضرت محمد بن ابوبکر نے اس اونٹ کے پاؤں کاٹ ڈالے اور محمل زمین پر آ گیا۔ اس وقت لڑائی ختم ہو گئی۔ حضرت علیؓ نے حسنین کو حضرت عائشہ کی خدمت میں روانہ کیا اور حفاظت کے ساتھ اُن کو مدینے بھیج دیا۔ اس عجیب و غریب اونٹ کی وجہ سے جس پر ہزاروں کا دانت تھا اس جنگ کا نام جنگ جمل یعنی اونٹ کی لڑائی مشہور ہے۔ ① حجاج بن یوسف خلیفہ عبدالملک بن مروان کا کمانڈر تھا۔ عالم اسلام میں اس کا ظلم ضرب المثل ہے یہ ۴۲ ہجری میں پیدا ہوا ۹۵ ہجری میں مرا۔

Marfat.com

سوائے قبیلہ رویلہ کے اور کسی قبیلہ میں اس کا رواج نہیں ہے۔"

مقریزی اپنی تاریخ مصر الخطط والا ثار میں لکھتا ہے۔

"اُن سلاطین وخلفاء، جنہوں نے حج کیا، سلطان مصر ملک الظاہر رکن الدین مصر کا پہلا شخص ہے جسے سب سے پہلے 670 ہجری میں حاجیوں کے قافلہ کے ساتھ محمل روانہ کیا تھا۔ اس کے بعد تمام بادشاہوں نے جنہوں نے اپنا کارواں کے بھیجا۔ یہ بھی ضروری سمجھا کہ اپنی شاہانہ عظمت وجلال ظاہر کرنے کے لئے اس کے ساتھ محمل بھی روانہ کیا کریں۔"

بعض مورخ یہ کہتے ہیں کہ ملک الصالح نجم الدین سلطان مصر کی ملکہ فاطمہ شجرۃ الدُر نے جب حج کیا تھا تو وہ ایک نہایت خوشنما وآراستہ محمل میں بیٹھ کر گئی تھی۔ اس کے بعد کئی سال تک اس کے نام کا خالی محمل مصر سے قافلہ کے ساتھ بھیجا جاتا رہا۔ سلطان صالح نجم الدین کا زمانہ سلطنت 637 ہجری سے 647 ہجری تک ہے۔ سلطان صالح اور اس کے فرزند کی وفات کے بعد 648 ہجری میں چند مہینے ملکہ شجرۃ الدرری بھی فرمانروائے مصر وحجاز رہی تھی۔ اس طرح محمل کی ایجاد ساتویں صدی ہجری کے وسط میں ہوئی۔ بہر حال خواہ رکن الدین محمل مصری کا موجد ہو یا ملکہ شجرۃ الدرر لیکن یہ ثابت ہے کہ سلاطین مصر نے ہی نے اسے ایجاد کیا تھا۔

Marfat.com

باب 19

غلاف کعبہ سے محمل مصری کا تعلق

اس کتاب ''تاریخ غلاف کعبہ'' کا ایک جزو محمل مصری ہے۔ مصر سے غلاف کعبہ کی روانگی کے بعد لفظ ''محمل'' غلاف کعبہ کا ہم معنی نظر آتا ہے۔ دونوں چیزیں ایک ہی سمجھی جاتی ہیں اور غلاف کعبہ سے بڑھ کر محمل کو اہمیت دی جاتی ہے۔ چونکہ محمل مصری کے ساتھ غلاف کعبہ بھی آیا کرتا تھا اس لئے مجازاً محمل مصری سے غلاف کعبہ بھی مراد لی جاتی تھی اور اسی وجہ سے اس کو محمل شریف بھی کہا کرتے تھے۔ اسلام کے عہد اول سے لگا کر خلافت عباسی کی بربادی تک محمل سے غلاف کعبہ کو کوئی واسطہ نہ تھا اور غلاف کی روانگی مصر یا بغداد سے حاجیوں کے ساتھ عمل میں آیا کرتی تھی جن کے ہمراہ محمل نہیں ہوتا تھا۔ تیرہویں صدی ہجری سے چودھویں صدی ہجری کے وسط تک محمل غلاف کعبہ کا جزو لاینفک بن جاتا ہے اور بالآخر غلاف کعبہ کی روانگی بغیر محمل کے ناجائز سمجھی جانے لگتی ہے۔ عام لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ غلاف کعبہ مصر سے محمل کے اندر رکھ کر روانہ کیا جاتا تھا اور محمل و غلاف گویا دونوں ایک ہی چیز تھے۔ مگر حقیقت ایسی نہ تھی۔ محمل بالکل ایک علیحدہ چیز تھی۔ نہ اس میں غلاف کعبہ رکھا جاتا تھا اور نہ اس میں اتنی گنجائش ہوتی تھی کہ غلاف کعبہ کے متعدد تھانوں کے بڑے بڑے گٹھے اس میں سماتے۔ غرضیکہ غلاف علیحدہ کئی صندوقوں میں بھر کر دوسرے اونٹوں پر بھیجا جاتا تھا اور محمل ایک علیحدہ اونٹ پر کسا جاتا تھا جس میں بجز ایک چھوٹے سے قرآن شریف یعنی حمائل کے جو اُس کی چھت پر لٹکا دیتے تھے اور کوئی چیز نہیں رکھی جاتی تھی۔

Marfat.com

محمل مصری کی وضع قطع:

یہ محمل بھی عام محملوں کی طرح لکڑی کا چوکھٹا مخروطی شکل کا ڈھانچہ ہوتا تھا جس کی چوٹی مینار نما ہوتی تھی۔ یہ معلوم نہیں ہوسکا کہ یہ کس لکڑی کا بنایا جاتا تھا مگر اس کو روز بروز بھاری بنانے میں اہل مصر کو بڑی دلچسپی رہی ہے یہاں تک کہ بقول صاحب رحلۃ الحجاز یہ چودھویں صدی ہجری کے اوائل میں محمل کا وزن چودہ قنطار ہوگیا۔ لغت کی کتابوں میں ایک قنطار ڈیڑھ من کا لکھا گیا ہے۔ جس کے حساب سے اکیس من ہوئے مگر بعض جگہ کا من ہمارے ایک کلو کے برابر بھی ہے۔ اگر ایسا ہے تو صرف اکیس کلو ہی اس محمل کا وزن ہوگا۔ مگر یہ صحیح نہیں ہے اس قدر کم وزن ایک اونٹ کے لئے کچھ بھی نہیں ہے۔ مولف موصوف آگے چل کر کہتے ہیں کہ یہ چوبی ہیکل اس قدر وزنی ہوتی تھی کہ اس کے بعد اونٹ پر اور کچھ بوجھ نہیں رکھا جاسکتا تھا۔ نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ اکیس من اور اکیس کلو دونوں کے درمیان کوئی بھاری وزن ہوتا ہوگا۔

محمل مصری پر ڈالنے کے دو لاف رہا کرتے تھے ایک معمولی سبز بانات کا جو دوران سفر میں اور مکہ و مدینہ وغیرہ کے قیام میں اُوڑھا دیا جاتا تھا۔ دوسرا عمدہ سیاہ اطلس کا جس پر اعلیٰ درجے کے سنہری تاروں سے خوشنما نقش ونگار اور کتبے کڑھے رہتے تھے، بعض کتبوں کی زمین سبز و سرخ اطلس کی بھی ہوا کرتی تھی۔ محمل کے نقش ونگار وقتاً فوقتاً بدلتے رہتے تھے جب کبھی سال دو سال بعد نیا غلاف بنایا جاتا تھا اس وقت نئی تراش وخراش کردی جاتی تھی۔ بعض اوقات کئی کئی سال تک کتبوں کی عبارت وہی رہتی ہے مگر خط بدل دیا جاتا ہے۔

عبدالسلام ندوی تاریخ حرمین میں لکھتے ہیں کہ یہ غلاف بیس برس کے بعد بدلا جاتا تھا۔ مگر یہ درست نہیں ہے۔ میرے پاس 1319 ہجری سے 1321 ہجری تک کے محملوں کی کئی تصویریں ہیں۔ اُن کے نقش ونگار جدا جدا ہیں۔ بعض پر بہت اعلیٰ درجے کے پھول بنائے گئے ہیں۔ بعض پر چلتا کام کردیا ہے اور اگرچہ کتبے وہی ہیں مگر طرز تحریر بدل گیا ہے بعض غلافوں کے کتبوں کا خط خوشنویسی کا عمدہ نمونہ ہے۔ بعض میں خط کے لحاظ سے کوئی خوبی نہیں ہے۔ اس سے ثابت ہوتا ہے

Marfat.com

کہ پانچ چھ برس کے عرصہ ہی میں غلاف محمل کئی مرتبہ بدلا گیا ہے۔

میرے پاس مختلف غلاف کی تصویروں میں بالائی حصے پر بسم اللہ کے بعد آیت الکرسی ایک طرف سے شروع ہو کر چوتھی جانب ختم ہوئی ہے۔ بعض غلاف میں اس پٹی کے دو حصے ہو کر درمیان میں کہیں ''اللہ ربی'' اور کہیں ''محمد رسول اللہ'' تحریر ہے۔ ایک طرف پٹی کے اوپر کلمہ کڑھا ہوا ہے۔ ایک جانب سلطنت عثمانیہ کا مونوگرام جو وہاں کے روپے پیسے پر ہوا کرتا تھا، کڑھا ہے۔

محمل کے ساتھ دو علم بھی رہا کرتے تھے۔ ان پر بھی کچھ آیتیں وغیرہ تحریر ہیں۔ بعض سیاحوں کے بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ محمل کے غلاف پر بیت اللہ کا نقشہ بھی کاڑھا جاتا تھا۔ محمل کے کناروں پر ریشمی جھالر ٹانکی جاتی تھی اور چاندی کے ٹوپن دار پھندنے لٹکاتے تھے۔ محمل کے چاروں کونوں پر چار اور بیچ میں ایک کلس رہتا تھا۔ محمل کی بعض تصویروں میں کلس پر ہلال اور تار بھی نظر آتا ہے بعض میں صرف کلس ہے ہلال نہیں ہے۔ ان کلسوں کو بعض سیاحوں نے چاندی کا لکھا ہے بعض نے سونے کا، بعض نے پیتل پر چاندی کا ملمع سمجھا ہے۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ کلس بھی وقتاً فوقتاً بدلتے رہے ہیں۔ عبدالسلام صاحب ندوی نے اس غلاف کی لاگت پندرہ سو گنی تحریر کی ہے۔ مگر یہ غلط ہے۔ مملکت مصر کے مختلف سنین کے موازنہ جات سے اس کی تائید نہیں ہوتی۔ ایک محمل کا غلاف خواہ کتنا ہی زریں کیوں نہ ہو ایسا بھاری نہیں ہو سکتا۔ اس کی لاگت اکیس ہزار روپے ہو۔ خیال ہو سکتا ہے کہ موصوف نے غلاف کعبہ کی لاگت کو شاید غلاف محمل کی لاگت تصور کر لیا ہو مگر ایسا بھی نہیں ہے۔ غلاف کعبہ کی لاگت تو ساٹھ باسٹھ ہزار روپے ہوتی تھی۔ ہاں یہ ممکن ہے کہ ملازمین و ہمراہیان محمل کی تنخواہوں اور الاؤنس کی رقم جو اس کے قریب قریب ہوتی تھی اس کو مولوی صاحب نے صرف غلاف محمل کی قیمت تصور فرما لیا ہو۔

سفر حجاز سے واپسی کے بعد محمل کا زریں غلاف مصر کے صیغہ مال میں رکھ دیا جاتا تھا اور اس کا سبز غلاف ہر سال سید محمد یونی اسعدی کی قبر پر چڑھا دیتے تھے۔ صاحب رحلۃ الحجازیہ کا خیال ہے کہ شاید اگلے زمانہ میں محمل کی کوئی خدمت ان بزرگ کے سپرد ہوگی۔ اس وجہ سے یہ غلاف ان کی قبر پر چڑھا

Marfat.com

دیا جاتا ہے۔ برٹن لکھتے ہیں کہ غلاف کعبہ مصر میں ایک خالص خاندان کے افراد بنتے ہیں جن کو بنی سعدی اوران کے گھرانے کو بیت السعدی کہتے ہیں۔ پس کیا عجب ہے کہ حضرت یونس اسی خاندان کے مورث اعلیٰ ہوں۔

Marfat.com

باب 20

محمل مصری کے ملازمین ومصارف

ملازمین:

جس زمانے میں خشکی کے رستے سے محمل مصری حجاز جایا کرتا تھا، اس وقت مصر کے تمام حاجی محمل کے ساتھ ہی روانہ ہوا کرتے تھے اور محمل کے ہمراہ ملازمین وفوج مل کر ایک بڑا لشکر بن جاتا تھا۔ محمل کے ملازمین میں بعض لوگ اس زمانہ کی ضرورت کے لحاظ سے بھی نوکر رکھے جاتے تھے۔ جوں جوں جدید سفری اور دیگر سہولیات سامنے آنے لگیں تو محمل الگ روانہ ہونے لگا تھا جس کے ساتھ صرف اس کے ملازمین اور اس کی محافظ فوج رہتی تھی۔ باقی حاجی اپنی اپنی آسانی کے لحاظ سے آگے پیچھے پہنچ جاتے تھے۔

امیر الحاج:

محمل کا سب سے بڑا عہدہ امیر الحاج ہوتا تھا جس کا درجہ سلطنت کے بڑے عہدیداروں میں شمار ہوتا تھا۔ اس خدمت کے لئے فوجی لوگوں میں سے جنرل کا مرتبہ رکھنے والا اور رسول کے لوگوں میں میر میران کا درجہ رکھنے والے کا انتخاب کیا جاتا تھا اور عموماً وہی لوگ منتخب ہوتے تھے جن کو پاشا کا خطاب مل چکا ہوتا تھا۔ معاملات حجاز میں امیر الحاج کی رائے کو بڑا دخل ہوا کرتا تھا اور اگلے زمانے میں تو والیاں حجاز کا عزل ونصب اسی کی رائے سے عمل میں آتا تھا۔ اس خدمت کی انجام دہی کے بعد اکثر امیر الحاج کو گورنری پر ترقی دی جاتی تھی۔

امین الصرہ:

محمل کا دوسرا بڑا افسر امین الصرہ یعنی خزانہ دار ہوا کرتا تھا۔ جس کی تحویل میں سفر محمل کے

Marfat.com

اخراجات کی رقوم، امراء وشرفاو ساکنین حرمین کی تنخواہیں، عربوں کے معمول اور خیرات ومبرات کی رقم رہا کرتی تھی۔ یہ دوسرے درجے کا عہدہ دار ہوتا تھا۔ مثلاً 1320 ہجری میں مہدی بے احمد امین الصرہ تھے۔ بعد میں یہ خدمت محکمہ خزانہ کا کوئی اہلکار انجام دینے لگا۔ جنرل ابراہیم رفعت پاشا نے 1318 ہجری میں بہ حیثیت کمانڈر فوج محمل اور 1320 و 1325 ہجری میں بہ حیثیت امیر الحاج قافلہ مصری حج کیا تھا۔ انہوں نے اپنی کتاب مراۃ الحرمین میں اپنے ہر سفر کے امین الصرہ کا ذکر کیا ہے۔ اس سے ظاہر ہے کہ اس خدمت پر بھی کوئی بڑا عہدہ دار ہی مامور ہوا کرتا تھا اور اس کا انتخاب طبقہ دوم کے عہدہ داروں میں سے ہوتا تھا جن کا درجہ پاشا سے کم ہوتا تھا۔ صرہ کے معنی تھیلی کے ہیں۔ مراد اس سے خزانہ ہے، چونکہ اس خزانے میں حجاز کے مبارک سفر کی رقوم ہوتی تھیں۔ اس وجہ سے ''صرۃ'' کو ''صرۃ اشریفہ'' بھی کہا جاتا تھے۔ اس خزانے کی تحویل قاضی شرعی، امیر الحاج اور سپہ سالار فوج محمل کے سامنے عمل میں آتی تھی اور امیر الحاج وامین الصرہ وصراف کے دستخطوں سے رسید مرتب ہو کر وزیر مال کو دی جاتی تھی۔ 1318 ہجری میں اس خزانے میں رقم (18893) گنی یعنی تخمیناً (264502) روپے تھی اور 1321 ہجری میں کوئی دو لاکھ بیس ہزار روپے۔ یہ خزانہ بھی محمل کے جلوس کے ساتھ ایک خوبصورت صندوق میں رکھا جاتا تھا۔

سپہ سالار فوج محمل:

محمل کی محافظ فوج کے کمانڈر کو قمندان کہا کرتے تھے۔ اس کا تعلق اگرچہ مصری فوج سے باقاعدہ ہوا کرتا تھا اور وہ فوج کا مستقل کرنل یا جنرل ہوتا تھا تاہم سفر حجاز میں وہ بھی محمل کا عہدہ دار سمجھا جاتا تھا۔ دوران سفر محمل میں وہ قمندان کے لقب سے پکارا جاتا تھا۔ اس کی ماتحتی میں تخمیناً چار سو فوج چلتی تھی جس میں پانچ چھ لیفٹیننٹ وسیکنڈ لیفٹیننٹ، کچھ نیچے درجے کے افسر، باقی سوار پیدل، توپخانہ، باجے والے وغیرہ رہتے تھے۔ امیر الحاج اور یہ کمانڈر تقریباً مساوی مرتبہ کے عہدہ دار ہوا کرتے تھے مگر اس سفر میں امیر الحاج کو فوقیت ہوتی تھی اور کمانڈر بھی اسی کا ماتحت سمجھا جاتا تھا۔

محمل کے عام ملازمین:

Marfat.com

افسران مذکورۂ بالا کے علاوہ محمل کے ہمراہ ڈاکٹر، لیڈی ڈاکٹر، کمپونڈر، کاتب، امام، خطیب واعظ، مبلغ، محملی، شترباں، فراش، سقے اور مشعلچی وغیرہ رہتے تھے۔ زمانہ قدیم میں اہل سنت کے چاروں مذہب کے چار امام بھی رہا کرتے تھے۔

محمل کی تخفیف شدہ خدمات:

پیشتر نقارچی بھی محمل کے ملازموں میں تھے۔ اب نہیں رہے۔ ان کے علاوہ بعض اور خدمتیں بھی تھیں۔ مثلاً عربوں کو مٹھائی اور لباس تقسیم کرنے کے لئے ایک اہلکار ہوتا تھا جسے امین الکساوی والحلویات ① کہتے تھے۔ غذا نہ میسر آنے کی صورت میں حاجیوں کو بانٹنے کے لئے محمل کے ساتھ بسکٹوں کا بڑا ذخیرہ بھی رہا کرتا تھا۔ اس خدمت کو انجام دینے والا مامور الذخیرہ کہلاتا تھا۔ ایک شخص محمل کے پیچھے پیچھے محمل کے اونٹ کی چال دیکھتا ہوا چلتا تھا، اسے شیخ الجمل کہتے تھے ② ۔ منزلوں پر غلاف کعبہ اور دوسرے سامان محمل کو چوہوں سے بچانے کے لئے بلیاں بھی ساتھ لی جاتی تھیں۔ ان کے کھلانے پلانے کے لئے ایک نوکر رہتا تھا۔ اسے ابوالقطط (بلیوں کا باپ) کہا کرتے تھے۔ قط بلی کو کہتے ہیں، قطط اس کی جمع ہے۔ ولیم لین کے زمانے میں اب سے کوئی ڈیڑھ سو برس قبل اس خدمت پر ایک عورت مامور تھی۔ وہ ام القطط یعنی بلیوں کی ماں کہلاتی تھی۔

اسی طرح مشعلچیوں اور قلیوں کا ایک افسر ہوا کرتا تھا جسے سائیس الہرجلہ کہتے تھے۔ یہ خدمتیں موروثی یعنی باپ سے بیٹے پر منتقل ہونے والی تھیں۔ اس وجہ سے بعض لوگوں کو جن کے آباؤ اجداد یہ خدمات انجام دیا کرتے تھے، باوجود تخفیف کے یہ وظیفے برابر ملا کرتے تھے۔

محمل مصری کے مصارف:

مقریزی کی کتاب الذخر والتحایف میں مصر کے فاطمی سلاطین کے مصارف حج کی مقدار ایک لاکھ بیس ہزار دینار لکھی ہے جو بعض اوقات دو لاکھ دینار تک پہنچ جاتی تھی۔ اس میں خوشبوئیات، شیرینی اور روشنی کا خرچ دس ہزار دینار تھا۔ دینار اشرفی کو کہتے ہیں، مختلف ملکوں میں دینار کی قیمت

---

① کساوی، لباس، حلویات، مٹھائی ② اونٹ، لاشیخ۔

Marfat.com

مختلف رہی ہے۔ حکیم ناصر خسرو نے اپنے سفرنامے میں مستنصر بامر اللہ فاطمی خلیفہ مصر کے زمانے کے جو اخراجات تحریر کئے ہیں اور جن کی تفصیل ہم اسماعیلی خلفائے مصر کے حالات میں تحریر کر چکے ہیں اس کی مقدار ساٹھ ہزار دینار تھی مگر ان کے علاوہ ناصر خسرو نے حاجیوں کا الاؤنس، مزدوریاں، انعام واکرام، اونٹوں کی قیمت امیر مکہ کی تنخواہ وغیرہ دوسری مدات بھی لکھی ہیں۔

اس طرح کل اخراجات ملا کر اس رقم تک پہنچ جاتے ہوں گے جو مقریزی نے تحریر کی ہے۔

چودھویں صدی ہجری کے مملکت مصر کے موازنہ جات دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ محمل کے اخراجات کے ضمن میں غلاف کعبہ کی تیاری کے مصارف، ملازمین محمل کی تنخواہیں، فوج، محافظ محمل کا الاؤنس، حجاز کے قلعہ نشین عربوں کے معمول، اشراف وامراء واہالیان حرمین کی ماہوارات، سفر حجاز کا خرچ اور مکہ ومدینہ کے لنگر خانوں کی رقمیں شامل ہوتی تھیں۔ مثلاً 1307ء کے موازنہ کے اعتبار سے ان اخراجات کا گوشوارہ حسب ذیل ہے۔

نمبر شمار	صراحت مدات	تعداد رقم گنی
1-	غلاف کعبہ	(4600)
2-	تنخواہ ہمراہیان محمل	(1258)
3-	الاؤنس فوج محافظ محمل	(1276)
4-	لباس برائے عرب قلعہ نشین	(994)
5-	تنخواہ اعراب حجاز	(2396)
6-	تنخواہ اشراف وامرائے حرمین	(1493)
7-	تنخواہ اہالی حرمین	(3266)
8-	تنخواہ قاضی مکہ	(455)
9-	مصارف غلہ خیرات حرمین	(22500)

Marfat.com

10-	مصارف کرایہ ریل	(700)
11-	کرایہ جہاز	(300)
12-	کرایہ شتر	(2280)
13-	تار برقی مرمت خیام	(220)
14-	متفرق	(265)

کل میزان: (45912) گنی یعنی تخمیناً ساڑھے چھ لاکھ روپے

گلدار حلتہ الحجازیہ میں ان مصارف کی مقدار سات لاکھ روپے لکھی ہے۔ ان اعداد و شمار سے ظاہر ہے کہ سلطنت مصر غلاف کعبہ و محمل کی روانگی میں چھ سات لاکھ روپیہ سالانہ خرچ کیا کرتی تھی۔ اس دور میں بھی گنی کا نرخ بھی گھٹتا بڑھتا رہتا ہے۔ گنی کے ساتھ ایک مسی سکہ ملیم اور بھی مصر میں رائج تھا۔ محمل کی فوج کا بھتہ کماندار کے ذریعہ سے تقسیم ہوا کرتا تھا اور فوج کی تنخواہ کا خرچ ،موازنہ فوج میں پڑتا تھا۔ باقی تمام اخراجات امیر الحاج کے حکم سے ہوتے تھے اور ان کا حساب کتاب امین الصرہ سے متعلق تھا۔ جس کی ماتحتی میں کاتب و صراف رہا کرتے تھے۔ مذکورہ بالا مدات میں سے صرف غلاف کعبہ اور محمل کے اخراجات ہمارے موضوع میں شامل ہیں۔ مصارف غلاف کی تفصیل ہم پہلے باب میں درج کر چکے ہیں۔ یہاں محمل کے اخراجات ہمارے موضوع میں شامل ہیں۔ محمل کے ملازمین کی تنخواہ وغیرہ کی تفصیل حسب ذیل تھی۔

نمبر شمار	تفصیل مدات	گنی	ملیم
1-	الاؤنس امیر الحاج بابت تین ماہ	(400)	0
2-	الاؤنس امین الصرہ	(200)	0
3-	لباس خطیب مسجد نبوی	(5)	(650)
4-	الاؤنس کاتب سامان	(8)	(140)

Marfat.com

(180)	(9)	لباس کاتب سامان	-5
(500)	(22)	الاؤنس ڈاکٹر	-6
(500)	(22)	لباس کاتب صرہ	-7
0	(9)	الاؤنس طبیبہ	-8
0	(8)	الاؤنس کمپونڈر	-9
0	(6)	الاؤنس علم بردار محمل	-10
(250)	(2)	الاؤنس حامل علم صغیر	-11
0	(18)	مبلغ عرفات کی سالانہ تنخواہ	-12
0	(9)	ملازمین مبلغ کی سالانہ تنخواہ	-13
0	(15)	ابی القطط کی سالانہ تنخواہ	-14
0	(15)	شیخ الجمل کی سالانہ تنخواہ	-15
(250)	(8)	مشعلچیوں کی تنخواہ	-16
(500)	(10)	سقون کی تنخواہ	-17
0	(18)	فراشوں کی تنخواہ (8 نفر)	-18
0	(10)	بھتہ	-19
0	(18)	تنخواہ محاطی سالانہ	-20
	(15)	اونٹ کی نکیل پکڑنے والے کا حق	-21
	(2)	انعام توپچی	-22
(630)	(2)	دوشالہ برائے توپچی	-23
(100)	(3)	الاؤنس سائیس	-24

Marfat.com

-25	جلوس کسوۃ کے دن شیخ سعبا طی کا حق دعا گوئی	(4)	
-26	محمل کے اونٹ کی نکیل پکڑنے والے کی تنخواہ	(4)	
-27	" " بھتہ اور شال	(1)	(360)
-28	" " الاؤنس	(2)	(250)
-29	قافلے کے پیچھے چلنے والے کا الاؤنس	(2)	0
-30	واعظ و امام کا الاؤنس	(3)	
-31	امیر الحاج کے مشعلچیوں کی تنخواہ	(9)	(815)
-32	سقوں کی تنخواہ	(13)	(950)
-33	" " خدمت گاران	(3)	(375)
-34	" " فراشان	(2)	(625)
-35	دانہ چارہ گھانس	(52)	0

کل میزان: (1258) گنی (160) ملیم

محمل کے اونٹ کا فدیہ:

جس اونٹ پر محمل رکھا جاتا تھا اسے شتر مرغ کے پروں سے اچھی طرح سجاتے تھے۔ اس کی جھول بہت بیش قیمت ہوتی تھی جو اس کی گردن اور مہری پر بھی آجاتی تھی اس میں پھندنے اور جھالریں ہر طرف لٹکتی رہتی تھیں۔ اس کی نکیل بھی ریشمی ہوا کرتی تھی اس کے گھٹنوں پر بھی اطلس کے خوبصورت مضبے باندھے جاتے تھے۔ اس اونٹ کی مدد کے لئے تین اونٹ اور بھی رہا کرتے تھے جو اس کے تھکنے یا بیمار ہو جانے کی صورت میں کام دیتے تھے۔ جس اونٹ پر محمل رکھا جاتا تھا اس سے پھر عمر بھر کوئی اور کام نہیں لیتے تھے۔

محمل کے محکمے میں کل بیس اونٹ تھے اور قصبہ بولاق باب شیخ سعید کے متصل ان کا شتر خانہ

Marfat.com

تھا۔حج پر روانہ ہونے سے قبل سلطنت مصر کی جانب سے ان اونٹوں میں سے ایک اونٹ قربان کیا جاتا تھا جس کی کیفیت یہ تھی کہ جلوس محمل نکلنے سے پہلے اس اونٹ پر شیخ الجمل کو بٹھا کر شہر بھر کا گشت کراتے تھے اور باب شیخ سعید کے پاس پہنچ کر اس اونٹ کو ذبح کر دیتے تھے۔اس کا گوشت چار حصوں میں تقسیم کیا جاتا تھا۔ایک حصہ محملی کا،ایک شتربان کا،ایک شیخ جمل کا اور ایک حصہ شیخ یونس کی درگاہ کے مجاوروں کا ہوتا تھا۔یہ گوشت دردسر کے لئے اور اس کی چربی بواسیر کے لئے مفید خیال کی جاتی تھی۔جس وقت ذبح کرنے کے لئے اونٹ کو زمین پر لٹاتے تھے تو ذبح کرنے سے پہلے ہی چھری چاقوؤں سے لوگ اس کی تکا بوٹی کر ڈالتے تھے اور جو جس کے ہاتھ آتا تھا جھپٹ لے جاتا تھا۔اکثر اوقات اس چھینا جھپٹی میں خون خرابہ بھی ہو جایا کرتا تھا۔اس لئے خدیو عباس علمی پاشا نے اس رسم کو موقوف کر دیا تھا لیکن اونٹ کی قیمت مذکورہ بالا مستحقوں کو دیدی جایا کرتی تھی۔

Marfat.com

باب 21

روانگی محمل کا جلوس قاہرہ میں!

سلطان ایوبیہ مصر کے زمانے سے محمل کے جلوس کا دستور چلا آ رہا تھا اور سفر حجاز سے قبل دو مرتبہ محمل کا جلوس نکالا جاتا تھا۔ پہلے زمانے میں جب خشکی کے راستے سے مصری حاجی روانہ ہوتے تھے تو پہلا جلوس شوال کے پہلے ہفتے میں اور دوسرا جلوس شوال کے آخری ہفتے میں نکلا کرتا تھا۔ پہلا جلوس اصل میں غلاف کعبہ کا جلوس ہوتا تھا اور محمل اس کے ساتھ جلوس کی رونق بڑھانے کے لئے کر دیا جاتا تھا۔ دوسرا جلوس خاص محمل کا جلوس کہلاتا تھا۔

جلوس محمل کی ایجاد:

جلوس کی ابتدا 700 ہجری سے بیان کی جاتی ہے۔ یہ زمانہ ملک الناصر محمد بن قلاؤں کا تھا جو 693 ہجری سے 709 ہجری تک تین مرتبہ بادشاہ مصر رہا۔ 845 ہجری میں ملک الظاہر ابوسعید سیف الدین علی چقمق نے محل کا گشت موقوف کر دیا۔ اہل مصر کو یہ بات بری لگی۔ دس برس تک جلوس بند رہا پھر رجب 858 ہجری میں ملک الاشرف ابونصر آنیال نے دوبارہ جاری کیا۔ اس کے بعد سلطان قایدبے نے جس کی حکومت 883 ہجری سے 901 ہجری تک رہی پھر موقوف کر دیا۔ مگر اس کے لڑکے ملک الناصر محمد نے 901 ہجری میں اسے پھر جاری کر دیا۔ چونکہ جلوس محمل کے ساتھ بہت سی مضحکہ خیز حرکتیں بھی ہوا کرتی تھیں۔ مثلاً لمبے چوڑھے آدمی مسخراپن کرتے ہوئے اور درویش اپنی کرامات کا اظہار کرنے کے لئے سانپوں کو کچا چباتے ہوئے نکلا کرتے تھے اس وجہ سے مذکورہ بالا سلاطین نے جن میں سلطان قایدبے بہت ہی تشرع تھا۔ محمل کے جلوس کو ایک

Marfat.com

خلاف شرع کام سمجھ کر موقوف کر دیا تھا۔ اس کے بعد سے مملوک سلاطین اور سلاطین عثمانیہ کے زمانہ سے چند سال قبل تک ہمیشہ یہ جلوس نکلتا رہا۔

محمل کے ایک قدیم جلوس کا منظر:

ولیم لیس کی کتاب ماڈرن ایجپ شیئنز (جدید مصری) میں 1249 ہجری کے جلوس محمل کی منظر کشی کی گئی ہے۔ یہ زمانہ سلطان محمود خاں ثانی کا تھا جو 1223 ہجری سے 1255 تک سلطان مصر رہا۔

''شوال کے آخری ہفتے میں اگرچہ کوئی خاص تاریخ مقرر نہیں ہے لیکن عموماً 23 تاریخ کو بڑے بڑے عہدہ دار اور حاجیوں کے قافلے کے ساتھ جانے والی فوج قلعہ قاہرہ سے شہر میں ہو کر محمل کے ساتھ بڑی دھوم دھام سے گزرتی ہے۔ اس جلوس کا نام محمل کا جلوس ہے۔ مختلف لوگ جو اس جلوس کے ساتھ رہتے ہیں ان میں سے اکثر مصری قافلے کے ہمراہ مکے جانے کے لئے قلعہ کے نیچے میدان میں جمع ہو جاتے ہیں اور وہاں مقررہ مثل بندی اور ترتیب کے ساتھ قافلے میں اپنی اپنی جگہ اختیار کر لیتے ہیں۔ اس جلوس کی کیفیت ملاحظہ ہو:

جن جن سڑکوں پر ہو کر یہ جلوس نکلا وہ تماشائیوں سے بھر گئی تھیں۔ دکانیں سب بند تھیں۔ بہت سے آدمی دکانوں کے چبوتروں پر بیٹھے تھے اور بہت سے نیچے کھڑے تھے۔ میں نے اس خاص سڑک پر جہاں سے محمل باب النصر کو جانے والا تھا ایک دکان پر اچھی جگہ حاصل کر لی۔ 9 بجے صبح جلوس نکلنا شروع ہوا۔ سب سے پہلے ایک توپ نکلی۔ راستے میں اسے داغ کر قافلے کے کوچ و مقام کی اطلاع دی گئی۔ اس کے بعد ترکی کی باقاعدہ فوج کے پانچ سو جوان نکلے ان کی وردی بہت خراب تھی اور قیدی سے معلوم ہو رہے تھے۔ آدھ گھنٹے بعد چند سانڈنی سوار آئے۔ ہر اونٹ پر نقارے کی جوڑی بندی ہوئی تھی اور سوار اسے بجا رہے تھے۔ بعض اونٹوں پر اونچی اونچی گدیاں بھی بندھی ہوئی تھیں مگران

Marfat.com

پر کوئی بیٹھا نہ تھا۔ یہ اونٹ مہندی سے رنگے ہوئے تھے اور بعض کو زینوں پر کھجور کی ہری ہری شاخیں جھنڈیوں کی طرح لگا دی گئی تھیں۔ اسی طرح بعض پر چھوٹی چھوٹی جھنڈیاں بھی لگی ہوئی تھیں۔ بعض اونٹوں کے دائیں بائیں بڑی بڑی گھنٹیاں لٹک رہی تھیں۔ بعض پر مشکیزے بندھے ہوئے تھے۔ ایک اونٹ پر چوکھٹا صندوقچہ تھا جس پر سرخ غلاف چڑھا تھا۔ اس میں حج کے اخراجات کے لئے سرکاری خزانہ رکھا تھا۔ اس کے بعد امیر الحاج کا سامان و اسباب اونٹوں پر آیا۔ تھوڑی دیر بعد کچھ درویش آئے جو ادھر اُدھر اپنا سر ہلا کر اللہ، اللہ پکار رہے تھے۔ ان کے ساتھ بہت سے ساربان، بہشتی خاکروب اور دوسرے خدمتی نکلے جو "عرفات یا اللہ، اللہ اللہ بالسلامہ" کے نعرے لگا رہے تھے یعنی اللہ ہم کو خیریت سے عرفات پہنچا دے۔ پھر چند اونٹ آئے جن پر کھجوروں کی شاخیں تھیں اور بعض پر بڑی بڑی گھنٹیاں۔ ان کے پیچھے امیر الحاج کا تخت رواں نکلا ⓵۔ ان کے اونٹ خوب سجے ہوئے تھے۔ پھر کچھ عرب اور دلیل الحاج یعنی رہنمائے قافلے آئے اور کچھ اونٹ اور درویش نکلے ان کے بعد شاہی خاندان کے کوئی پچاس آدمی نہایت زرق برق لباس پہنے آئے۔ ان کے پیچھے چند چوبدار چاندی کی موٹھ کی لکڑیاں اور بندوقیں لئے ہوئے نکلے۔ پھر شاہی خاندان کے کچھ اور لوگ، ان کے پیچھے مختلف دفتروں کے عہدہ دار کمخواب کے کوٹ پہنے آئے۔ ان کے بعد دو تلورے نکلے۔ یہ کمر تک برہنہ تھے ان کے پاس ڈھال تلوار تھی۔ یہ جا بجا ٹھہرتے جاتے تھے اور صفائی سے ہاتھ نکال کر تماشائیوں سے انعام مانگتے تھے۔ ان کے پیچھے ایک ٹکڑی اور درویشوں، ساربانوں اور دوسرے لوگوں کی "اللہ، عرفات اللہ اللہ بالسلامہ" کہتی ہوئی نکلی۔ تھوڑی دیر گزری تھی کہ ڈھول اور بانسریوں کی آواز سنائی دی اور فوج کا ایک سا دستہ نکلا۔ ان کے پیچھے والی شہر یعنی ناظم کوتوالی آیا جس کی اردل میں کئی افسر تھے پھر امیر الحاج کے ملازم اور ان کے بعد

⓵ تخت رواں ایک پالکی نما سواری ہوتی ہے جو دو اونٹوں پر باندھی دی جاتی ہے۔ ایک اونٹ آگے رہتا ہے۔ ایک پیچھے ریگستان کے سفر میں، سب سے زیادہ آرام اسی سواری میں ملتا ہے۔

Marfat.com

خود امیر الحاج آیا۔ پھر کاتب، مغربی سواروں کا رسالہ اور تین مبلغ آئے۔ یہ لوگ خطیب عرفات کے خطبے کے بعض لفظوں کو دہراتے ہیں۔ یہ سفید عبائیں پہنے ہوئے تھے۔ جن پر طلائی کام تھا۔ ان کے پیچھے طریقہ اہل سنت والجماعت کے چاروں فرقوں کے امام گھوڑوں پر سوار آئے۔ پھر مختلف طریقے کے درویشوں کے کئی گروہ ہاتھوں میں جھنڈے لئے نکلے۔ قادریہ طریق کے درویش اپنے ہاتھوں کے جال بھی لئے ہوئے تھے اور ان کے پاس لمبی لمبی کھجور کی شاخیں گویا مچھلی پکڑنے کی چھڑیاں تھیں۔ ہر گروہ کے آگے آگے نقارے اور دوسری قسم کے باجے بجتے جاتے تھے۔ ان کے بعد مختلف پیشہ ور لوگ آئے۔ ہر طبقے کا شیخ ان کے ساتھ تھا۔ پھر کچھ اونٹ اور نکلے۔ پھر محمل آیا۔ اب چاروں طرف سے تماشائی محمل کی طرف جھپٹے۔ آدمی پر آدمی ٹوٹ پڑتا تھا۔ ہر شخص دھکم پیل کر کے یہ چاہتا تھا کہ محمل کو اپنے ہاتھوں سے چھو کر ہاتھوں کو چومے۔ بہت سی عورتوں نے جو جھلملی دار کھڑکیوں میں بیٹھی تھیں، محمل سے چھو جانے کے لئے اپنی شالیں، برقعے اور دوپٹے کھڑکیوں میں سے لٹکائے ہوئے تھے۔ محمل کے پیچھے وہ ضعف برہنہ شیخ جس کا ذکر جلوس غلاف کے ضمن میں کیا جا چکا ہے ایک اونٹ پر بیٹھا سر ہلا رہا تھا۔''

1249 ہجری کے بعد کا جلوس محمل:

زمانہ قدیم میں جلوس محمل کی تاریخ شوال کے آخر میں مقرر کی جاتی تھی لیکن عموماً وسط ذیقعدہ میں یہ جلوس نکلنے لگا تھا۔ اس جلوس میں بھی وہی مراسم ادا کئے جاتے تھے جو غلاف کعبہ کے جلوس میں ادا ہوتے تھے جن کی تفصیل اس سے پیشتر لکھی جا چکی ہے۔ اس جلسے کی صبح محمل کو محلہ خرنفش میں غلاف کعبہ تیار کرنے والے کارخانہ (مصنع الکسوۃ) سے میدان صلاح الدین میں لے جاتے تھے مگر سابقہ راستے سے نہیں بلکہ سوق السلاح ہو کر جاتے تھے۔ میدان میں جلسہ ہوتا تھا۔ مہتمم کارخانہ محمل کے اونٹ کی نکیل امیر الحاج کے سپرد کرتے تھے اور یہاں سے یہ مجمع معہ اہالیان پولیس، فوج و مشائخین عباسیہ اسٹیشن تک جاتا تھا۔ یہاں قافلہ محمل کے لئے خیمے نصب کئے جاتے

Marfat.com

تھے اس میں قافلہ اتر کر قیام کرتا تھا۔محمل وسط صحن میں کھڑا کر دیا جاتا تھا۔لوگ یہاں اس کی زیارت کرتے تھے۔

1315ہجری میں جلوس محمل کا نظارہ:

اس خیال سے کہ جلوس کے بعض مصری عہدہ داروں کے مراتب و نام قارئین کو معلوم ہو سکیں 1315ہجری کے جلوس محمل کی تفصیل اس زمانے کے بعض اخبارات و رسائل سے ترجمہ کر کے یہاں دی جا رہی ہے:

''محمل کی 22 شوال 1315ہجری روز دوشنبہ کو روانگی ہوئی۔چند روز پہلے سرکاری طور پر اس کا اعلان کر دیا گیا تھا اور ضروری انتظامات کے لئے احکام جاری کر دیئے گئے تھے۔تمام سرکاری دفاتر و مدارس میں تعطیل تھی۔معززین عہدہ دار اور علماء و روساء وغیرہ کی حاضری کے لئے ٹکٹ بھیج دیئے گئے تھے۔صبح سے شہر کے تمام لوگ میدان محمد علی کے اطراف جہاں سے محمل روزانہ ہوتا ہے، جمع ہونے لگے۔دعوتی اشخاص یونیفارم پہنے اور تمغے لگائے آنے لگے۔دس بجے سے پہلے ترکی کے سفیر تقدس مآب قاضی اکبر اور ہز ہائی نس احمد مختار پاشا آئے۔دس بجے کے بعد ہز ہائی نس خدیو عباس علمی پاشا فل ڈریس میں پورے جلوس کے ساتھ چوکڑی میں رونق افروز ہوئے۔ان کے ساتھ وزیر تعمیرات عامہ وزیر مال اور وزیر خارجہ بھی تھے۔آپ کی رونق افروزی پر توپوں کے دہانے کھل گئے،اور بینڈ نے خدیوی گیت بجانا شروع کیا۔گارڈ آف آنر نے سلامی اتا دی۔

پھر وہ ہال میں تشریف لائے۔آپ کی سیدھی طرف قاضی اکبر اور دوسرے علماء و مشائخ کی نشست تھی اور بائیں جانب احمد مختار پاشا اور دوسرے وزراء تھے۔کچھ دیر بعد محمل کا جلوس نکلا۔توپیں سر ہونے لگیں اور بینڈ بجنے لگا۔اونٹ جس پر محمل تھا محمد علی پاشا کے محمل کے گرد تین مرتبہ گشت کرنے کے بعد ٹھہر گیا۔گشت کرنے کی غرض یہ تھی کہ حاضرین اسے اچھی طرح دیکھ لیں۔خدیو محل کے اونٹ کے پاس گئے اور اس کی مہار کو بوسہ دیا۔پھر

Marfat.com

علمائے کبار و وزراء نے اس کو بوسہ دیا۔ پھر خدیو نے اس کو باقر پاشا کے حوالے کیا۔ جو اس سال امیر الحاج مقرر ہوئے تھے۔ جب اونٹ آگے بڑھا تو مددگار ناظم کو توالی نے روپے نچھاور کئے جو فقراء نے لوٹ لئے۔ اس کے بعد مقام ابراہیم کا غلاف اور دوسری چیزیں آگے بڑھیں۔ پھر عبداللہ فائق بک جن کے ذمہ غلاف کعبہ کی تیاری کا کام ہے۔ حریر کی رزین تھیلی جس میں خانہ کعبہ کی کنجی رکھی جاتی ہے لیکر آئے۔ خدیو نے اس کو بوسہ دیا۔ ایک بزرگ عالم نے فضائل حج کا خطبہ پڑھا اور سلامتی دولت کی دعا مانگی۔ ان تبرکات کی روانگی کے بعد ایک رسالہ کا بینڈ، ایک رسالہ، ایک توپ خانہ اور چند پلٹنوں کا جلوس آگے بڑھا۔ خاتمہ پر خدیو بہ مراسم مذکورہ واپس ہوئے اور اس کے بعد دوسرے لوگ بھی رخصت ہو گئے۔"

Marfat.com

باب 22

محمل کا سفر

قاہرہ سے سویز تک:

زمانہ قدیم میں محمل قاہرہ سے چل کر براہ خشکی سویز پہنچا کرتا تھا۔ چودھویں صدی ہجری کے اوائل تک اونٹوں پر ہی یہ راستہ طے ہوتا رہا۔ اس کے بعد جب سے قاہرہ و سویز کے درمیان ریل شروع ہو گئی تو محمل ریل میں آنے لگا۔ چونکہ محمل و ہمرایان محمل و غلاف کعبہ کے متعدد صندوق اور اہل قافلہ کا سامان و اسباب کافی مقدار میں ہوا کرتا تھا اس وجہ سے ایک سپیشل ٹرین ان کے لئے مقرر کی جاتی تھی۔ 1318 ہجری میں جس سپیشل ٹرین کے ذریعہ سے محمل نے یہ سفر طے کیا تھا اس میں 37 ڈبے لگائے گئے تھے جن میں سے 8 بند گاڑیاں 3 کھلی ہوئی اور 5 سایہ دار سامان کے لئے تھیں۔ 9 گاڑیوں میں اونٹ، گھوڑے وغیرہ تھے۔ باقی درجہ اول کے 2، درجہ دوم کے 2 اور درجہ سوم کے 8 ڈبے تھے۔ عہدہ داران محمل اور فوجی محافظ محمل سب کی تعداد چار پانچ سو تھی۔

روانگی سے قبل رات کو سامان ریل پر چڑھا دیا گیا تھا اور ہر شخص کی جگہ مقرر کی گئی تھی۔ قاہرہ کے عباسیہ سٹیشن سے گاڑی روانہ ہو کر چھ سات گھنٹے میں سویز پہنچتی تھی۔ راستے میں سات آٹھ سٹیشن پڑتے تھے جن کے نام غلاف کعبہ کے سفر کے ضمن میں بیان کئے جا چکے ہیں۔ ہر سٹیشن پر وہاں کے رہنے والے مشائخ طریقت طلبہ لڑکے، لڑکیاں، عورتیں و مرد محمل کی زیارت کے انتظار میں پہلے سے کھڑے رہا کرتے تھے۔ محمل کے سویز پہنچنے پر قلعہ سویز سے 21 توپیں سلامی کی دی جاتی تھیں۔ باجا خدیو کی سلامتی کا راگ گاتا تھا۔ حاضرین خوشی کا نعرہ لگاتے تھے۔ سویز کے فوجی عہدے دار امیر

Marfat.com

الحاج اور امین صرہ کو مبارک باد دیتے تھے۔ محفل منعقد ہوتی تھی۔ محمل بڑے جلوس کے ساتھ شہر میں گشت کرتا تھا۔ جلسہ برخاست ہونے پر 21 توپوں کی سلامی دی جاتی تھی اس کے بعد محمل جہاز پر جدہ کی جانب روانہ ہو جاتا تھا۔

جدہ میں محمل کا ورود:

سویز سے چار پانچ دن میں جہاز جدہ پہنچ جاتا تھا۔ یہاں بھی محمل کی تعظیم میں 21 توپوں کی سلامی دی جاتی تھی۔ بینڈ باجا تین مرتبہ سلطان ترکی کی سلامتی کا گیت گاتا تھا اور دعا کی جاتی۔ پھر خدیو کی سلامتی کا گیت بجایا جاتا تھا اور دعا کی جاتی تھی۔ چار دن جدے میں قیام رہتا تھا۔ شہر میں محمل کا جلوس نکالا جاتا تھا جس کے ساتھ تمام سلطانی فوج نکلا کرتی تھی ⑪۔ محمل کی آمد پر جدہ میں بڑی دھوم سے جشن منایا جاتا تھا۔ دعائے دولت پر جلسہ ختم ہوتا تھا اور رخصت کے وقت جدہ کے قلعہ سے 21 توپوں کی سلامی پھر دی جاتی تھی۔

محمل مصری مکے میں:

مکے میں محمل و غلاف کعبہ عموماً آخر ذیقعدہ یا یکم ذلحجہ تک داخل ہو جاتا تھا۔ سلطان عبدالمجید خاں کے تعمیر کردہ مسافر خانے کے پاس مطوف محمل کے ہمراہیوں کا استقبال کیا کرتے تھے۔ مقام مقربہ کے پاس شریف و والی مکہ کے نائب ان سے ملاقات کرتے تھے۔ محمل کے ورود کے وقت مکے میں بڑی خوشی منائی جاتی تھی اور اس کے پہنچتے ہی وہاں رونق اور گہما گہمی بہت بڑھ جاتی تھی۔ تمام باشندگان مکہ اور حاجی اسے دیکھنے کے لئے جایا کرتے تھے۔ مکہ کی سلطانی فوج نہایت ادب کے ساتھ اس کی سلامی اتار کر اپنے ہمراہ اس کو شہر کے اندر لے جاتی تھی۔ امیر الحاج کی تعظیم میں 21 توپوں کی سلامی دی جاتی تھی۔ مصری و ترک سوار اور پیدل فوج اس کے جلوس میں چلتی تھی اور بینڈ والے دلکش آواز میں سلطانی ترانہ بجاتے ہوئے محمل کو بیت اللہ تک پہنچاتے تھے۔ یہاں سے فوج بارکوں کو چلی جاتی تھی اور محمل کا زریں غلاف اتار کر اس پر معمولی غلاف اڑھا دیا جاتا تھا۔

⑪ ۱۳۱۸ ہجری میں اس فوج کی تعداد چار سو با قاعدہ اور دو سو بے قاعدہ تھی۔

Marfat.com

اس کے بعد محمل کو حرم میں رکھ دیتے تھے۔

ڈاکٹر نور حسین صاحب صابر نے اپنے سفرنامہ رفی الحجاج میں اس جلوس کا سماں ان الفاظ میں دکھایا ہے:

"محمل مصری کی سج دھج بہت بڑی ہوتی تھی۔ سب سے اول خاکی وردی میں مصری فوجی افسر نکلے جن کے ساتھ برہنہ تلواروں کے جوان تھے۔ بعد میں خچر کا توپ خانہ، اس کے بعد ایک ضعیف نقیب چل رہا تھا۔ اس کے دونوں جانب ایک بٹالین کے نوجوان سپاہی مارٹن ہنری سے مسلح خاکی وردی میں برابر قدم اٹھا رہے تھے۔ مصری فوج کی وردی مضبوط اور صاف تھی۔ ان کے ہتھیار پرتلا کرچ بوٹ سب درست تھا۔ ایسا معلوم ہوتا تھا گویا یورپین افواج سے ہیں۔ صرف ترکی ٹوپی کا فرق تھا۔ بعدازاں ایک اونٹ پر سطلا وزریں کپڑے سے مستور محمل نکلا۔ جس کے پیچھے ایک اونٹنی پر ایک معمر بزرگ سلطانی حذیوی جھنڈا سنبھالے تھا۔ محمل کے آگے باجا بج رہا تھا اس وقت کا منظر و کیفیت دل خوش کن اور رقت خیز تھی۔ شہر میں محمل کے داخل ہوتے ہی ہر طرف سے اللہ اکبر، سبحان اللہ اور دعائیہ کلمات کے زور سے پکار ہوئی۔ شریف کے مکان کے سامنے فوج نے محمل کی سلامی اتاری۔ بازار میں ہزار ہا مخلوق عورت، مرد، بچے، بوڑھے دونوں طرف موجود تھے۔ سینکڑوں پردہ نشین عورتیں برقع پوش کھڑی تھیں۔ عجیب رونق سے محمل گزر رہا تھا۔ باب النبی کے سامنے محمل بڑی کروفر سے اتارا گیا اور اس کا زریں لباس اتار کر خالی محمل حرم شریف میں رکھ دیا گیا۔"

محمل کی ہمراہی فوج محلہ جرول کے پاس میدان شیخ محمود میں ڈیرے ڈالتی تھی اس کے بعد ایک جلسے میں علماء و اعیان مکہ کی شہادت لیکر غلاف کعبہ کلید بردار کعبہ کے حوالے کر دیا جاتا تھا۔ آٹھویں نویں ذی الحجہ کی شام تک اُن کے مکان میں رکھا رہتا تھا۔ پھر کعبے پر ڈال دیا جاتا تھا۔

مصر سے روانگی کے بعد سے محمل و غلاف مکے پہنچنے تک دونوں لازم و ملزوم رہا کرتے تھے۔ اس کے بعد محمل کے مصر واپس ہونے تک غلاف کعبہ کا محمل سے کوئی تعلق باقی نہیں رہتا تھا۔ جب تک اہل مصر مکے میں مقیم رہتے تھے۔ محمل کو باب النبیؐ اور باب السلام کے درمیان حرم کے دالان

Marfat.com

میں رکھ دیا کرتے تھے۔ عوام یہاں اس کی زیارت کیا کرتے تھے۔ جس وقت سرکاری طور پر اس کا جلوس نکلتا تھا یا جب اس کو منیٰ و عرفات لے جاتے تھے اس وقت یہاں سے اٹھا کر لے جاتے تھے۔

منیٰ اور عرفات میں محمل:

آٹھویں ذیحجہ کو جب حاجی مکے سے عرفات کی طرف روانہ ہوتے تھے تو محمل بھی تزک و احتشام کے ساتھ روانہ ہوتا تھا اور 9 ذلحجہ کو عرفات میں اور 10 و 11 و 12 ذلحجہ کو منیٰ میں اپنی مقررہ جگہ پر معہ اپنی ہمراہی فوج کے خیمے ڈالتا تھا۔ میدان عرفات میں محمل مصری کی جگہ وادی کے وسط میں تھی۔ نویں ذیحجہ کو مغرب سے قبل خطبہ عرفات ختم ہونے کے بعد ایک بھاگڑ مچتی ہے اور ہر شخص قدم اٹھائے مزدلفہ کا رخ کرتا ہے۔ اس وقت محمل مصری و محمل شامی بھی اپنی فوجی ترتیب کے ساتھ روانہ ہوا کرتے تھے اور مزدلفہ ⑪ میں رات گزار کر دسویں کی صبح کو منیٰ پہنچ جاتے تھے۔ پہلے زمانے میں ان محملوں کی جائے قیام اور ان کے آگے پیچھے رہنے پر بعض اوقات بڑے خون خرابے ہو جاتے تھے۔ جن کا اثر قوی ہوتا تھا۔ وہ اپنے محمل کو آگے رکھ کر روانہ ہوتے تھے۔ آگے والا محمل اوّل سمجھا جاتا تھا اور پیچھے والا دوئم۔ برکھارٹ جو 1814ء میں شریک حج ہوا تھا، کہتا ہے:

"آجکل محمد علی پاشا یہاں موجود ہے۔ اس لئے محمل شامی والے دبلی بلی بنے ہوئے ہیں اور محمل مصری کے مقابلے پر نہیں آرہے ہیں۔"

منیٰ مزدلفہ و عرفات میں دونوں محمل ایک دوسرے کو ہر نماز کے وقت اکیس اکیس توپوں کی سلامی دیا کرتے تھے۔ اس طرح پانچوں وقت کی نماز میں 210 توپیں چلتی تھیں۔ اس کے علاوہ جب شریف مکہ کی سواری نکلتی تھی یا کوئی افسر فوجی آتا تھا اس کے مرتبے کے لحاظ سے محمل کی ہمراہی فوج علیحدہ توپیں چلاتی تھی۔ ایک صاحب کا جو اس زمانہ میں شریک حج ہوئے تھے، بیان ہے:

---

⑪ مزدلفہ مکہ معظمہ سے سات کوس ہے۔ عرفات سے واپسی میں نویں ذلحجہ کو رات یہاں گزارتے ہیں۔ صبح یہاں سے روانہ ہو کر پہنچ جاتے ہیں۔

Marfat.com

"صبح سے شام تک توپیں چلتی ہی رہتی ہیں۔"

مکے میں محمل کی روانگی کا جلسہ:

مکہ معظمہ سے مدینہ منورہ روانہ ہونے سے قبل سرکاری طور پر مکے میں ایک جلسہ ہوا کرتا تھا۔ محمل کی فوج اور اس کے ہمراہی عہدہ دار ایک جلوس کی شکل میں اپنے قیام گاہ میدان شیخ محمود سے مسجد الحرام کی طرف جاتے تھے۔ بیت اللہ کے قریب پہنچ کر باب علی کے سامنے محمل کا معمولی غلاف اتار کر اس پر زریں غلاف ڈال دیا جاتا تھا۔ یہاں امیر محمل شامی بھی موجود رہتا تھا۔ اولاً وہ اپنے محمل کے اونٹ کی نکیل والی مکہ کو دیتا۔ والی مکہ محمل کے ساتھ پانچ مرتبہ گشت لگا کر اونٹ کی نکیل امیر شامی کے حوالے کر دیتا اس کے بعد سلطان کی سلامتی کی دعا مانگی جاتی۔ بینڈ قومی ترانہ گاتا اور حاضرین تین مرتبہ نوہائے مسرت بلند کرتے۔ اس کے بعد امیر محمل مصری کو اونٹ کی نکیل واپس کر دیتا تھا۔ باجا سلامتی کا گیت گاتا اور ایک بزرگ جسے شیخ سنباطی کہتے تھے، حذیو مصر و شریف مکہ کے لئے دعائیہ خطبہ پڑھتا اور محفل برخاست ہو کر دونوں محمل اپنے قیام گاہوں کو واپس ہو جاتے تھے۔

مکے سے مدینے:

عموماً آخر ذی الحجہ تک محمل مصری مکے سے مدینہ منورہ روانہ ہو جاتا تھا۔ مکے سے مدینے کو حسب ذیل چار راستے جاتے ہیں۔ موٹر کاریں مکے سے سیدھی مدینے جاتیں۔ مکے سے جدہ آ کر چند گھنٹے میں رابغ پہنچ جاتی ہیں اور یہاں سے بعض منزلوں کو چھوڑتی ہوئی طریق سلطانی یا کسی اور راستے سے مدینے داخل ہوتی ہیں:

(1) طریق خابر	(2) طریق سلطانی
(3) طریق فرعی	(4) طریق شرقی

طریقہ خابر [1] ایک تنگ درہ میں ہو کر ایک بلند چٹان پر سے گزرتا ہے۔ یہ سب سے زیادہ نزدیکی راستہ ہے مگر عموماً قافلے اس راستے سے نہیں جاتے۔ ادھر سے جانا بڑے مضبوط آدمیوں کا

[1] خابر، ہلاک ہونے والا۔ آنے جانے والا۔

Marfat.com

کام ہے۔ چٹان پر سے ایک ایک اونٹ گزرتا ہے۔۔اس کے نیچے اس غضب کا غار ہے کہ اگر کوئی گر پڑے تو تحت الثریٰ کو پہنچ جائے۔ عموماً اہل مدینہ تنگی وقت میں شرکت حج کے لئے ادھر ہی سے جاتے ہیں۔ چار پانچ دن میں یہ راستہ طے ہو جاتا ہے۔ ادھر سے محمل مصری کبھی مدینے نہیں گیا۔ راہ میں معمولی منزلیں بھی ہیں۔ اب رہے باقی تین راستے۔ ان میں طریق سلطانی بہت اچھا سمجھا جاتا ہے۔ پہلے زمانے میں دوسرے راستوں کے مقابلے میں اس طرف لوٹ مار بھی بہت کم ہوا کرتی تھی۔ سرکاری عہدہ دار اور فوج عموماً اس رستے سے جاتی آتی تھی۔ سلطان ترکی نے اس راستے کو درست کرایا تھا اس وجہ سے اس کو طریق سلطانی یا درب سلطانی کہتے ہیں۔ محمل مصری کبھی اس راستے سے اور کبھی کسی دوسری راہ سے مدینے جاتا تھا۔ طریق سلطانی کی منزلیں حسب ذیل ہیں:

محمل کی طریق سلطانی کی منزلیں:

(1) وادی فاطمہ:

یہ مقام مکے سے پانچ کوس ہے۔ بڑی زرخیز وادی ہے۔ یہاں ترکاریاں، خربوزے، تربوز، نیمو، غلہ وغیرہ پیدا ہوتا ہے۔ میٹھا پانی بہ کثرت ہے۔ ایک چشمہ گنگنے پانی کا بھی یہاں پہاڑ سے نکلتا ہے۔ وادی فاطمہ کی مہندی بھی مشہور ہے۔ بعض لوگ اس وادی کو سیدہ فاطمہ زہراؓ یا حضرت علیؓ کی والدہ ماجدہ فاطمہ بنت اسد رضی اللہ عنہا کے نام سے منسوب سمجھتے ہیں۔ یہ غلط ہے۔ یہ کوئی اور فاطمہ تھیں جن کے نام سے یہ مقام موسوم ہے۔

(2) عسفان:

یہاں پانی عمدہ ہے۔ ایک گہرا کنواں ہے جسے بیر عسفان کہتے ہیں۔ راستے میں گھاٹیاں بھی بہت ہیں جہاں ایک ایک اونٹ گزرتا ہے۔ اس منزل پر ضروری سامان مل جاتا ہے۔

(3) خُلیص:

کئی گاؤں کے مجموعے کا نام خلیص ہے۔ یہاں کے سب سے بڑے بازار کو "سوق" کہتے

Marfat.com

ہیں۔ یہ منزل ایک کھلے میدان میں واقع ہے۔اس کے آس پاس کچھ باغ ہیں یہاں سبزیاں اور سامان خورونوش سب ملتا ہے۔

(4) رابغ:

بحر احمر کے ساحل پر یہ ایک گاؤں ہے۔ یہاں گڑھوں اور کنوؤں کا پانی استعمال ہوتا ہے۔ رابغ میں ایک قلعہ بھی ہے۔ جہاں تھوڑی سی فوج رہتی ہے۔ یہاں کا چائے خانہ بہت بڑا ہے جس میں بہ کثرت چارپائیاں پڑی ہوئی ہیں۔ گوشت، مچھلی، ترکاریاں، بعض میوے اور شربت وغیرہ چیزیں ملتی ہیں۔ رابغ میں دن کو گرمی اور رات کو سردی پڑتی ہے۔ جون کے مہینے میں مدینہ جاتے وقت یہاں رات کو مجھے بڑا موٹا کمبل اوڑھنا پڑا تھا۔ اُس وقت مجھے اپنا وہ شعر یاد آ رہا تھا:

چاروں طرف ہے جنگل چھایا ہوا ہے بادل
اوڑھے پڑا ہے کمبل مکے کا اک مسافر

یہاں دو بڑے گہرے پختہ کنویں ہیں جن میں بہ کثرت میٹھا پانی ہے۔ دال، چاول گھی اور بعض دوسری ضروریات یہاں مل جاتی ہیں۔ جس وقت ہماری موٹر یہاں پہنچی تھی ایک عرب لڑکا لیموں فروخت کے لئے لایا تھا۔ گرمی کے دنوں میں یہ بڑی نعمت تھی۔ ایک ایک آنے میں ایک ایک لیموں خرید کر ہمارے ساتھیوں نے شربت بنایا۔ مجھے کھانسی تھی۔ میں خرید نہ سکا مگر اس بچے کو میں نے ایک چونی دی۔ وہ چار لیموں اٹھا کر مجھے دینے لگا۔ میں نے لیموں واپس کر دیئے اور اس سے کہا یہ بخشش ہے۔ وہ خوش ہو کر چلا گیا۔

(6) بیر الشیخ:

اس منزل میں ایک بڑا کنواں ہے۔ تھوڑی جھونپڑیاں بدویوں کی ہیں۔ خورونوش کی بعض چیزیں مل جاتی ہیں۔ یہاں فاختہ بہ کثرت ہیں۔ مدینے جاتے وقت ہم نے ان کی کئی ٹکڑیاں یہاں دیکھی تھیں۔

Marfat.com

(7) بیر حصانی:

یہ بھی بڑی منزل ہے۔ سامان خورونوش مل جاتا ہے۔ ہم نے مدینے سے واپسی میں دو راتیں یہاں گزاری تھیں ایک عرب یہاں نئی کھجوریں بیچ رہا تھا۔ اول اس نے آواز لگائی تمر الجدید، تمر الجدید، پھر کہنے لگا طب الجدید، طب الجدید، اس کے بعد ہم کو متوجہ کر کے ہنس ہنس کے کہنے لگا کھجور الجدید، کھجور الجدید، یہ کھجوریں بڑے مزے کی تھیں۔ میں ضرورت سے زائد کھا گیا۔ جس کی وجہ سے مجھے صفرا ہو گیا۔ یہاں ہمارے ساتھیوں نے ٹین کے ایک کنستر میں کھچڑی پکائی تھی۔ پکانا آتا نہ تھا۔ ٹین کا برتن، چانول اناپ شناپ، آنچ زیادہ لگ گئی اور بالشت بالشت پھر نیچے کا حصہ جل گیا اس ریگستان میں وہ بھی غنیمت تھی۔ زمانہ حج میں ہمیشہ مجھے اس کی یاد آ جایا کرتی ہے اور میں کہا کرتا ہوں:

مزۂ کھچڑی بیر حصانی بہ موسم حج یادمی آید [1]

(8) الحمرا:

یہ بڑی منزل ہے۔ یہاں میٹھے پانی کا چشمہ جاری ہے۔ نخلستان و باغ بہت ہیں۔ سبزیاں لیموں، نارنگی، کھیرے، تربوز وغیرہ یہاں کی پیداوار ہیں۔ مہندی بھی اچھی ہوتی ہے۔

(9) جدیدہ:

اسے وادی خیف بھی کہتے ہیں یہاں کا پانی شیریں ہے۔ مصر کے مشہور عاشق رسول ؐ نعت گو شاعر حضرت عبدالرحیم برعی کا یہاں مزار ہے۔ ان کے نعتیہ قصیدے عرب میں بہت مشہور ہیں۔

(10) بیر عباس:

یہاں ایک بڑا کنواں ہے۔ پانی بہ کثرت ہے۔ ایک ٹوٹا پھوٹا قلعہ بھی ہے۔ ضروریات مل جاتی ہیں۔

---

[1] یہی فقرہ اورنگ زیب عالمگیر کے ایک رقعے کا ہے جو اُس نے اپنے لڑکے کو لکھا ہے جس میں وہ فرماتا ہے۔
فرزند سعادت قوام، مزا کھچڑی بریانی شاہزستان یادمی آید۔

Marfat.com

(11) بیر درویش:

معمولی منزل ہے۔ پانی اچھا ہے۔ چائے خانہ ہے۔ کھانے پینے کی چیزیں مل جاتی ہیں۔ گرمی کے موسم میں تربوز بھی آجاتے ہیں۔ کسی زمانے میں یہاں چور ڈاکوؤں کا بڑا خوف رہتا تھا۔ اب اکیلا مسافر چادر تان کر سو سکتا ہے۔

(12) آبار علی:

اس منزل کو بیر علی بھی کہتے ہیں۔ بیر کی جمع آبار ہے۔ یہاں کئی کنوئے میٹھے پانی کے ہیں۔ سبزیاں وغیرہ بھی ہوتی ہیں۔ مدینہ یہاں سے تین منزل رہ جاتا ہے اور روضہ منورہ کا سبز گنبد نظر آنے لگتا ہے۔ شیفتگاں جمال محمدی یہاں اونٹوں پر سے اتر پڑتے ہیں۔ یہی وہ منزل ہے جس کی نسبت اس فقیر نے کہا ہے۔

اب یہ وقت آیا کہ اونٹوں پر ہوار رہنا حرام
حاجیو اترو کہ روضہ جلوہ گر ہونے لگا

(13) مدینہ منورہ:

محمل کی طریق فرعی کی منزلیں:

فرع کے معنی شاخ کے ہیں۔ چونکہ رابغ سے یہ راستہ شروع ہوتا ہے۔ اس وجہ سے طریق فرعی اس کا نام ہو گیا۔ یہ بات بھی یاد رکھنے کے قابل ہے کہ شتربان اپنی سہولت کے خیال سے اور اپنے یا اپنے رشتہ داروں کے گاؤں میں ہو کر چلنے کی غرض سے بعض وقت مختلف منزلوں سے کترا کر کوئی نیا راستہ بھی اختیار کر لیتے ہیں اور وہ ایک منزل چلنے کے بعد پھر بڑی سڑک پر آجاتے ہیں۔ ایسی صورتوں میں نئی نئی منزلیں راستے میں پڑ جاتی ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ بعض سیاحوں کے سفرناموں میں ان راستوں کی بعض منزلوں کے نام مختلف ہیں۔ لیکن عام منزلیں جو اس راستے میں پڑتی ہیں۔ ان کے نام ذیل میں درج ہیں۔

Marfat.com

(1) رابغ سے وادی حرشان:

تنگ گھاٹی ہے۔ ایک ایک اونٹ گزرتا ہے۔

(2) بیر رضوان:

پانی میٹھا مل جاتا ہے۔ چائے خانہ ہے۔

(3) ابوضباع یا ام ضباع:

ایضاً

(4) الریاض۔ یا وادی ریاں:

عربوں کی آبادی اچھی ہے۔ درخت بھی بکثرت ہیں۔

(5) عذیر:

یہاں ایک بڑا تالاب ہے جو بارش کے پانی سے بھر جاتا ہے۔ اسے خم عذیر کہتے ہیں۔ یہ وہ منزل ہے جہاں حجتہ الوداع میں 18 ذی الحجہ کو آنحضرتؐ نے مکے سے آتے وقت ایک خطبے میں "من کنت مولاہ فعلی مولاہ" فرمایا تھا یعنی جس کا میں مولا ہوں اُس کے علی مولا ہیں۔

(6) بیر الماشی:

معمولی منزل ہے پانی شیریں ہے۔

(7) ابار علی:

اسے بیر علی بھی کہتے ہیں۔ اس کی صراحت طریق سلطانی میں کی جا چکی ہے۔

(8) مدینہ منورہ:

محمل کی طریق شرقی کی منزلیں:

طریق شرقی بھی بڑا راستہ ہے۔ حاجیوں کے قافلے اس طرف سے بھی زیادہ آتے جاتے

Marfat.com

ہیں۔ اونٹوں پر تیرہ چودہ دن میں مکے سے مدینے پہنچ جاتے ہیں۔اس راہ کی منزلیں یہ ہیں۔

(1) مکے سے بیر البرود:

یہاں ایک بڑا کنواں ہے جس کا قطرہ 7 گز اور گہرائی 13 گز ہے۔پانی میٹھا ہے۔اونٹوں پر مکے سے چھ گھنٹے میں پہنچتے ہیں۔سامان خورونوش مل جاتا ہے۔

(2) وادی لیموں:

بازار ہے۔کھانے پینے کی چیزیں سبزیاں، لیموں، میٹھے لیموں، نارنگیاں، خربوزے، تربوز وغیرہ ملتے ہیں۔یہاں پانی کا ایک چشمہ ہے جو پہاڑوں سے نکل کر کھیتوں کو سیراب کرتا ہے۔

(3) خریبہ:

یہ کڑی منزل اٹھارہ انیس گھنٹے چل کر یہاں پہنچتے ہیں۔چائے خانہ ہے۔

(4) الحفائر:

حفرہ (گڑھا) کی جمع حفائر ہے۔پانی شیریں ہے اور سطح زمین سے قریب ہے۔

(5) برکتہ سمرہ:

گرمیوں میں پانی نہیں ملتا۔اور دنوں میں برسات کا پانی برکہ میں مل جاتا ہے۔

(6) برکتہ المسلح

شیریں پانی بکثرت ہے۔

(7) الحسیط:

معمولی منزل ہے۔چائے خانہ ہے۔

(8) سفینہ:

نخلستان ہے۔میٹھے پانی کے کنویں ہیں۔

Marfat.com

(9) السویرجیہ:

یہاں بہت سے کنویں ہیں جن کے ذریعہ سے زراعت ہوتی ہے۔ حسینی سید یہاں آباد ہیں۔

(10) الجریہ:

پانی زمین سے بہت قریب ہے۔ پندرہ منٹ میں نکل سکتا ہے۔

(11) غرابہ:

معمولی منزل ہے۔ زمین سے گز دو گز پر پانی موجود ہے۔

(12) عذیر:

اس کی کیفیت طریق فرعی میں لکھی جا چکی ہے۔

(13) سیدنا حمزہ:

مدینے سے ڈھائی میل پر مزار سیدنا حمزہ بمقام جبل احد واقع ہے۔ محمل مصری عموماً یہاں ایک رات ٹھہر کر صبح مدینے داخل ہوتا تھا۔

(14) مدینہ منورہ:

منزل مقصود

جیسا کہ ہم اوپر لکھ چکے ہیں محمل مصری عموماً مذکورہ بالا تیں راستوں میں سے کوئی ایک راستہ اختیار کرتا تھا لیکن بعض اوقات مکے سے سیدھا مدینے جانے کے بجائے وہ جدے چلا آتا تھا یہاں سے بحری رستے سے جہاز میں بندرگاہ ینبوع دو دن میں پہنچ جاتا تھا اور ینبوع سے براہ خشکی مدینے داخل ہوتا تھا۔ چنانچہ 1320 ہجری 1321 ہجری میں محمل مصری نے مکے سے جدے آ کر ینبوع تک جہاز میں سفر کیا تھا پھر حسب ذیل منزلیں قطع کر کے مدینے پہنچا تھا۔

(1) ینبوع سے المبیت:

Marfat.com

بیت کے معنی رات گزارنے کا مقام۔ رین بسیرا۔

(2) بیر سعید:

یہاں دو کنویں ہیں۔ ضروری چیزیں مل جاتی ہیں۔

(3) الحمرا:

یہ منزل سرسبز و شاداب ہے۔ ایک چشمہ بہتا ہے۔ زراعت ہوتی ہے۔ سامان خورونوش گوشت، سبزیاں وغیرہ سب ملتا ہے۔

(4) بیر عباس:

طریق سلطانی میں اس کی مختصر کیفیت لکھی جا چکی ہے۔

(5) بیر درویش:

ایضاً ایضاً ایضاً

(6) مدینہ:

منزل مقصود

یہ بات بھی یاد رکھنے کے قابل ہے کہ عربوں کے گاؤں جلد بستے اور اجڑتے رہتے ہیں۔ یا تھوڑے سے الٹ پھیر سے راہ طے کرنے میں کبھی کوئی گاؤں راستے میں پڑتے ہیں اور کبھی کوئی۔ کبھی مختلف راستے اختیار کرنے سے بھی یہ صورت پیش آجاتی ہے۔ مثلاً یہاں دو سیاحوں کے سفر ناموں سے ہم ینبوع سے مدینہ تک کی منزلیں لکھتے ہیں:

برکھارٹ 1814ء	کیفیت	بزمانہ برٹن 1853ء	کیفیت
ینبوع سے برکہ	برکہ حوض تالاب	(1) ینبوع سے مساحل	
غازعلی	غاز۔ لڑنیوالا	(2) بیر سعید	کیفیت لکھی جا چکی ہے
بدر	نوٹ ملاحظہ ہو	(3) الحمرا	"

Marfat.com

شعب الحال	شعب کے معنی وادی	(4) بیر عباس	"
القریش	معمولی منزل	(5) سویقہ	قدیم منزل ہے
وادی عقیق		(6) مدینہ	
مدینہ			

مدینہ منورہ میں محمل مصری:

زمانہ قدیم سے یہ طریقہ رائج تھا کہ محمل مصری مزار حضرت امیر حمزہ پر جو مدینے سے ڈیڑھ کوس ہے، پہنچتا ہے۔ رات بھر وہاں قیام کرتا تھا اور دوسرے دن صبح مدینہ منورہ میں داخل ہوتا تھا۔ بعض امیر الحاج کبھی کبھی اس کے خلاف بھی عمل کرتے تھے اور مزار حضرت امیر حمزہ پر سلام پڑھتے ہوئے سیدھے مدینے پہنچ جاتے تھے۔ اہل مدینہ اور روضہ منورہ کے خدام واغوات محمل کے آنے کی خبر سن کر مدینے سے باہر ایک کوس کے فاصلے پر اس کے استقبال کے لئے جایا کرتے تھے۔ محمل باب حمیدیہ سے جسے باب عنبریہ بھی کہتے ہیں، شہر میں داخل ہوا کرتا تھا۔ ہمراہیاں، وملازمین محمل اولاً خود زیارت حضور سرور کائنات سے مشرف ہوتے تھے۔ اس کے دو تین روز بعد محمل کا جلوس شہر میں نکال کر محمل کو مسجد نبوی میں پہنچایا جاتا تھا۔ تعظیم محمل میں اکیس توپوں کی سلامی دی جاتی تھی۔ محمل کو زریں غلاف اوڑھا کر آگے آگے امیر محمل اور امین الصرہ مصری وسلطانی فوج اور بینڈ باجے کے ساتھ بابا عنبریہ سے چل کر گشت کرتے ہوئے مناخہ کی جانب سے حرم تک جاتے تھے اور باب مصری کے قریب پہنچ کر اہل جلوس تعظیماً اپنی سواریوں سے اتر جاتے تھے۔ باب السلام پر جو حرم نبوی کے جنوب وغرب کی طرف ہے، شیخ الحرم اور والی مدینہ ان کا استقبال کرتے تھے۔ محمل کے اونٹ کی مہار والی مدینہ کے ہاتھ میں دی جاتی تھی اور اونٹ کو سیڑھیوں پر چڑھا کر باب السلام کے سامنے والے چبوترے پر بٹھا دیا جاتا تھا۔ یہاں محمل کو اونٹ پر سے کھول کر ہاتھوں ہاتھ مسجد نبوی میں پہنچاتے تھے اور منبر نبوی کے غربی جانب جنابہ سیدہ فاطمۃ الزہرا کے مزار سے متصل رکھ دیتے تھے۔ اس کے بعد محمل کی فوج کا سپہ سالار امیر الحاج امین الصرہ اور دوسرے عہدہ دار محمل کے گرد

Marfat.com

بیٹھ جاتے اور یہ سب لوگ روضہ منورہ کے خادموں کا سا لباس پہن کر یعنی سفید عمامے اور سفید پٹکے باندھے، سفید عبائیں پہنے حضور سرور عالم کے خادموں کی شکل بنا کر سبز جالی میں داخل ہونے کے لئے تیار ہو جاتے تھے۔ محمل کے زریں غلاف کے مختلف حصے جو ہکوں سے جڑے رہتے تھے ان کو علیحدہ کر کے آپس میں تقسیم کر لیتے تھے۔ اس کے بعد آگے آگے امیر الحاج اور سپہ سالار محمل کا علم اٹھائے امیر الصرہ اور دوسرے عہدہ دار غلاف محمل کا ایک ایک ٹکڑا ہاتھوں میں پکڑے بغرض حصول سعادت و برکت شمالی جانب سے صلوٰۃ وسلام پڑھتے ہوئے جالی مبارک کے اندر داخل ہوتے تھے۔ باہر آنے کے بعد غلاف محمل کی اجزاء کو تہہ کر دیا جاتا تھا اور محمل اس کی جگہ رکھا رہتا تھا۔ اہل مدینہ حجاج وہاں اس کی زیارت کرتے رہتے تھے۔ یہاں تک کہ محمل کی مدینے سے روانگی کا دن آ جاتا تھا اور پھر ایک جلوس کے ساتھ محمل رخصت ہو جاتا تھا۔

مدینے سے محمل کی واپسی:

مدینے سے قاہرہ کو روانگی سے قبل محمل مصری مسجد نبوی سے مصری حاجیوں کی قیام گاہ پر جو رباط محمد علی [1] اور اس کے گرد و نواح کے مقام پر ہوتی تھی، پہنچا دیا جاتا تھا اور اس کا زریں غلاف اس پر ڈال دیا جاتا تھا۔ یہاں رات بھر اس کی زیارت کے لئے لوگ آتے جاتے رہتے تھے۔ مولود خوانی وقرات خوانی ہوتی رہتی تھی اور چائے وشربت کا دور چلتا رہتا تھا۔ اس کے بعد صبح کو محمل روانہ ہو جاتا تھا۔

مدینے سے قاہرہ تک محمل کی منزلیں:

مدینے سے واپسی میں بھی راستے کے امن اور سہولت کے اعتبار سے منزلیں طے کی جاتی تھیں اور جدھر قتل وغارت کا اندیشہ ہوتا ادھر سے کترا کر پرامن راستہ اختیار کیا جاتا تھا۔ مثلاً 1318 ہجری میں محمل مصری کی حسب ذیل راستے سے واپسی ہوئی تھی:

---

[1] مدینہ منورہ میں رباط محمد علی پاشا بڑی عظیم الشان عمارت ہے۔ اسے تکیہ محمد علی بھی کہتے ہیں۔ اس میں علاوہ مصری حاجیوں کے غربا و مساکین بھی رہتے ہیں۔ یہاں روزانہ غریبوں کو کھانا تقسیم ہوتا ہے۔ مدینے کے محتاجوں کے لئے یہی بڑا سہارا ہے۔

Marfat.com

بیر عثمان:

مدینے سے پانچ میل ہے۔اس کو بیر رومہ بھی کہتے ہیں۔سنگین پختہ بنا ہوا ہے۔اس کا قطر 4 گز گہرائی 12 گز ہے۔ پانی نہایت میٹھا ہے۔ مدینے والوں کو پانی کی سخت تکلیف تھی۔ آنحضرتؐ کے ایماء پر حضرت عثمانؓ نے ایک یہودی سے اس کنوے کو خرید کر مسلمانوں کے لئے وقف کر دیا تھا۔

انطیعنی:

یہاں درخت بکثرت ہیں۔دو کنوئیں ہیں۔

الملایح:

یہاں درخت بہ کثرت ہیں۔ میٹھے پانی کے پانچ کنوئیں ہیں۔ جب بارش نہیں ہوتی تو ان کا پانی کھاری ہو جاتا ہے۔بعض کنوؤں کی گہرائی دو گز ہے۔

قصر عبلہ:

اس کو شجوہ بھی کہتے ہیں۔زمین قابل زراعت ہے۔حنظل کے درخت بکثرت ہیں، جلانے کی تر کی اور ضروری چیزیں مل جاتی ہیں۔

آبار الحلو:

معمولی منزل ہے۔میٹھے پانی کے کنوئیں ہیں۔مگر عدم استعمال کی وجہ سے پانی بدمزا ہے۔

الحفائر:

حفرہ کے معنی گڑھے کے ہیں۔ حفرہ کی جمع حفائر ہے۔ یہاں بارہ کنوئیں ہیں جن کے پنگھٹ پتھر کے ہیں۔تین چار گز گہرائی ہے۔بعض کا پانی کھاری ہے۔لکڑی بہ کثرت ہے۔

الفقیر:

Marfat.com

یہاں دوم کے درخت بہت ہیں، ان میں ایک قسم کا پھل لگتا ہے جسے حاجی کھاتے ہیں۔ چار کنویں ہیں جن کا پانی کھارا ہے۔

العقلہ:

یہاں ایک قسم کے کانٹے بہت ہیں جو جسم میں چھدنے کے بعد بڑی تکلیف سے نکلتے ہیں۔ پانی کھاری اور نا قابل استعمال ہے۔

الناضوع یا المطر:

یہاں بدوی بہت آباد ہیں جو بھیڑ بکری پالتے ہیں۔ دودھ دہی یہاں ملتا ہے۔

الحفر تلہ:

پانی لکڑی ملتی ہے۔ تین کنوئیں ہیں۔ بازار بڑا ہے۔ خورونوش کا سامان بھی مل جاتا ہے۔

الوجہہ:

یہاں کھجور کے درخت بہ کثرت ہیں۔ بازار ہے۔ مایحتاج ملتے ہیں۔ پانی اچھا ہے۔ فوج کے سو پچاس سپاہی بھی رہتے ہیں۔ بحر احمر کے مشرقی کنارے پر آباد ہے۔ ڈیڑھ سو مکان ایک منزلہ دو منزلہ ہیں۔

طور:

مصر کا علاقہ ہے۔ کوئی پانچ سو آدمیوں کی آبادی ہے جن میں کچھ عیسائی بھی ہیں۔ یہاں حضرت موسیٰ وشعیب کے زمانے کی بعض زیارت گاہیں بھی ہیں۔ تین مسجدیں ہیں۔ آٹھ کنوئیں ہیں جن میں بارش کا پانی محفوظ کر دیا جاتا ہے۔ یہاں گز گز بھر کی مچھلی دو دو آنے کو آتی ہے۔ غلہ مہنگا ہے۔ ایک مکتب بھی ہے۔ محمل کی آمد پر یہاں ایک جلسہ ہوا کرتا تھا جس میں عیسائی پادری بھی معہ اپنے طالب علموں کے شریک ہوا کرتے تھے اور اظہار مسرت کے لئے پادری لوگ بھی تقریریں کیا کرتے تھے۔

سویز:

محمل کی واپسی میں یہاں بھی جلسہ ہوا کرتا تھا۔ یہاں سے محمل ریل میں قاہرہ روانہ ہو جاتا تھا۔

Marfat.com

قاہرہ:

20-21 ہجری میں مدینے سے محمل مصری حسب ذیل راستے سے قاہرہ واپس ہوا تھا۔

نمبر شمار	منزل	کیفیت
1	مدینہ سے ذی الحلیفہ	
2	بیر علی	
3	بیر درویش	براستہ خشکی اونٹوں پر
4	بیر عباس	
5	الحمرا	
6	بیر سعید	
7	المسیجلی	
8	ینبع البحر	
9	طور	براستہ بحری جہاز میں
10	سوئز	
11	سوئز سے قاہرہ	براستہ خشکی ریل میں

Marfat.com

باب 23

محمل کی واپسی پر قاہرہ میں جلوس

چونکہ محمل مصری کے ساتھ مصر کے حاجی بھی جایا کرتے تھے اس لئے محمل کی واپسی پر قاہرہ میں بڑی خوشی منائی جاتی تھی۔ قاہرہ پہنچ کر محمل شہر کے باہر مقام حسوہ میں ٹھہر جاتا تھا اور محمل کے ملازموں اور حاجیوں کے رشتہ دار اپنے اپنے عزیزوں کو لینے کے لئے حسوہ تک جایا کرتے تھے۔ بعض لوگ پھولوں کے ہار، شربت، میوے، مٹھائیاں اور باجہ بھی اپنے ساتھ لے جایا کرتے تھے اور حج سے صحیح سلامت واپس آنے والوں کو پھول پہنا کر اور کھانے پینے سے ان کی تواضع کر کے باجے بجاتے اپنے گھر لاتے تھے۔ جو لوگ سفر حجاز میں وفات پا جاتے تھے ان کے رشتہ دار قافلے والوں سے ان کے مرنے کی خبر سن کر روتے پیٹتے گھروں کو واپس ہوتے تھے۔ اس موقع پر سرکاری طور پر بھی ایک عام خوشی کا اظہار کیا جاتا تھا۔ خدیو اسماعیل پاشا [1] کے آخر زمانے میں جب محمل خشکی کے راستے سے جاتا تھا تو اس کی واپسی پر اور بھی زیادہ مسرت کرتے تھے۔ بعض لوگ اپنے عزیز واقارب کے استقبال کے لئے ایک ایک دو دو منزل تک نکل جاتے تھے۔ بعض لوگ حاجیوں کو سیراب کرنے کے لئے جو طرح طرح کے خراب پانی پینے چلے آتے تھے بڑے بڑے حوضوں میں شربت بھر دیتے تھے۔ جسے تین تین دن تک حاجی اور دوسرے آدمی پیتے رہتے تھے۔

1250 ہجری کے جلوس واپسی محمل کا سماں ولیم لین نے اپنی کتاب ''ماڈرن ایجپ شیئز'' میں اس طرح دکھایا ہے:

---

[1] خدیو ۱۲۷۹ ہجری سے ۱۲۹۶ ہجری تک مصر پر حکمران رہا۔

Marfat.com

''سورج نکلنے کے آدھ گھنٹے بعد محمل کا جلوس باب النصر سے شہر میں داخل ہوا۔ محمل کے آگے آگے پیدل فوج باقاعدہ کا ایک دستہ تھا۔ اس کے پیچھے محمل آیا۔ پھر وہ عجیب قوی ہیکل سیاہ فام شخص جس کو شیخ الجمل (اونٹ والا شیخ) کہتے ہیں، نکلا۔ یہ صرف ایک پاجامہ پہنے ہوئے اونٹ پر سوار تھا اور ہر وقت اپنا سر ہلاتا رہتا تھا۔ گزشتہ کئی سال سے یہ شخص محمل کے ساتھ کیے جاتا آتا ہے۔ لوگ کہتے ہیں کہ وہ رستے بھر سر ہلاتا ہی چلتا ہے۔ سرکار سے اس کو دو اونٹ اور سفری اخراجات ملتے ہیں۔ چند سال قبل ایک بوڑھی عورت بھی محمل کے ساتھ جایا آیا کرتی تھی۔ اس کو ام القطات یعنی بلیوں کی ماں کہتے تھے۔ اس کے ساتھ ہمیشہ پانچ چھ بلیاں بھی اونٹ پر بیٹھی رہتی تھیں۔ شیخ الجمل کے پیچھے ترک سواروں کا ایک رسالہ اور پھر کوئی بیس اونٹ جن پر سرخ و سبز خوشنما کپڑوں کے زین تھے، نکلے۔ ہر اونٹ کے زین کو جھنڈیوں اور شتر مرغ کے پروں سے سجایا گیا تھا۔ اونٹوں کے گلے میں کوڑیوں کے ہار بھی پڑے تھے۔ اس کے بعد کچھ بدوی نکلے۔ ابھی رملہ تک جو قلعے کے سامنے بڑا میدان ہے محمل کے پہنچنے میں کوئی پون گھنٹہ باقی تھا۔ اس وقت بڑی کوشش اور گھس پیٹھ کے بعد محمل کے پاس میں پہنچ گیا اور اس کو تین مرتبہ چھو چھو کر میں نے اپنا ہاتھ چوما۔ پھر محمل کی جھالر پکڑ کے اس کے ساتھ ساتھ چلنے لگا۔ محمل کا محافظ جو پیچھے چل رہا تھا اس نے اول تو مجھے بری طرح گھورا، پھر درود پڑھتے ہوئے چلنے کے لئے مجھ سے کہا۔ واللہ اعلم میرے اچھے کپڑوں کو دیکھ کر یا صلواۃ پڑھنے کی وجہ سے اس نے وہاں سے مجھے ہٹایا نہیں اور میں محمل کی جھالر پکڑے ہوئے چلتا رہا۔ ورنہ وہ دوسرے شخصوں کو صرف ایک مرتبہ محمل چھو لینے دیتا تھا۔ غرض کہ میں رمیلہ تک اسی طرح چلتا رہا۔ جب میں نے اپنے ایک مسلمان دوست سے اس کا ذکر کیا تو اس کو بڑا تعجب ہوا اور وہ مجھ سے کہنے لگا کہ آج تک میں نے نہیں سنا کہ کسی شخص کو ایسا موقع نصیب ہوا ہو تم پر خدا کا فضل اور پیغمبر صاحب کی بڑی مہربانی ہے۔ اس کے بعد اس نے مجھے نصیحت کی کہ

Marfat.com

اس کا ذکر کسی سے نہ کرو ورنہ لوگ تم سے حسد کرنے لگیں گے۔ میری سمجھ میں نہیں آیا کہ محمل کی اس قدر تعظیم کیوں کی جاتی ہے۔ بہت سے لوگ اس کو بڑے جوش کے ساتھ چھو رہے تھے۔ ایک سپاہی جب محمل کے قریب گیا تو اس نے محمل کو مخاطب کر کے یہ الفاظ کہے۔ "اے میرے مالک تو نے مجھے حج سے محروم رکھا۔" ① جن سڑکوں پر سے محمل گزرتا تھا وہ تماشائیوں سے کھچا کھچ بھری ہوئی تھیں۔ تمام دکانیں بند تھیں اور ان کے چبوترے پر لوگ بیٹھے ہوئے تھے۔ کل ایک گھنٹے میں محمل رمیلہ پہنچا۔ اس میدان کو طے کرنے کے بعد جب محمل قرامیدان میں داخل ہوا تو قلعہ سے بارہ توپوں کی سلامی دی گئی۔ پھر قلعہ کے شمالی دروازے کی طرف سے جسے باب الوزیر کہتے ہیں محمل واپس ہوا۔

ایک عجیب رسم جو اس موقع پر اور جلوس غلاف کعبہ وجلوس روانگی محمل کے موقع پر دیکھنے میں آئی وہ یہ تھی کہ بہت سے لڑکے غول بنا بنا کر شہر میں پھرتے ہیں۔ سب کے ہاتھ میں کھجور کی ایک ایک چھڑی ہوتی ہے جسے نوک سے لیکر آدھی دور تک دو تین شاخوں میں چیر دیتے ہیں اس کو مقرعہ (چابک) کہتے ہیں۔ جب کوئی یہودی یا عیسائی ان کو ملتا ہے تو وہ اس کو پکڑ کر کہتے ہیں "ہات العادہ" یعنی حسب عادت نذرانہ لا۔ جو شخص اس نذرانے کے دینے سے جس کی مقدار چار پانچ پیسے یا زیادہ سے زیادہ دس پیسے ہوتے ہیں، انکار کرتا ہے تو لڑکے اس کو چھچی سے شپاشپ شپاشپ جھوڑنا شروع کرتے ہیں۔ محمل شہر میں گشت کرتا ہوا مسجد حسین کو جاتا ہے وہاں اس میں سے قرآن جو جاتے وقت محمل کی چھت میں لٹکا دیتے ہیں اور واپسی میں اس کے اندر رکھ دیتے ہیں، نکال کر مسجد میں رکھ دیئے جاتے ہیں۔ ادنیٰ طبقے کے بہت سے عورت مرد اس کی زیارت کے لئے وہاں جاتے ہیں اور اس کو چومتے اور آنکھوں سے لگاتے ہیں۔"

① تبرکات کی اس قسم کی تعظیم جاہل کیا کرتے ہیں جو قابل اعتبار نہیں ہے۔ بیت المقدس میں حضرت عیسیٰ کے آثار وتبرکات کے ساتھ عیسائیوں کی خوش اعتقادی اس سے بدرجہا بڑھی ہوئی ہے۔ صلیب عیسیٰ تو دینی و دنیوی تمام حاجوں کو پورا کرنے والی خیال کی جاتی ہے۔

Marfat.com

باب 24

محمل کی تعظیم

محمل مصری کی جس قسم کی تعظیم کی جاتی تھی اس کے اعتبار سے ہم اس تعظیم کو تین قسموں میں تقسیم کرسکتے ہیں:

(الف) سیاسی تعظیم

(ب) صفاتی تعظیم

(ج) ذاتی تعظیم

ہر زمانہ میں شاہی فرامین، شاہی عطیات اور شاہی علم کی تعظیم بطور خاص کی جاتی رہی ہے۔ شاہی فرمان کو سر پر رکھا جاتا تھا۔ آنکھوں سے لگایا جاتا تھا اور فرمان کے ہر فقرے پر آداب بجالایا جاتا تھا۔ جس بہادر کو بادشاہ تلوار عنایت کرتا اول وہ اس کو اپنے گلے میں لٹکاتا، اس کے بعد کمر سے باندھتا تھا۔ جس امیر کو زین واسپ عنایت ہوتی، وہ پہلے زین کو اپنے سر پر رکھتا۔ پھر کمر پر رکھتا اس کے بعد گھوڑے پر کستا تھا۔ اسی طرح شاہی علم و پرچم کی تعظیم سلامی اتار کر یا اس کے سامنے گردن جھکا کر کی جاتی ہے۔

چونکہ محمل اور فوج محافظ محمل کا علم دونوں ملکر قافلہ حجاج کے تبرک علم کا کام دیتے تھے اور محمل مصری سلطنت مصر کے لشکر کا زبردست نشان تصور کیا جاتا تھا اس لئے جس جس شہر و قریہ سے محمل گزرتا، جہاز ریل، اسٹیشن جھنڈیوں سے سجائے جاتے۔ شہر آراستہ ہوتا، جلسے کئے جاتے۔ آمد و

Marfat.com

رفت کے وقت توپوں کی سلامی دی جاتی۔ یہ تعظیم دراصل اس سلطنت کی تعظیم ہوا کرتی تھی جہاں سے محمل آتا تھا اور اس لحاظ سے ہم محمل کی اس تعظیم کو "سیاسی تعظیم" کہتے ہیں۔ سلاطین مصر نے محمل کو اپنی سلطنت کا شعار یا ایسا زبردست نشان قرار دے دیا تھا کہ علاقہ مصر کے جن شہروں سے ہو کر محمل گزرتا تھا وہاں کے حکام کو محمل کے اونٹ کے موزون کو بوسہ دینا واجب تھا۔ یہاں تک کہ امرائے مکہ بھی استقبال کے وقت اس کو چومتے تھے۔ مدت دراز تک یہ طریقہ جاری رہا۔ آخر 848 ہجری میں سلطان چقمق نے اسے موقوف کیا۔

حاجیوں اور زائروں کو سٹیشن تک پہنچانے جانا، وقت رخصت ہار پھول پہنانا، دست بوسی کرنا ایک تعظیم ہے جو اس خیال سے کی جاتی ہے کہ یہ لوگ ایک مذہبی سفر پر جا رہے ہیں اور خدا اور رسول کے دربار میں ان کو حاضری کا شرف حاصل ہونے والا ہے۔ ممکن ہے کہ مصری حاجیوں کے ساتھ محمل مصری کی عظمت کا خیال بھی لوگوں کے دل میں پیدا ہو گیا ہو۔ حج وزیارت کے بعد واپس آنے پر حاجیوں کی تعظیم اس خیال پر مبنی ہوتی ہے کہ یہ لوگ مقامات مقدسہ کے مشاہدہ سے مستفید ہو کر اور وہاں کی مبارک آب و ہوا سے متاثر ہو کر واپس آئے ہیں۔ یہی سبب ہے کہ مقامات مقدسہ کی پیداوار وصنعت کے علاوہ دوسری جگہ کی پیداوار ومصنوعات بھی وہاں پہنچ کر تبرک بن جاتی ہے۔ غلاف کعبہ اگرچہ مصر کی ساخت ہوتا تھا مگر اس شعر کا مصداق ہو جاتا تھا:

با عزیزے نشست روزے چند
لا جرم ہمچو اد گرامی شد

حاجیوں کے کفن انگلستان کی ساخت کے ہوتے ہیں مگر آب زمزم میں بھیگ کر یا حضرت امام حسین علیہ السلام کی ضریح مبارک سے مس ہو جانے کے بعد تبرک ہو جاتے ہیں۔ یہی کیفیت تسبیحوں کی ہے جو اگرچہ مختلف ملکوں کی بنی ہوئی ہوتی ہیں مگر مکہ معظمہ و کربلائے معلیٰ ہو آنے کے بعد تبرک بن جاتی ہیں۔ سفر حجاز کے بعد محمل مصری کا تبرک خیال کیا جانا حیرت ناک نہ تھا۔ مکے میں وہ بیت اللہ کے ایک دلان میں رکھا جاتا تھا۔ مدینہ منورہ میں اس کو مسجد نبوی میں جگہ دی جاتی تھی۔ محمل

Marfat.com

کے غلاف کے مختلف اجزاء روضہ شریف کے اندر جالی مبارک سے مس ہوتے تھے۔اس لحاظ سے محمل کی واپسی کے وقت اس کی جو تعظیم کی جاتی وہ اس کے وصف اضافی کی وجہ سے کی جاتی تھی اور اس کو صفاتی تعظیم کہہ سکتے ہیں۔

حیرت کے قابل محمل کی وہ تعظیم تھی جو سفر حجاز سے قبل قیام حجاز میں اور واپسی پر ہوتی تھی اور جس کی وجہ سے یہ محمل شریف کہلانے لگا تھا۔قاہرہ میں جلوس روانگی کے وقت حذیو مصر محمل کے اونٹ کی مہار کو بوسہ دیا کرتے تھے۔عوام محمل کے گرد سات بار گھومتے تھے۔اہل مصر محمل سے مس ہونے کے لئے اپنے کپڑے دوپٹے اور شالیں کوٹھیوں پر سے لٹکاتے تھے۔سٹیشن عباسیہ پر محمل بغرض زیارت رکھ دیا جاتا تھا۔قاہرہ سے سویز تک عورتیں اپنے شیر خوار بچوں کو محمل سے مس ہونے کے لئے لاتی تھیں۔محمل کے ملازمین بھی کچھ نذر لیکر بچوں کو گود میں اٹھاتے اور محمل سے ان کا ہاتھ لگا دیتے تھے۔مختلف طبقے کے لوگ محمل کو چھوکر اپنا ہاتھ منہ پر پھیرا کرتے تھے۔مکہ معظمہ میں جب محمل باب السلام کے نزدیک دلان میں رکھ دیا جاتا تھا تو مختلف ملکوں کے خوش عقیدہ مسلمان اس پر نذر نیاز چڑھاتے تھے۔عرضیاں لٹکاتے تھے اور منتیں مرادیں مانتے تھے۔مصر واپس آنے پر بعض جاہل مصری محمل کو مخاطب کر کے کہا کرتے تھے:

”اے میرے آقا تو مجھے اپنے ساتھ حج کے لئے نہیں لے گیا۔“

محمل کی اس تعظیم کو ہم ذاتی تعظیم کہتے ہیں۔میرا خیال ہے کہ اس کی ابتدا شاید اس طرح ہوئی ہو کہ اولاً محمل کے غلاف کو جس پر آیت الکرسی وغیرہ آیات قرآنی یا نقشہ بیت اللہ کڑھا رہتا تھا، لوگ چھوکر ہاتھ اپنے منہ پر پھیر لیتے ہوں گے۔رفتہ رفتہ محمل کا ہر جز تبرک ہو گیا اور لوگ اسے چھو چھوکر منہ پر ہاتھ پھیرنے لگے اور بتدریج جب اس کی تعظیم انتہائی درجہ پر پہنچ گئی تو عوام الناس اس کو اپنا حاجت روا تصور کرنے لگے۔اس قسم کی ازلام وانصاب پرستی کی مثالیں اسلامی دنیا میں بہت ہیں۔اس موقع پر ان کا ذکر کرنا مسلمانوں کو ناگوار گزرے گا۔

Marfat.com

باب 25

محمل کے حادثات

اگرچہ حجاز کی بدامنی، راستوں کی بدانتظامی اور بحری سفر کی دشواریوں سے زمانہ قدیم میں محمل کا منزل مقصود تک پہنچنا مشکل تھا تاہم تاریخ میں حوادث محمل کی چند ہی مثالیں پائی جاتی ہیں جن کا مختصر ذکر یہاں کیا جاتا ہے:

محمل مصری کی غرقابی:

مصر سے غلاف کعبہ تو چوتھی پانچویں صدی میں بھی بحری راستے سے جایا کرتا تھا لیکن محمل مصری پہلے پہل 951 ہجری میں براستہ سویز جدہ ہو کر مکہ معظمہ پہنچا تھا۔ 961 ہجری میں طوفان وتموج کی وجہ سے نصف محمل غرق دریا ہو گیا تھا۔ اس کے بعد 962 ہجری اور 963 ہجری کے دونوں محمل بھی دریا میں ڈوب گئے تھے۔

محمل مصری کا نذر آتش ہونا:

محرم 1218 ہجری میں حاکم نجد امیر سعود ابن عبدالعزیز نے مکہ معظمہ پر قبضہ کر کے سلطان سلیم فرمانروائے ترکی کو یہ لکھا تھا کہ آپ دمشق وقاہرہ کے والیوں کو ہدایت کر دیجئے کہ وہ حاجیوں کے ساتھ محمل نہ بھیجا کریں۔ 1219 ہجری یونہی گزر گیا اور محمل لانے والوں نے کچھ خیال نہ کیا۔ 1220 ہجری میں حج کے موقعہ پر امیر سعود نے سختی کے ساتھ باجے کی روک تھام کی۔ محمل شامی کا

Marfat.com

امیر بجائے اس کے کہ باجا موقوف کر دیتا، حج سے ہی دست بردار ہو گیا اور بغیر حج کئے اپنا محمل لیکر واپس چلا گیا۔ مگر مصری محمل نجدیوں کے ہاتھ لگ گیا اور انہوں نے اس فتوئی پر اس کو جلا دیا کہ:

''ہر بدعت گمراہی ہے اور ہر گمراہی کی سزا آگ ہے۔''

شریف مکہ حسین کی بیجا فرمائش پر محمل کی واپسی:

اگر چہ ہمیشہ محمل مصری کے ساتھ ایک طبیب، لیڈی ڈاکٹر اور کمپونڈر وغیرہ رہا کرتے تھے مگر 1341 ہجری میں اتفاقاً محمل مصری کے ساتھ چار طبیب بغرض ادائی فریضہ حج روانہ ہوئے تھے اور محمل جدہ تک پہنچ چکا تھا۔ شریف نے طبیبوں کی موجودگی اپنے سیاسی مصالح کے خلاف تصور کر کے حکومت مصر سے ان کو واپس طلب کرنے کا مطالبہ کیا۔ اس نے اپنے حاجیوں کو غیر محفوظ حالت میں چھوڑ دینا اور طبیبوں کو حج سے محروم کر دینا مناسب خیال نہ کیا۔ شریف اپنی بات پر اڑا رہا، آخر محمل مصری معہ غلاف کعبہ اور ہمراہیوں کے جدے سے واپس ہو گیا اس کے بعد شریف کی حکومت بھی حجاز پر نہ رہی۔

اہل نجد اور ہمرایان محمل مصری کا تصادم:

محمل مصری کا آخری حادثہ یہ تھا کہ 1344 ہجری میں بزمانہ سلطان ابن سعود، محمل مصری حسب دستور باجے گاجوں کے ساتھ حرم میں داخل ہوا اور عرفات جاتے وقت کسی پر جوش نجدی نے اسے کھیل تماشا تصور کر کے اس کے اونٹ کے پاؤں میں گولی ماردی۔ مصری فوج نے اس کا جواب مشین گن سے دیا۔ کوئی پچیس نجدی مارے گئے مگر سلطان کے غیر معمولی تحمل اور مہمان نوازی نے اس فساد کو بڑھنے نہ دیا۔ یہ آخری محمل تھا جو مصر سے حجاز گیا تھا۔ اس کے بعد سلطان ابن سعود کی یہ شرط کہ اس کے ساتھ باجا نہ آئے حکومت مصر نے قبول نہ کی اور یکا یک یکم ذی الحجہ 1345 ہجری کو اطلاع دے دی گئی کہ آئندہ غلاف کعبہ و محمل روانہ نہیں کیا جائیگا۔ چنانچہ اس وقت سے محمل کا آنا موقوف ہے۔

Marfat.com

باب 26

مختلف ممالک کے محمل

عراقی محمل:

عہد عباسی میں تو عراق سے کسی محمل کی آمد کا پتہ نہیں لگتا۔ البتہ سلطنت بغداد کی تباہی کے بعد غالباً اہل مصر کی دیکھا دیکھی بغداد والے بھی محمل لانے لگے تھے۔ جس زمانے میں عراق میں تاتاری مسلمانوں کی حکومت تھی یہاں کا محمل سب سے بڑا ہوتا تھا۔ سلطان عراق ابوسعید بہادر خاں جس کا عہد حکومت 716 ہجری سے 736 ہجری تک ہے، عراق کے حاجیوں پر بڑی مہربانی کیا کرتا تھا اور محمل کو حریر سے منڈھ کر انواع واقسام کے رزو جواہر یاقوت سے مرصع بناتا تھا۔ یہاں تک کہ اس کی قیمت دو لاکھ پچاس ہزار دینار سرخ (اشرفی) یعنی ایک لاکھ پچیس ہزار گنی تک پہنچ گئی تھی۔ مراۃ الحرمین ابر کہاٹ کہتا ہے کہ 730 ہجری میں عراقی قافلہ ایک ہاتھی کے اوپر محمل لایا تھا۔ کیا عجب ہے کہ یہ محمل سلطان ابوسعید خاں بن حذابندہ ہی کا ہو۔

631 ہجری میں عراقی قافلے اور عربوں میں پانی پر جھگڑا ہوا تھا اور عراقی قافلہ وقت کم ہونے کے سبب حج میں شریک نہ ہوسکا۔ 633 ہجری سے 636 ہجری تک اور پھر 639 ہجری میں اہل عراق تاتاریوں کے فساد کی وجہ سے حج کے لئے نہیں آسکے تھے۔ غرضیکہ عراقی محمل پابندی کے ساتھ نہیں آتا تھا اور آخر نویں صدی ہجری میں عراق سے محمل کا آنا بالکل موقوف ہی ہوگیا۔

محمل یمنی:

تقی الدین فاسی کہتا ہے کہ خلافت بغداد کے خاتمے کے بعد سب سے پہلے 659 ہجری میں ملک مظفر یوسف اول بن عمر بادشاہ یمن نے (جس کی سلطنت 647 ہجری سے 694 ہجرت تک

Marfat.com

رہی) غلاف کعبہ بھیجا تھا اور اس کے بعد بھی کئی سال تک وہ مصر کے غلاف کے ساتھ غلاف بھیجتا رہا۔ کبھی کبھی ایسا بھی ہوا کہ اسی کا غلاف آیا مگر اس وقت تک یمن سے کسی محمل کی آمد کا پتہ نہیں ملتا۔ (شفاء العزام)

بعض دوسرے مورخوں کے بیان سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ 960 ہجری میں یمن سے پہلا محمل آیا تھا۔ اہل یمن زیادہ تر بحری رستے سے حج کو آیا کرتے تھے۔ وجہ یہ تھی کہ حجاز کے عرب اُس پر بڑا ظلم کیا کرتے تھے اور ہر اونٹ پر چاہے اس پر حاجی بیٹھا ہو یا مال تجارت لدھا ہو، ایک سو درہم محصول لیا کرتے تھے۔ یہ حالت مصطفیٰ پاشا ترکی والی یمن کے زمانے تک رہی۔ آخر اس نے عرب لٹیروں کو منتشر کر دیا اسی وجہ سے اس کا نام نشاء مشہور ہو گیا تھا۔ 949 ہجری میں یمن کے حاجیوں کا راستہ کھل گیا اس کے ساتھ امیر حج اور فوج آیا کرتی تھی۔ 960 ہجری یا 963 ہجری میں مصطفیٰ پاشا نے یمنی محمل کی تیاری کے لئے سلطان ترکی سے عرض کیا اور اس کی اجازت مل گئی اور اس وقت سے 1049 ہجری تک محمل آتا رہا۔ اس کے بعد فتنہ وفساد کی وجہ سے آنا موقوف ہو گیا۔ یمن کا آخری محمل خاندان رشیدیہ کے دوسرے فرمانروا المؤید باللہ محمد نے 1049 ہجری میں بھیجا تھا۔ اس کی حکومت سلطان ترکی کی زیر قیادت 1029 ہجری سے 1054 ہجری تک رہی [1]

نجدی محمل:

چونکہ محمل کا مناسک حج سے کوئی تعلق نہیں ہے اس لئے وہابی اس کو محض فضول اور ایک نمائشی چیز سمجھتے ہیں۔ بعض جوشیلے وہابی اس کو سوختنی بھی تصور کرتے ہیں۔ ایسی صورت میں ان سے توقع نہیں ہو سکتی کہ وہابی مذہب کے ظہور کے بعد کوئی محمل نجد سے آیا ہو۔ اس سے قبل بھی اہل نجد کے محمل کا پتہ تاریخوں میں نہیں ملتا۔ اب رہا عورتوں کے بیٹھنے کا محمل یا کجاوہ۔ ایسا محمل تو بقول تحفے لیلیٰ مجنوں کے زمانے سے نجد میں رائج ہے جس کا ذکر عربی شاعروں کی زبان سے نکل کر صحرائے

---

[1] اس بادشاہ نے یہ طریقہ اختیار کر لیا تھا اور اس کے خاندان کے افراد امام صنعا کے لقب سے ترکی کے زیر اثر رہ کر یمن پر حکومت کرتے رہے۔

Marfat.com

نجد کو طے کرتا ہوا ایران سے ہو کر ہندوستان تک پہنچ گیا ہے۔ جیسا کہ کوئی صاحب فرماتے ہیں:

بگولے اٹھ رہے ہیں نجد کے بن میں ہے سناٹا
نہ ناقہ ہے، نہ مجنوں ہے، نہ لیلیٰ ہے نہ محمل ہے

محمد تنبونی رحلۃ الحجازیہ میں محمل نجدی کے ضمن میں لکھتے ہیں کہ:

''اب بھی ہم کو محمل امین الرشید، محمل ابن سعود اور محمل ابن دینار نظر آتے ہیں۔ یہ سب اونٹ ہیں جو اُن کے خزانے یعنی مصارف حرمین کو ایک معمولی سبز بانات منڈھے ہوئے محمل میں رکھ کر حرمین تک لاتے ہیں۔''

ممکن ہے کہ سلطان ابن سعود نے قبل فتح حجاز مصارف حرمین کے لئے روپیہ کسی محمل میں رکھ کر بھیجا ہو یا نجد کے دوسرے امراء رشید ابن دینار نے بھی ایسا ہی کیا ہو مگر جن معنوں میں لفظ محمل ہماری اس کتاب میں استعمال ہوا ہے اس کے لحاظ سے وہ محمل کی تعریف میں نہیں آسکتا۔ وہ محض ایک کجاوہ ہوگا جس میں قافلہ نجد کے مصارف حرمین رکھ کر لائے جاتے ہوں گے۔ نہ اس کو کوئی محمل شریف کہتا ہوگا نہ اس کے اونٹ کے پاؤں چومے جاتے ہونگے، نہ اس کی نکیل آنکھوں سے لگائی جاتی ہوگی اور وہ اسی قسم کا خوشنما محمل یا شغدف ہوتا ہوگا جس میں بیٹھ کر نجد کے بعض امیر و شوقین مزاج اب بھی مکہ معظمہ آتے ہیں۔

حلب کا محمل:

صاحب درالفوائد لکھتے ہیں کہ کچھ سال اہل حلب بھی محمل لائے ہیں۔ اس مختصر اشارے سے یہ پتہ نہیں لگتا کہ اہل حلب کا محمل کب آتا تھا اور کب سے موقوف ہوا۔

سوڈان کا محمل:

نعوم بک شقیر تاریخ سوڈان میں صرۃ الحرمین ① کے زیرِ عنوان لکھتے ہیں کہ دارفور علاقہ سوڈان

---

① صرۃ الحرمین سے مراد وہ تھیلی ہے جس میں روپیہ رکھ کر حرمین الشریفین کے مصارف اور وہاں کے مستحقین کی تنخواہوں کے لئے بھیجے جاتے تھے۔ سلطنت ترکی کے زمانہ میں یہ رقم بہت بڑی تھی، ورسینکڑوں آدمیوں کو تنخواہیں ملتی تھیں۔ یہ تنخواہیں نسل بعد نسل چلتی تھیں۔ اس کے لئے مکہ معظمہ و مدینہ منورہ میں ایک خاص دفتر تھا۔

Marfat.com

کی ریاست تمام سلطنتوں سے آزاد تھی اور سوائے حرمین الشریفین کے کسی کو جزیہ نہیں دیتی تھی۔ البتہ مصارف حرمین کے لئے وہ کچھ رقم محمل کے ساتھ بھیجا کرتی تھی۔

محمل شامی:

درالفوائد میں ہے کہ سب سے پہلا شامی محمل 919 ہجری میں مکہ معظمہ آیا تھا۔ خلاصۃ الکلام میں ہے کہ سب سے پہلا محمل شامی بزمانہ سلطان سلیم 923 ہجری میں بھیجا گیا تھا۔ اس کے ساتھ مصلح الدین رومی امیر قافلہ بن کر آیا تھا۔ محمل شامی کے ساتھ حرمین الشریفین کے سالانہ اخراجات اور خدام و باشندگان حرمین کی تنخواہیں ہوا کرتی تھیں جن کو "صرہ" کہا کرتے تھے۔ موم بتیاں اور روغن زیتون آیا کرتا تھا۔ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حجرہ شریف کا غلاف اور کعبہ کا اندرونی غلاف بھی کسی نئے سلطان کی تخت نشینی کے وقت اسی محمل کے ساتھ بھیجا جاتا تھا۔ یہ محمل قسطنطنیہ سے روانہ ہوتا تھا اور پہلے زمانے میں خشکی کی راہ سے اناطولیہ و شام سے گزرتا ہوا شمالی ایشیا کے حاجیوں کو اکٹھا کرتا دمشق پہنچتا تھا۔ زمانہ حال میں قسطنطنیہ سے جہاز میں روانہ ہو کر بیروت آجاتا تھا۔ اس جہاز کو بھی جس میں محمل ہوتا تھا خاص طور پر جھنڈیوں وغیرہ سے آراستہ کرتے تھے۔ ترکی کے جن جن شہروں اور بندرگاہوں سے یہ محمل گزرتا تھا وہاں اس کی تعظیم میں اکیس توپوں کی سلامی دی جاتی تھی۔ پولیس، فوج عہدہ دار اور عام لوگ بڑے جوش وخروش کے ساتھ اس کا استقبال کرتے تھے اور شہر میں اس کا جلوس نکلتا تھا۔ بیروت سے محمل دمشق پہنچا تھا اور دمشق سے بیالیس منزل طے کر کے ایک مہینے میں مکہ معظمہ پہنچا کرتا تھا۔ حجاز ریلوے تیار ہو جانے کے بعد محمل دمشق سے مدینے تک ریل میں آنے لگا تھا اور مدینے سے خشکی کے راستے سے مکے پہنچا کرتا تھا۔ اس محمل کے ساتھ کم وبیش چار پانچ ہزار آدمی اور دس، پندرہ ہزار اونٹ آتے تھے۔ فوج اور توپ خانہ بھی ساتھ ہوتا تھا۔ تجارتی مال بھی قافلے کے ساتھ بہ کثرت آیا کرتا تھا۔ ہر قسم کی دکانیں قافلے کے ساتھ چلا کرتی تھیں۔ جہاں قافلہ ٹھہرتا تھا، ایک بازار لگ جاتا تھا۔ بہت سے لوگ اس سفر میں حاجیوں کے خورونوش کا ٹھیکہ لے لیا کرتے تھے۔ ان کو مقوم کہا کرتے تھے۔ اس

Marfat.com

محمل کے ساتھ جو فوج رہا کرتی تھی اس کی سربراہی سرکاری طور پر ہر شہر و قریہ میں ہوا کرتی تھی۔ اس لئے جس قدر منزلیں اور قلعے پڑتے تھے وہاں سے رسد کا انتظام کر دیا جاتا تھا۔

چونکہ یہ محمل اپنے ساتھ حرمین کے امراء شرفا اور عام لوگوں کی تنخواہیں لایا کرتا تھا اس لئے مکے میں اس کا انتظار عید کے چاند کی طرح کیا جاتا تھا۔ جو شخص گھوڑا دوڑا کر سب سے پہلے شریف مکہ کو اس کی آمد کی خبر پہنچاتا تھا وہ بڑا انعام پاتا تھا۔ 1333 ہجری میں جب جنگ یورپ چھڑی تو ابتدائی چار سال تک تکمیل رسم کے لئے وقت بے وقت آیا لیکن 1337 ہجری میں جب شریف مکہ نے ترکوں کے خلاف علم بغاوت بلند کیا اور حجاز ترکوں کے قبضے سے نکل گیا تو اس کا آنا قطعاً موقوف ہو گیا۔

Marfat.com

فہرست ماخذ تاریخ غلاف کعبہ

اس تالیف میں اگرچہ اپنے مشاہدات کے علاوہ مجھے بہت سی کتابوں کی ورق گردانی کرنی پڑی لیکن یہاں ابن چند کتابوں کے نام تحریر کردینا مناسب معلوم ہوتا ہے جن سے بطور خاص مدد لی گئی ہے یا جن کا اس تالیف میں حوالہ دیا گیا ہے۔

1- اخبار مکہ:
(عربی) مولفہ ابی الولید محمد عبداللہ الازرقی مطبوعہ جرمنی۔ یہ تیسری صدی ہجری کی تالیف ہے۔

2- تاریخ مکہ:
(عربی) مولفہ ابی عبداللہ محمد بن اسحاق فاکہی، مطبوعہ جرمنی یہ بھی تیسری صدی ہجری کی تالیف ہے۔

3- شفاء الغرام باخبار البلد الحرام:
(عربی) مولفہ تقی الدین بن محمد فاسی۔ مطبوعہ جرمنی تالیف 849 ہجری

4- الاعلام باعلام بیت اللہ الحرام:
(عربی) مولفہ قطب الدین مکی، تالیف 985 مطبوعہ مصر۔

5- جامع اللطیف:
(عربی) مولفہ جمال الدین محمد بن جاراللہ (ابن ظہیرہ) تالیف 1019 مطبوعہ مصر۔

6- مرۃ الحرمین:

Marfat.com

(عربی) تالیف 1325ء مطبوعہ مصر، مولفہ جنرل ابراہیم پاشا۔ یہ دو ضخیم جلدوں میں با تصویر شائع ہوئی ہے۔ مجھے اس سے بہت مدد ملی۔

7- سفرنامہ محمد ابن جبیر:

(عربی) تالیف 579ھ ترجمہ اردو مطبوعہ رام پور۔

8- سفرنامہ برکھارٹ:

(انگریزی) تالیف 1814ء یورپ کے مشہور سیاح عرب ابراہیم ابن عبداللہ عرف برکھارٹ کا سفرنامہ حجاز۔

9- ماڈرن اِی جپ شی انز:

(موجودہ مصری) (انگریزی) مولفہ اڈورڈ ولیم لین تالیف 1835ء۔

10- سفرنامہ برٹن: (انگریزی) یورپ کے مشہور سیاح کپتان برٹن کا سفرنامہ حجاز تالیف 1853ء

Marfat.com

تاریخِ غلافِ کعبہ

تفصیلی حالات، تاریخی واقعات کے ساتھ

ہر مسلمان کا دل طائر قبلہ نما کی طرح مکہ معظمہ و کعبہ کی جانب فطری طور پر مائل ہے۔ وہاں کے حجرہ جو میں ایک ایسی مقناطیسی قوت موجود ہے جو مسلمانوں کے قلوب کو جذب کرتی رہتی ہے لیکن افسوس کہ کعبہ اور اس کے غلاف کی تاریخ پر کوئی کتاب نہیں ہے۔ اسی لئے یہ کتاب اپنی نوعیت میں اس موضوع پر پہلی کوشش ہے۔ اس کتاب کے پڑھنے کے بعد غلاف کعبہ کے متعلق کسی قسم کی معلومات کی حاجت باقی نہیں رہے گی۔ اس کتاب کے مستند ہونے کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ اس کے اقتباسات سلطان عبدالعزیز ابن عبدالرحمن آل فیصل ابن سعود کے حکم پر مکہ معظمہ میں غلاف کعبہ کی تیاری کے سلسلے میں منعقد ہونے والی تقریب میں پڑھ کر سنائے جاتے رہے ہیں۔ ویسے تو اس کتاب میں بہت سے باتیں ہیں جو اس منفرد اور دلچسپ کتاب کی بابت کہی جا سکتی ہیں لیکن اس کتاب کی صحت کی نسبت صرف اس قدر عرض کر دینا کافی ہے کہ اس میں وہی کچھ لکھا گیا ہے جو مصنف نے قدیم عربی اور فارسی کتابوں میں پڑھا، معتبر لوگوں سے سنا اور چشم عبرت سے دیکھا۔

اردو میں اپنی نوعیت
کی پہلی منفرد کتاب

زمانہ قدیم سے حال تک
غلاف کعبہ کی مکمل تاریخ

آرٹ پیپر، نادر تصاویر کے ساتھ

مصنف: علی شبیر

READING TiME
مسلم سنٹر، تھرڈ فلور چیٹر جی روڈ اردو بازار لاہور فون: 0300 9482775

پاکستان میں واحد تقسیم کار

فیکٹ پبلی کیشنز: 14/b علی پلازہ سیکنڈ فلور ٹیمپل روڈ لاہور فون: 0345 4341445, 042 36374538

Marfat.com

تاریخ مدینہ منورہ

زمانہ قدیم سے حال تک

نبی کریم کا ارشاد ہے کہ جس نے بھی میری مسجد (مسجد نبوی) میں
چالیس وقت کی نمازیں باجماعت ادا کیں اور کوئی نماز قضا نہ کی تو
وہ جہنم کے عذاب سے نجات پائے گا۔ اسی لیے اللہ تعالیٰ نے
اپنی مقدس کتاب میں چودہ مرتبہ مدینہ کا ذکر کیا ہے۔ مدینہ منورہ
کی فضیلت میں بہت سی احادیث بھی موجود ہیں۔ مسلمانوں کی
تاریخ کے اس اہم ترین مرکز کی تاریخ بھی دلچسپ ہے۔ مدینہ کا
قدیم نام "یثرب" تھا جسے معنی گالی گلوچ کرنا تھے تاہم نبی پاکؐ
نے اپنی ہجرت گاہ کو نئے نام طیبہ وطابہ اور مدینہ سے نواز کر اس
کے تقدس وطہارت اور شرف ومنزلت کو لازوال کر دیا۔ پھر اسلام
کی ترویج اسی شہر سے ہوئی، کئی جنگیں لڑی گئیں، اسی شہر میں
حضور ﷺ مدفون ہیں، یہیں سے حضور کے جسد مبارک کو چار
بار چرانے کی کوشش کی گئی مگر سازش کرنے والوں کا عبرتناک
انجام ہوا۔ مدینہ منورہ کی تاریخ میں اس کے تاریخی اور مقدس
مقامات کو بڑی اہمیت حاصل ہے اور اس بارے میں کتاب میں
بڑی اہم معلومات شامل ہیں۔ حج اور عمرہ کرنے والوں کے لیے
بھی یہ کتاب معلومات کا ذخیرہ ہے۔

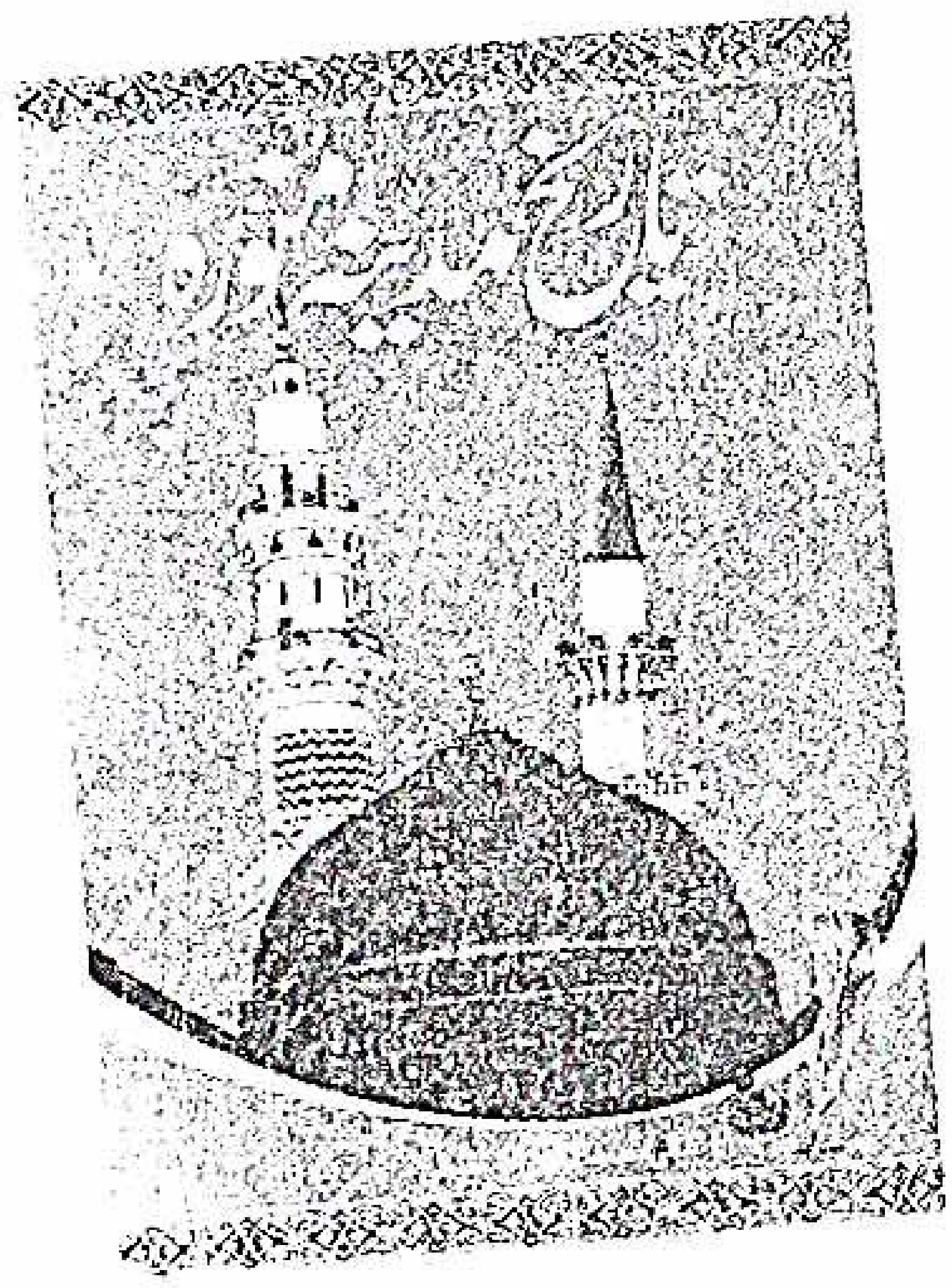

اردو میں اپنی نوعیت
کی پہلی منفرد کتاب

آرٹ پیپر اور
نادر تصاویر کیساتھ

غالی محمد الامین الشنقیطی ترجمہ: ڈاکٹر شمس کمال انجم

READING TiME

مسلم سنٹر، تھرڈ فلور چیٹر جی روڈ اردو بازار لاہور فون: 0300 9482775

پاکستان میں واحد تقسیم کار

فیکٹ پبلی کیشنز 14/b علی پلازہ سیکنڈ فلور ٹیمپل روڈ لاہور فون: 0345 4341445, 042 36374538

Marfat.com

آپ کی لائبریری اور مطالعہ کیلئے بہترین کتابیں

کتاب	مصنف	کتاب	مصنف
پاکستان کے ارب پتی خاندان	مقبول ارشد	انسان کیسے بنا؟	بمان بسمو
میں خودکش حملہ آور کیسے بنا؟	مقبول ارشد	جاپان (ترقی کی داستان)	چمن لال
پاکستان میں فوجی بغاوتیں	مقبول ارشد	دنیا کے بڑے موجد	کے وی گوپال
جرنیل بیتی	مقبول ارشد	عظیم مسلمان سائنسدان	مجیب الدین
دہشت گرد یا جہادی	مقبول ارشد	ممتاز مسلمان سائنسدان	مجیب الدین
امریکی رپورٹیں	مقبول ارشد	ایجادات کی دنیا	مجیب الدین
وکی لیکس، گناہوں کا پلندہ	مقبول ارشد	جرات مندانہ امید	باراک اوبامہ
عظیم المیہ	ذوالفقار علی بھٹو	جلال الدین اکبر	ثیریں موسوی
اپنا علاج خود کریں	مہاشا مہانند	زندہ تاریخ	ہیلری کلنٹن
تاریخ اسلام	پروفیسر یاسین	شیر شاہ سوری	ودیا بھاسکر
مسلمان مفکرین	ہارون خان	رانی لکشمی بائی	ورندلال ورما
ذکر رحمتہ اللعالمین ﷺ	فرحان ولایت	انور السادات	انور السادات
دنیا کے بڑے جاسوس سکینڈلز	اشوک کمار	رضا شاہ پہلوی (شہنشاہ ایران)	رضا شاہ
بابری مسجد تباہی اور بربادی کی داستان	نرسمہا راؤ	شاہی محلات کے عشق	راجہ مہدی علی
انسائیڈ گوانتانا موبے	وسیم شیخ	پاکستان اسرائیل تعلقات کی کہانی	پی آر کمار
جمہوریت کیا ہے؟	ڈیوڈ بیتھم	محبتیں، انجنیئر، اور خواتین	آغا محمد رضا

Marfat.com

وسیم شیخ	الیکشن یا سلیکشن	ڈاکٹر مہتاب	بین الاقوامی سیاست
شگفتہ اشفاق	لذیذ کھانوں کا انسائیکلوپیڈیا	عبدالمجید	دنیا کی قدیم تہذیبیں
اکرم طاہر	دولت آپ کے قدموں میں	پال مکندر	مشہور مقدمے
ڈیل کارنیگی	ترقی کیسے کریں؟	محمد الدین فوق	کشمیر کے راجے اور مہاراجے
ڈیل کارنیگی	کامیابی کے راز	ڈیل کارنیگی	کامیابی کے راستے
الیاس حیدر	محبت مل ہی جاتی ہے!(شاعری)	ڈیل کارنیگی	عظیم لوگ
انوار ایوب راجہ	سرزمین بے آئین (سیاسی ناول)	لئیق لودھی	Eye on IELTS
M.Shahid	The Rise of Peace	Sadiqullah	Chaos of Being

Marfat.com